قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ؁

الحمد للہ والمنۃ

یہ ہدایت قبالہ نافع عجالہ جس میں بظاہر ذکر ولادت باسعادت حضور سید المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنکر تعظیما قیام کرنیکے جواز و استحباب کا آیات واحادیث و اصول فقہ واقوال علماء و تعامل فضلاء سے روشن بیان ہے اور حقیقت میں اصول حدیث کا ایک نفیس وجلیل رسالہ ہے۔ ایسے دلائل سے آراستہ ہے کہ بعض علماء کاملین نے فرمایا کہ یہ دلائل اسی رسالہ کا حصہ ہیں موافق و مخالف ہر طالب فن حدیث ان سے فوائد عالیہ کا استفادہ کرسکتا ہے۔ نیز ضمن میں خیالات بجدیہ قدیم واوہام وہابیہ جدیدہ کا ابطال وازہاق کیا گیا ہے۔ مسمّی باسم تاریخی:۔

مرغوب احمد صلی اللہ علیہ وسلم

ا ن ھ ۱۳

الملقب بہ

رسول الکلام فی بیان المولد والقیام

از تصنیف لطیف فاضل اجل عالم اکمل واعظ بے بدل قدوۃ العلماء زبدۃ الفضلاء سیدی سندی حضرت مولانا مولوی مفتی سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب محدث الوری امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند

باہتمام

فقیر حقیر ابو البرکات سید احمد عفی عنہ طبع ہو کر شائع ہوا۔

از دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند حنگر محلہ دہلی دروازہ

لاہور



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ وشرفنا باتباع سنتہ السنیۃ المرتضی فقال
ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ + ولکم فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسوۃ حسنۃ - یا اھل النھی والصلوٰۃ والسلام علی سید الوری امام الانبیاء
بدر الدجی وکھف الوری الذی حرمتہ میتا کحرمتہ حیا کیف وقد احیاہ
اللہ بعد ما اماتہ اللہ فقال الانبیاء لا یترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ ولکنھم
یصلون بین یدی اللہ وقال علمی بعد وفاتی کعلمی فی حیاتی یا اھل الھدیٰ و
واولی الفضل والتقی وعلی آلہ واھل بیتہ الذین طھرھم اللہ تطھیرا واصحابہ الذین
ھم نجوم السماء الھدیٰ قامعو البدعۃ السیئۃ التی لا نور فیھا وعلی جمیع المومنین
والمومنات والمسلمین والمسلمات الذین اتبعھما واحبھما **اما بعد** حمد
وصلوٰۃ وتحیات زاکیات فقیر حقیر درماندہ نفس شریر بندہ شرمندہ راجی مراحم لم یزلی ابو محمد
سید احمد المدعو بہ محمد دیدار علی بن سید نجف علی حنفی مشہدی ثم الوری ثم لاہوری خدمت
جمیع مومنین حق بین اور علماء دین متین حق گزین میں بہمہ عجز و نیاز التماس پرداز ہے
کہ چونکہ فقیر نے درباب محفل مولد شریف متعاملہ و متعارفہ حرمین شریفین و جمیع بلاد عرب
غرب کے کہ جنکی شان میں یہ حدیث صحیح مرویہ صحیح مسلم لا یزال اھل الغرب ظاھرین
علی الحق حتی تقوم الساعۃ وارد ہے درمیان بعض علماء ہند خصوصاً مسلمین شہر الور
اختلاف نہایت پایا اور جو بقصد تحقیق کتب معتبرہ سیر اور حدیث و فقہ میں غور کیا تو طرفین
الی افراط و تفریط سے نہ دیکھا لاجرم بموجب حدیث صحیح الدین نصیحۃ لکل مومن و مومنۃ



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَشَرَّفَنَا بِاِتِّبَاعِ سُنَّتِہِ السَّنِیَّۃِ الۡمُرۡتَضٰی فَقَالَ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ + وَلَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اصلی اللہ علیہ وسلم اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ - یا اھل النہی والصلوۃ والسلام علی سید الوری امام الانبیاء بدر الدجی وکھف الوری الذی حرمتہ میتا کحرمتہ حیا کیف وقد احیاہ اللہ بعد ما اماتہ اللہ فقال اَلۡاَنۡبِیَآءُ لَایُتۡرَکُوۡنَ فِیۡ قُبُوۡرِھِمۡ بَعۡدَ اَرۡبَعِیۡنَ لَیۡلَۃً وَلٰکِنَّھُمۡ یُصَلُّوۡنَ بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وقال عِلۡمِیۡ بَعۡدَ وَفَاتِیۡ کَعِلۡمِیۡ فِیۡ حَیَاتِیۡ یا اھل الھدی واولی الفضل والتقی وعلی آلہ واھل بیتہ الذین طھرھم اللہ تطھیرا واصحابہ الذین ھم نجوم السماء الھدی قامعو البدعۃ السیئۃ التی لانور فیھا وعلی جمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الذین اتبعھما واحبھما **اَمَّا بَعۡدُ** حمد وصلوۃ وتحیات زاکیات فقیر حقیر درماندہ نفس شریر بندہ شرمندہ راجی مراحم لم یزلی ابو محمد سید احمد المدعو بہ **محمد دیدار علی** بن سید نجف علی حنفی مشہدی ثم الوری ثم لاہوری خدمت جمیع مومنین حق بین اور علماء دین متین حق گزین میں بہمہ عجز ونیاز التماس پرداز ہے کہ چونکہ فقیر نے درباب محفل مولد شریف معمولہ ومتعارفہ حرمین شریفین وجمیع بلاد عرب غرب کے کہ جنکی شان میں یہ حدیث صحیح مرویہ صحیح مسلم لایزال اھل الغرب ظاھرین علی الحق حتی تقوم الساعۃ وارد ہے درمیان بعض علماء ہند خصوصًا مسلمین شہر الور اختلاف نہایت پایا اور جو بقصد تحقیق کتب معتبرہ سیر اور حدیث وفقہ میں غور کیا تو طرفین کی افراط وتفریط سے نہ دیکھا لاجرم بموجب حدیث صحیح اَلدِّیۡنُ نَصِیۡحَۃٌ لِکُلِّ مُؤۡمِنٍ وَمُؤۡمِنَۃٍ

اور نیز بتائید استدعا بعض احبا و اصدقا یہ ہیچمدان ناقص البنیان تحقیق و تنقیح جمیع امور متعاملہ اس بزم
شریف میں مشغول ہوا اور بعد تحقیق اور تنقیح اور جمع کرنے جمیع دلائل امور متعاملہ حرمین مکرمین کی بزم شریف
میں اس مجموعہ کو مشتمل اوپر تین باب کے کیا۔ **باب اول** بیان معنی بدعت اور تحقیق تقسیم اور عدم
تقسیم بدعت اور تطابق اقوال قائلین بتقسیم اور غیر قائلین بتقسیم میں اور بیان قباحت اطلاق اسم بدعت
میں اوپر اس بزم شریف اور امور متعارفہ حرمین میں و در بیان اس محفل منیف کے اور **باب ثانی**
بیان آداب اس محفل منیف میں۔ اور **باب ثالث** بیان دلائل امور متعاملہ و متعارفہ اس بزم
شریف میں۔ اور حسب الارشاد مولانا و معظمنا خلیفہ ارشد سیدنا و مولانا قطب الارشاد استادی و مولائی
مولانا رشاد حسین صاحب قدس اللہ سرہٗ رامپوری نام اسکا **رسول الکلام من کلام سید الانام**
فی بیان المولد والقیام رکھا گیا۔ امید کہ ناظرین با انصاف بلا تعصب و اغتشاف اگر مضامین
مندرجہ کو مقترن بحق پاویں بلا تامل امر حق کو قبول فرماویں اور لفظ **بدعت سیئہ** محرمہ مکروہہ یا مکفرہ
کہ مستحل اسکا نزدیک جمہور اہل سنت و جماعت کافر ہے یا فاسق بہ نسبت اس بزم شریف متعاملہ
و متعارفہ حرمین مکرمین زنہار زنہار زبان پر نہ لائیں مگر امید کہ اثنار ملاحظہ رسالہ ہذا میں یہ چند مقدمات
ضرور پیش نظر رکھیں تاکہ بلا تامل سائل دلیل وجوب و فرضیت و سنیت نہ ہو بیٹھیں۔

مقدمہ اول۔ جمہور اہلسنت کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے لہذا اثبات حرمت
یا کراہت کسی امر کے لئے بدعت محرمہ یا مکروہہ کہنے والے پر دلیل حرمت یا کراہت کا پیش کرنا ضروری ہے،
نہ کہ کسی شے کے جائز و مباح کہنے والے پر کہ ہر اس شے کا جسکی ممانعت کسی دلیل سے نہ ثابت ہو مباح
او معفو عنہ ہونا نصوص صریحہ سے ظاہر ہے قال اللہ تعالیٰ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا
عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ
عَفَی اللّٰهُ عَنْهَا (اے ایمان والو مت پوچھ گچھ کرو تم بہت سی چیزوں سے اگر انکا حکم ظاہر کر دیا جاویگا
تو تمکو برا معلوم ہوگا اور اگر اس زمانہ میں کہ قرآن مجید نازل کیا جارہا ہے تم ان بہت سی چیزوں سے
سوال کروگے تو اسکا حکم تمہارے مخالف ظاہر کر ہی دیا جاویگا۔ ان چیزوں کا ذکر اللہ نے اسی
واسطے چھوڑا ہے کہ انکا کرنا تمہارے واسطے معاف کیا گیا)۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے قُلْ مَنْ حَرَّمَ
زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ (فرما دیجئے کون ہے وہ شخص جو حرام

مولانا سلامت اللہ صاحب مرحوم

کرے اللہ کی دی ہوئی زینت کی چیزوں کو جنکو اللہ نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا ہے اور پاک چیزوں کو رزق سے) اور تیسری جگہ ارشاد فرمایا ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (وہ وہ اللہ ہے کہ پیدا کیا اس نے واسطے تمہارے جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ) اور

مقدمہ دوم۔ چونکہ تعریف مستحب کتب معتبرہ فقہ میں بدیں طور مسطور ہے:-

اَلْمُسْتَحَبُّ مَا فَعَلَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّۃً وَتَرَکَہٗ اُخْرٰی وَمَا اَحَبَّہُ السَّلَفُ وَحُکْمُہُ الثَّوَابُ بِالْفِعْلِ وَعَدَمُ الْعِقَابِ بِالتَّرْکِ کَذَا فِی الْکَیْدَانِیْ۔ وَقَالَ الْمَوْلَانَا السَّیِّدُ الشَّرِیْفُ رَحِمَہُ اللّٰہُ فِیْ شَرْحِہِ الْمُسَمّٰی بِشَرْحِ مِیْر سَیِّد شَرِیْف قَوْلُہٗ مَا اَحَبَّہُ السَّلَفُ اَیِ الصَّحَابَۃُ وَالتَّابِعُوْنَ وَاَصْحَابُ الْمَذَاہِبِ الْاَرْبَعَۃِ وَالصَّالِحُوْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ۔ وَفِیْ صَفْحَۃِ ۱۶۷ مِنْ نُوْرِ الْاَنْوَارِ اَنَّ الْمُسْتَحَبَّ مَا اَحَبَّہُ الْعُلَمَاءُ وَفِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَمُسْتَحَبُّہٗ (اَیِ الْوُضُوْءِ) وَیُسَمّٰی مَنْدُوْبًا وَاَدَبًا وَفَضِیْلَۃً وَھُوَ مَا فَعَلَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّۃً وَتَرَکَہٗ اُخْرٰی وَمَا اَحَبَّہُ السَّلَفُ وَالْمُرَادُ مِنَ السَّلَفِ مَا نُقِلَ فِی الْقُہُسْتَانِیْ اَلسَّلَفُ جَمْعُ سَالِفٍ وَھُوَ الْمَاضِیْ وَفِی الشَّرْعِ صَارَ لِکُلِّ مَنْ یُّقَلَّدُ مَذْہَبُہٗ وَیُتَّبَعُ اَثَرُہٗ کَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ

مستحب وہ فعل ہے جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑا اور جسکو سلف نے دوست رکھا ہو حکم اُسکا ثواب ہے کرنے پر اور نہ ہونا عذاب کا ہے چھوڑنے پر اسی طرح کیدانی میں ہے۔ اور میر سید شریف شرح کیدانی مسمّٰی بشرح میر سید شریف میں اس قول کی شرح اسطرح فرماتے ہیں کہ مراد سلف سے صحابہ اور تابعین اور چاروں مذہبوں کے امام اور اُن اماموں کے شاگرد اور اُنکے شاگردوں کے شاگرد اور صالحین امت رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور ص۱۶۷ نور الانوار میں تو فقط یہی ہے کہ مستحب اُسکو کہتے ہیں جسکو علماء امت پسند فرماویں ــــ اور درمختار میں ہے کہ مستحب جسکا مندوب اور ادب اور فضیلت بھی نام ہے وہ ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کرکے چھوڑ دیا ہو اور وہ کہ جسے سلف نے پسند کیا ہو۔ اور مراد سلف سے وہ ہے جو قہستانی میں نقل کیگئی ہے کہ لغت میں سلف اُنکو کہتے ہیں جو پہلے گذر گئے اور شریعت میں اُنکو جنکے مذہب کی تقلید کیجاتی ہے مثل ابحنیفہ رضی اللہ عنہ اور

وَاَصْحَابِہٖ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَكَذَا سَائِرُ اَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ فَاِنَّهُمْ سَلَفٌ لَّنَا وَالصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ سَلَفٌ لَّهُمْ انتہی وَالْمُرَادُ مِنْ سَائِرِ اَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الَّذِيْنَ هُمْ سَلَفٌ لَّنَا وَهُمْ جُمْلَةُ الْمُجْتَهِدِيْنَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ فِي الْمَذْهَبِ كَمَا فِي رَدِّ الْمُحْتَارِ الثَّالِثَةُ الْوَاقِعَاتُ وَهِيَ مَسَائِلُ اِسْتَنْبَطَهَا الْمُجْتَهِدُوْنَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ لَمَّا سُئِلُوْا عَنْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا فِيْهَا رِوَايَةً وَهُمْ اَصْحَابُ اَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَاَصْحَابُ اَصْحَابِهِمَا وَهَلُمَّ جَرًّا

اُنکے تمام شاگردوں کی اور ایسے ہی تمام اصحاب مذہب وہ بلاشبہ ہمارے سلف ہیں اور صحابہ اور تابعین اُنکے سلف اور اصحاب مذہب جو ہمارے سلف ہیں اُنسے مراد مجتہدین متاخرین فی المذہب ہیں چنانچہ ردّ مختار میں ہے کہ تیسرے قسم کے مسئلہ وہ ہیں جنکو پچھلے مجتہدین نے پہلے مجتہدین کے اقوال سے استنباط فرمایا جب وہ اُن مسئلوں سے سوال کئے گئے اور اُنکے متعلق انکو کوئی روایت نہ ملی اور وہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ کے شاگرد ہیں۔ اور اُنکے شاگرد اُنکے شاگرد وعلی ہذا القیاس جہانتک بھی انکے شاگردوں کا سلسلہ باقی رہے۔ اور انکی سندوں کی تحقیق جو چاہے وہ ہمارے مقدمہ تفسیر میزان الادیان کو مطالعہ کرے جسمیں ہمنے کتب فقہ کی سندونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نقل کردیا ہے۔

لہذا ثبوت استحباب کسی امر کا امور دین سے کچھ قرون ثلثہ پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ بموجب حدیث صحیح مرویہ مسلم کے مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ کہ انشاء اللہ تفصیل اُسکی باب ثالث میں آویگی۔ ثبوت استحباب کسی امر کا کسی وقت اور زمانہ کے ساتھ محدود نہیں نہ قرون ثلاثہ کے ساتھ مخصوص چنانچہ بموجب اسی حدیث کے بہت سے مسائل ہیں کہ زمانہ نبوت میں وجود انکا نہ تھا اور کتب معتبرہ فقہ میں انکو مستحب اور مستحسن لکھا ہے اور بعد زمانہ نبوت بحسب مصلحت وقت اور بمقتضاء اختلاف احوال مؤمنین ومسلمین احداث اُن امور کا بموجب حدیث مذکور زمانہ صحابہ کرام ہی سے شروع ہوگیا تھا اور ابتدا امر میں اگرچہ اُن اموں کا انکار بھی بعض سے پایا گیا مگر جب آخرالامر خیریت اور حسن اُن امور کا اُنکو معلوم ہوا تو وہ بھی

مقر خیریت اُن امور کے ہو گئے اور اگر وہ بعض قبل ظہور خیریت امور مذکور رہی ملک بقا ہوئے
تو انکار انکا بمقابلہ استحسان اکثر علماء کے غیر معتبر رہا کما ھو الظاھر من صحیح البخاری وغیرھا
من کتب الحدیث والفقہ۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ
ابْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ
الْوَحْيَ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ مَقْتَلَ
أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ فَقَالَ
إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ
بِالنَّاسِ وَإِنِّيْ أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ
بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ
مِّنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوْهُ وَإِنِّيْ لَأَرَى
أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ قُلْتُ
لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا
لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ
يُرَاجِعُنِيْ فِيْهِ حَتَّى شَرَحَ اللهُ لِذٰلِكَ
صَدْرِيْ وَرَأَيْتُ الَّذِيْ رَأَى عُمَرُ
قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ
لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّكَ لَرَجُلٌ
شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ
الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بخاری شریف میں ہے زہری سے اور وہ
روایت کرتے ہیں ابن سباق سے کہ تحقیق
زید ابن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جو کاتب
وحی تھے فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں مسیلمہ
کذاب یمامہ والے سے جنگ چھڑ رہی تھی حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا جب میں حاضر
ہوا حضرت عمر کو مینے آپ کے پاس پایا حضرت
صدیق نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کی یہ رائے ہے کہ جنگ یمامہ گرمی پر ہے
مَیں خوف کرتا ہوں کہ کبھی ان لڑائیوں میں
اکثر قاریانِ قرآن شہید نہ ہو جاویں
اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو قرآن کا بہت حصہ
گم ہو جائیگا لہذا میری یہ رائے ہے کہ گو
حفاظ قرآن بہت ہیں مگر تمام قاریوں کے اتفاق
سے قرآن مجید لکھکر بھی ایک جگہ جمع کر دیا جائے
یہ سنکر مینے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ
جو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہیں کیا میں اسکو کسطرح کروں لیکن حضرت
عمر رضی اللہ عنہ بار بار یہی فرماتے رہے کہ قسم ہے
اللہ کی یہ کام بہتر ہے یہانتک کہ اللہ نے میرا سینہ کھولدیا

فَتَتَبَّعَ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِيْ
نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ
مِمَّا اَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ
تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ اَزَلْ
اُرَاجِعُهٗ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ
شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ
الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْاَكْتَافِ
وَالْعُسُبِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُّ
مِنْ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ اٰيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ
الْاَنْصَارِيِّ وَلَمْ اَجِدْهُمَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ
لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ الخ۔

اور مجھکو بھی رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی
پسند آئی اسواسطے تمکو تکلیف دیجاتی ہے
کہ تم تمام قرآن مجید کو (جو لوگوں کے
حفظ یاد ہے اور بعض نے بکری کے شانے
کھجوروں کے پٹھے یا کاغذ اور پتھر وغیرہ پر
لکھ رکھا ہے) سب جگہ سے تلاش کرکے
ایک جگہ جمع کردو کیونکہ تم جوان سمجھدار ہو اور تم
کاتب وحی بھی تھے اور کبھی کسی خیانت کے ساتھ
تم متہم نہیں ہوئے۔ اس فرمان صدیق کو حضرت
عمر بھی چپکے بیٹھے سُن رہے تھے مگر قسم ہے اللہ کی
(چونکہ یہ کام نیا تھا) لہذا مجھپر یہ امر (بخیال بدعت
ہونیکے) اتنا گراں گزرا کہ اگر مجھکو حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ رکھدینے کا حکم فرماتے تو مجھپر اتنا گراں
نہ گزرتا اسواسطے میں نے عرض کیا کہ تم دونوں وہ کام کیوں کرتے ہو جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہیں کیا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہی فرماتے رہے کہ قسم ہے اللہ کی یہ کام بہتر ہے اور میں
اُسی طرح جواب دیتا رہا یہانتک کہ جیسے اللہ نے اُن دونوں کے سینہ کو کھولدیا تھا میرے سینہ
کو بھی کھولدیا اور میں جمع کرنے قرآن پر آمادہ ہوگیا اور کاغذوں اور بکری کے شانوں اور کھجور کے
پٹھوں اور حافظوں کے سینوں سے تلاش کرکے میں نے ایک جگہ لکھکر جمع کرنا شروع کردیا
یہانتک کہ سورۃ توبہ کی اخیر کی دو آیتیں (جو میرے یاد تھیں) مجھکو سوا حضرت خذیمہ انصاری
کے کسی کے پاس نہیں ملیں وہ دونوں آیتیں یہ ہیں۔ لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ ✣

دیکھو بموجب حدیث ہذا جمعیت قرآن شریف پر ابتدا امر میں چونکہ بدیں ہیئت کذائی یہ
جمعیت زمان رسالت میں نہ پائی گئی تھی کسقدر انکار صحابہ کبار ظاہر و باہر ہے مگر آخر الامر
بعد ظہور حسن وخیریت یہ امر مستحب و مستحسن عند الجمہور رہا اور داخل افراد بدعت حسنہ ✣

كَمَا فِي اللَّمَعَاتِ تَحْتَ قَوْلِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ۔ قَوْلُهٗ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فِيْهِ اَنَّهٗ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَمِنَ الْبِدَعِ مَا هُوَ وَاجِبٌ كَتَعَلُّمِ الصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَمِنْهُ مَا هُوَ مُسْتَحَبٌّ الخ۔

وَاَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ وَيُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ اَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ الخ

وَفِيْ دُرِّ الْمُخْتَارِ التَّسْلِيْمُ بَعْدَ الْاَذَانِ حَدَثَ فِيْ رَبِيْعِ الْاٰخِرِ سَنَةَ سَبْعِمِائَةٍ وَاِحْدٰى وَثَمَانِيْنَ فِيْ عِشَاءِ لَيْلَةِ الْاِثْنَيْنِ ثُمَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ بَعْدَ عَشْرِ سِنِيْنَ حَدَثَتْ فِي الْكُلِّ اِلَّا الْمَغْرِبَ ثُمَّ فِيْهَا مَرَّتَيْنِ وَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَفِيْ شَرْحِهٖ رَدِّ الْمُخْتَارِ قَوْلُهٗ وَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ فِي النَّهْرِ عَنِ الْقَوْلِ الْبَدِيْعِ

چنانچہ لمعات میں ہے کہ حضرت ابوبکر کے اس قول سے کہ قسم ہے اللہ کی جمع کرنا قرآن کا اگرچہ نیا کام ہے مگر یہ حضرت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جمع کرنا بدعت حسنہ تھا اور بعض بدعتوں سے وہ ہیں کہ جنکا کرنا جمہور کے نزدیک واجب ہے جیسے سیکھنا علم صرف و نحو کا اور بعض اُنمیں سے مستحب ہیں الخ۔

چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عبدالرحمن سے ہے کہ میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کیطرف رمضان شریف میں گزرا اور دیکھا کہ لوگ علٰحدہ علٰحدہ نماز پڑھ رہے ہیں کوئی تنہا پڑھ رہا ہے اور کسیکے ساتھ ایک جماعت پڑھ رہی ہے۔ یہ دیکھکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں ان سب کو ایک قاری کے ساتھ جماعت کا حکم دیدوں تو بہتر معلوم ہوتا ہے پھر قصد پختہ کر کے سب کو حضرت اُبیّ ابن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ (جو حافظ قرآن تھے) جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم دیدیا۔ پھر جب دوسری رات میں آپ کے ساتھ اُسطرف نکلا تو دیکھا کہ سب آدمی حضرت اُبیّ کے ساتھ قیام رمضان کر رہے ہیں یعنی اُن نوافل کو جو علٰحدہ علٰحدہ پڑھتے تھے جماعت سے پڑھ رہے ہیں یہ دیکھکر حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ کیا اچھی بدعت ہے یعنی کیا اچھا نیا کام ہے اور درّ مختار میں ہے بعد آذان کے صلوۃ وسلام پڑھنے کا رواج ۷۸۱ھ ماہ ربیع الاول پیر کی رات کو آذان عشا

وَالصَّوَابُ مِنَ الْاَقْوَالِ اَنَّهَا بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ
وَحَكَى بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ الْخِلَافَ اَيْضًا فِيْ
تَسْبِيْحِ الْمُؤَذِّنِيْنَ فِي الثُّلُثِ الْاَخِيْرِ مِنَ
اللَّيْلِ وَاَنَّ بَعْضَهُمْ مَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ
وَفِيْهِ نَظَرٌ اِلٰخ مُلَخَّصًا - وَفِيْ شَرْحِ الْوِقَايَةِ
م - وَاسْتَحْسَنَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ تَثْوِيْبَ الصَّلٰوةِ
كُلِّهَا - ش - وَهُوَ الْاِعْلَامُ بَعْدَ الْاِعْلَامِ
وَكَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَالْمُتَاَخِّرُوْنَ اِسْتَحْسَنُوْهُ
فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِظُهُوْرِ التَّوَانِيْ فِي
الْاُمُوْرِ الدِّيْنِيَّةِ وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ لَا اَرٰى
بَاْسًا اَنْ يَقُوْلَ الْمُؤَذِّنُ لِلْاَمِيْرِ فِي الصَّلٰوةِ
كُلِّهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ وَرَحْمَةُ
اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
اَلصَّلٰوةُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ
لِقَاضِيْ خَان وَاِنَّمَا قَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ
ذٰلِكَ فِيْ اُمَرَاءِ زَمَانِهٖ لِاَنَّهُمْ كَانُوْا
مَشْغُوْلِيْنَ بِالنَّظَرِ فِيْ اُمُوْرِ الرَّعِيَّةِ
فَاسْتَحْسَنَ زِيَادَةَ الْاِعْلَامِ فِيْ حَقِّهِمْ
وَلٰكِنْ اَلْمَلِكُ اُمَرَاءُ زَمَانِنَا انتہی —
وَفِيْ دُرِّ الْمُخْتَارِ وَيُثَوَّبُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَ
الْاِقَامَةِ فِي الْكُلِّ لِلْكُلِّ بِمَا تَعَارَفُوْهُ انتہی -
وَفِيْ حَاشِيَتِهٖ رَدِّ الْمُخْتَارِ قَوْلُهٗ فِي الْكُلِّ
اَيْ كُلِّ الصَّلٰوةِ لِظُهُوْرِ التَّوَانِيْ فِي الْاُمُوْرِ الدِّيْنِيَّةِ

کے بعد شروع ہوا پھر جمعہ کی آذان کے بعد پڑھنے
لگے پھر دس برس بعد تمام نمازوں کی آذان کے
بعد سوا مغرب کے صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگے۔
پھر ہر آذان کے بعد دو دو دفعہ پڑھنے لگے اور یہ
امر بدعت حسنہ سمجھا گیا۔ چنانچہ شرح در المختار مشہور
بالشامی میں ہے کہ یہ رواج بدعت حسنہ ہے اور
اور نہر الفائق میں ہے قول البدیع سے
صلوٰۃ وسلام جو بعد آذان پنجگانہ سوا مغرب کے حرمین
شریفین میں مروج ہے اُسکی نسبت جسقدر اقوال
علماء منقول ہیں سب قولوں میں بہتر قول یہی ہے
کہ یہ عمل بدعت حسنہ ہے اور بعض مالکیہ سے اُس
تسبیح وتہلیل میں بھی جو اخیر تہائی رات میں مؤذن
پڑھتے رہتے ہیں اختلاف منقول ہے چنانچہ بعض
نے اس سے بھی منع کیا ہے مگر انکا منع کرنا قابل
نظر اور (قابل ردّ) ہے۔ اور شرح وقایہ میں ہے
کہ مستحسن ہے تمام متاخرین فقہاء کے نزدیک
پانچوں نمازوں میں تثویب کرنا۔ اور تثویب بعد
آذان کے بعض معین الفاظ کے ساتھ تیاری نماز
سے لوگوں کو مطلع کردینے کا نام ہے (مثلاً
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ایک دو بار
پکار دینا۔ یا الصلوٰۃ جامعۃ کے ساتھ لوگوں کو
جو اپنے کاموں میں مشغول رہتے ہیں خصوصاً
جو دینی کاموں میں بھی حرج نہ ہو۔ اور نماز جماعت کی

وَقَالَ فِي الْعِنَايَةِ اَحْدَثَ الْمُتَأَخِّرُوْنَ التَّثْوِيْبَ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ عَلٰى حَسْبِ مَا تَعَارَفُوْهُ فِي جَمِيْعِ الصَّلَوَاتِ سِوَى الْمَغْرِبِ مَعَ اِبْقَاءِ الْاَوَّلِ يَعْنِي الْاَصْلَ وَتَثْوِيْبِ الْفَجْرِ وَمَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ - انتہی۔

تکبیر اولی سے بہی محروم نہ رہیں) اسی طرح ہدایہ میں ہے کہ تمام نمازوں میں متاخرین کے نزدیک تثویب مستحسن ہے بسبب سستی لوگوں کے دینی کاموں میں ۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر مؤذن پانچوں وقت بعد اذان اسطرح پکار دیا کرے تو کوئی حرج نہیں اَلسَّلَامُ عليك ايها الامير ورحمة الله وبركاته حي على الصلوة حي على الفلاح الصلوة يرحمك الله اور جامع صغیر قاضیخان رحمہ اللہ میں ہے کہ اس امر کی اجازت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ کے امراء کے لئے اسواسطے دی تھی کہ وہ رعیت کے کاموں کی خیر خواہی میں مشغول رہتے تھے لہذا انکے حق میں آذان سے زیادہ آگاہی کو مستحسن رکھا بخلاف ہمارے زمانہ کے امراء کے کہ جو لغویات میں مشغول رہتے ہیں ۔ انتہی کذا فی الہدایہ ۔ اور اسی طرح در مختار اور اُسکے حاشیہ رد المختار میں ہے اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ متاخرین فقہاء نے سواء مغرب کے تمام نمازوں میں آذان اور تکبیر کے درمیان تثویب کو جائز رکھا اُن لفظوں کے ساتھ جنکو وہ اپنے عرف میں مقرر کرلیں مع باقی رکھنے اصل تثویب کے صبح کی نماز میں جو الصلوٰۃ خیر من النوم ہے ۔ اور حدیث حسن سے ثابت ہے کہ جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے ۔

ان جمیع روایات سے یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ ابتداء امر میں بجسب اختلاف احوال مسلمین اس امر یعنے تثویب میں درمیان علماء کے اختلاف رہا یہانتک کہ زمانہ صحابہ میں چونکہ صحابہ کرام بسبب قرب زمان نبوت امور دین میں سست نہ تھے اور اُسوقت تثویب کی کچھ حاجت نہ تھی ۔ اول امر میں تو اس میں بھی صحابہ سے نہایت انکار پایا گیا ہے چنانچہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ

رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ اَنَّهُ رَاٰى مُؤَذِّنًا يُثَوِّبُ فِي الْعِشَاءِ فَقَالَ اَخْرِجُوْا هٰذَا الْمُبْتَدِعَ مِنَ الْمَسْجِدِ - وَرُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ مَسْجِدًا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مؤذن کو عشاء کی نماز میں تثویب کہتا دیکھکر فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکالو ۔ اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ

فَصَلّٰی فِیْہِ الظُّہْرَ فَسَمِعَ مُؤَذِّنًا یُثَوِّبُ فَغَضِبَ وَقَالَ قُمْ حَتّٰی نَخْرُجَ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الْمُبْتَدِعِ۔ انتہٰی۔

ایک مسجد میں داخل ہوا۔ اور اُنہوں نے اس مسجد میں نماز ظہر پڑھنا شروع کی۔ ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ اُنہوں نے مؤذن کو تثویب کہتا سنا۔ لہذا غصہ ہوئے اور فرمایا اُٹھو تاکہ ہم اس بدعتی کے پاس سے باہر نکلیں"۔

مگر جب اسلام سُست ہوا بحسب مصلحتِ وقت باستحسان فقہاء متاخرین مستحسنات ومستحبات سے ہوگئے۔ بموجب حدیث مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ الخ کے۔ اور علیٰ ہذا وقت وجود تشتت احوال مسلمین اور پراگندہ حالی مؤمنین تلفظ بہ نیت مع عمل قلب باستحسان واستحباب فقہاء وعلماء بموجب حدیث ہذا مستحبات ومستحسنات سے ٹھہرا۔ حالانکہ وجود اُسکا زمان تابعین تک نہ تھا۔

کَمَا فِیْ دُرِّ الْمُخْتَارِ وَالتَّلَفُّظُ عِنْدَ الْاِرَادَۃِ بِھَا مُسْتَحَبٌّ وَھُوَ الْمُخْتَارُ وَقِیْلَ سُنَّۃٌ اَحَبَّہُ السَّلَفُ اَوْسُنَّۃُ عُلَمَائِنَا اذ لم ینقل عن المصطفٰی ولا الصحابۃ ولا التابعین بل بدعۃ وفی شرحہ رد المحتار قولہ بل قیل بدعۃ نقلہ فی الفتح وقال فی الحلیۃ ولعل الاشبہ انہ بدعۃ حسنۃ عند قصد جمع العزیمۃ لان الانسان قد یغلب علیہ تفرق خاطرہ وقد استفاض ظہور العمل بہ کثیرا من الاعصار فی عامۃ الامصار فلا جرم انہ ذھب فی المبسوط والھدایۃ والکافی الی ان فعلہ لیجمع عزیمۃ قلبہ فحسن فیندفع ما قیل انہ یکرہ

چنانچہ درمختار میں ہے اور منہ سے نیت کرنا وقت ارادہ نماز کے مستحب ہے اور یہی قول مختار ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ سنت ہے یعنی سنت سلف کی اور ہمارے علماء کرام کی اسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین عظام سے زبان سے نیت کرنا منقول نہیں۔ اور بعض نے کہا کہ بدعت ہے مگر اسکی شرح ردالمحتار میں حلیہ سے منقول ہے کہ مراد بدعت سے بدعت حسنہ ہے اسواسطے کہ آدمی پر بعض اوقات پراگندہ بالی غالب ہوتی ہے مگر زبان سے نیت کر لینے کے بعد دلجمعی حاصل ہوجاتی ہے کہ فلاں وقت کی نماز فرض یا سنت پڑھ رہا ہوں اسیواسطے زمانہ ہائے کثیر سے عام شہروں میں زبان سے نیت

وَفِي الْهِدَايَةِ وَالنِّيَّةُ هِيَ الْإِرَادَةُ وَالشَّرْطُ
أَنْ يَعْلَمَ بِقَلْبِهٖ أَيَّ صَلٰوةٍ يُصَلِّيْ أَمَّا الذِّكْرُ
بِاللِّسَانِ فَلَا مُعْتَبَرَ بِهٖ وَيَحْسُنُ ذَالِكَ
لِاجْتِمَاعِ عَزِيْمَتِهٖ وفی السعایۃ حاشیۃ
شرح الوقایۃ اِخْتَلَفَتْ عِبَارَاتُ فُقَهَائِنَا
وَغَيْرِهِمْ فِي التَّلَفُّظِ بِاللِّسَانِ أَنَّهٗ مَاذَا
هَلْ هُوَ سُنَّةٌ أَمْ مُسْتَحَبٌّ أَمْ بِدْعَةٌ
أَمْ مَكْرُوْهٌ فَذَكَرَ جَمْعٌ أَنَّهٗ حَسَنٌ أَوْ مُسْتَحَبٌّ
كَصَاحِبِ الْهِدَايَةِ وَأَقَرَّهٗ عَلَيْهِ شُرَّاحُهَا
وَاتَّبَعَهُمُ الْمُصَنِّفُ وَالشَّارِحُ فِي مُخْتَصَرِهٖ
وَكَقَاضِيْ خَانَ وَالنَّسَفِيِّ فِي الْكَافِيْ وَصَحَّحَهُ
الزَّاهِدِيُّ فِي الْمُجْتَبٰى وَفِي الْمُنْيَةِ
هُوَ الْمُخْتَارُ وَبِهٖ جَزَمَ فِي الْغُرَرِ وَالتَّنْوِيْرِ وَهُوَ
مَذْهَبُ الشَّافِعِيَّةِ وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ
إِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ لِأَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
زَجَرَ عَلٰى مَنْ سَمِعَ ذَالِكَ مِنْهُ نَقَلَهُ عَيْنِيْ
عَنْ جَامِعِ الْكُرْدِرِيِّ وَالشُّرُنْبُلَالِيْ عَنْ
مَجْمَعِ الرِّوَايَاتِ وَهُوَ مَذْهَبُ الْمَالِكِيَّةِ
كَمَا حَكَاهُ فِي الْمِرْقَاتِ وَأُجِيْبَ عَنْ زَجْرِ
عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ إِنَّمَا زَجَرَ مَنْ جَهَرَ
بِهٖ لَا عَلَى التَّلَفُّظِ مُطْلَقًا وَقَدْ نَقَلَ
عَلِيُّ الْقَارِيُّ الْإِجْمَاعَ عَلٰى أَنَّ الْجَهْرَ بِا
لنِّيَّةِ غَيْرُ مَشْرُوْعٍ فَلَا يَثْبُتُ مِنْ زَجْرِ

کرنیکا عمل شائع و ذائع ہے۔ اور مبسوط اور
ہدایہ اور کافی میں جمعیت قلب کے واسطے زبان سے
نیت کرنے کو فعل حسن لکھا ہے اور بعض نے
جو مکروہ لکھا ہے عبارت کافی وغیرہ سے ظاہر
ہو گیا کہ مکروہ جب ہے جب بغیر زبان سے
کہنے کے بھی دلجمعی حاصل ہو ورنہ دلجمعی حاصل
کرنیکے لئے بالاتفاق مستحسن ہے۔ چنانچہ ہدایہ
میں ہے کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے اور
امر ضروری ہے کہ وقت تکبیر تحریمہ اتنا دل میں
ضرور جانے کہ میں فرض پڑھ رہا ہوں یا سنت
اور ظہر کی نماز ہے یا عصر کی اور مجرّد زبان سے
کہہ لینے کا کچھ اعتبار نہیں لیکن دلجمعی حاصل
کر لینے کو مستحسن ہے۔ اور سعایہ حاشیہ شرح وقایہ
میں ہے کہ زبان سے نیت کرنیکے متعلق ہمارے
فقہاء سے مختلف روایتیں منقول ہیں۔ بعض نے
کہا مکروہ ہے اور بدعت اور بعض فرماتے ہیں
کہ سنت ہے یا مستحب۔ اور ایک جماعت کا
قول ہے کہ حسن۔ چنانچہ صاحب ہدایہ اور اُسکے تمام
شراح نے اسی قول کو معتبر رکھا اور صاحب
وقایہ اور شرح وقایہ اور قاضیخان اور علامہ نسفی نے
کافی میں اسی قول کو مختار رکھا ہے اور مجتبیٰ میں
علامہ زاہدی نے اسی قول کی تصحیح کی ہے۔
اور منیۃ المصلی میں ہے کہ یہی قول مختار ہے

عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَرَاھَۃَ مُطْلَقِ التَّلَفُّظِ
وَفِی دُرِّ الْمُخْتَارِ جَازَ تَحْلِیَۃُ الْمُصْحَفِ وَتَعْشِیْرُہٗ
وَنَقْطُہٗ وَاِظْہَارُ اِعْرَابِہٖ وَبِہٖ تَحْصُلُ
الرِّفْقُ جِدًّا خُصُوْصًا لِلْعَجَمِ فَیُسْتَحْسَنُ
وَعَلٰی ھٰذَا لَا بَأْسَ بِکِتَابَۃِ اَسَامِیِ السُّوَرِ
وَعَدِّ الْآیِ وَعَلَامَاتِ الْوَقْفِ وَنَحْوِھَا
فَھِیَ بِدْعَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ انتھی ۔ وَفِی حَاشِیَۃِ
رَدِّ الْمُحْتَارِ قَوْلُہٗ وَتَحْصُلُ بِہِ الرِّفْقُ الخ ۔
اَشَارَ اِلٰی اَنَّ مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ
اللّٰہُ عَنْہُ جَرِّدُوا الْقُرْاٰنَ کَانَ فِیْ زَمَنِہِمْ
وَکَمْ مِنْ شَیْءٍ یَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الزَّمَانِ
وَالْمَکَانِ کَمَا بَسَطَہُ الزَّیْلَعِیُّ وَغَیْرُہٗ۔ انتھی
وَفِی الْمُسْتَخْلَصِ شَرْحِ الْکَنْزِ وَجَازَ تَعْشِیْرُ
الْمُصْحَفِ وَنَقْطُہٗ بِفَتْحِ النُّوْنِ اَیْ نَقْطَۃِ
الْمُصْحَفِ وَھُوَ اِظْہَارُ اِعْرَابِہٖ وَبِہَا یَحْصُلُ
الرِّفْقُ جِدًّا خُصُوْصًا لِلْعَجَمِیِّ الَّذِیْ لَا یَحْفَظُ
الْقُرْاٰنَ وَلَا یَقْدِرُ عَلَی الْقُرْاٰنِ اِلَّا بِنَقْطَۃٍ
فَکَانَ حَسَنًا وَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ جَرِّدُوا الْقُرْاٰنَ
فَذٰلِکَ فِیْ زَمَانِہِمْ لِاَنَّہُمْ کَانُوْا یَنْقُلُوْنَہٗ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا اُنْزِلَ
عَلَیْہِ وَکَانَتِ الْقِرَاءَۃُ سَہْلًا عَلَیْہِمْ
وَلَا کَذٰلِکَ فِیْ ھٰذَا الزَّمَانِ وَعَلٰی ھٰذَا

اور غرر اور تنویر میں اسی قول پر اعتماد کیا ہے اور
شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے اور بعض نے کہا
کہ مکروہ ہے اسواسطے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
ایک شخص کو زبان سے نیت کرتا دیکھکر جھڑکا تھا
چنانچہ یہ روایت عینی جامع کردری سے اور نہر بلالی
مجمع الروایات سے نقل فرماتے ہیں اور یہی مذہب ہے
مالکیہ کا جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں منقول ہے
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کا یہ جواب ہے
کہ آپ نے پکار کر نیت کرنے پر جھڑکا تھا نہ کہ
مجرد زبان سے نیت کرنے پر۔ چنانچہ ملا علی قاری
رحمۃ اللہ علیہ پکار کر نیت کرنیکی کراہت پر
اجماع نقل فرماتے ہیں۔ لہذا عمر رضی اللہ عنہ کے
جھڑکنے سے پوشیدہ زبان سے نیت کرنے کی
کراہت نہیں ثابت ہوتی۔ اور اسیطرح درمختار
میں ہے کہ قرآنجید کو سونے وغیرہ سے آراستہ کرنا
اور نقطے لگانا اور دس دس آیتوں پر نشان دینا
اور اعراب لگانا جائز ہے اسواسطے کہ امور مذکورہ
کے ساتھ قرآن پڑھنے میں دل لگتا ہے خصوصاً
عجمیوں کو بہت آسانی ہوجاتی ہے لہذا امور
مذکورہ عند الجمہور مستحسن ہے۔ اسیطرح مستحسن یا بدعت
حسنہ ہے سورتوں کا نام اور آیتوں کی تعداد
اور وقف کی علامتوں کا لکھنا۔ اور اسکی شرح
رد المحتار میں ہے یہ جو درمختار میں ہے کہ قرآنجید کو

لَا بَأْسَ فِي كِتَابَةِ أَسَامِي السُّوَرِ وَعَدِّ الْآيِ فَهُوَ وَإِنْ كَانَ مُحْدَثًا فَمُسْتَحْسَنٌ وَكَمْ مِنْ شَيْءٍ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ

اعراب وغیرہ کے ساتھ مزین کرنے سے پڑھنے والونکو دلچسپی ہوتی ہے خصوصاً علاوہ عرب کے دوسرے ملکوں کے رہنے والوں کو یہ اشارہ ہے اسطرف

کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ قرآن مجید کو سورتوں کے نام لکھنے اور زیر وزبر وغیرہ لگانے سے خالی رکھو۔ یہ حکم مخصوص اُنکے زمانہ کے ساتھ تھا حالانکہ بہت مختلف شرعی حکم ہیں جو شرعاً باعتبار اختلاف زمانہ اور مکان کے بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ زیلعی وغیرہ نے بہت بسط سے اس بحث کو لکھا ہے۔ اور مستخلص شرح کنز میں ہے۔ جائز ہے قرآنمجید میں دس دس آیتوں پر نشان بنانا اور زیر وزبر لگانا اسواسطے کہ بسبب اسکے قرآن پڑھنے میں اس طریق پر بہت آسانی ہوتی ہے خاصکر علاوہ عرب کے دوسرے ملک والے بغیر زیر وزبر کے نہ قرآن مجید کو صحیح پڑھ سکتے ہیں نہ صحیح حفظ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ امور باتفاق علماء مستحسن سمجھے جاتے ہیں۔ اور وہ جو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کو زیر وزبر سے خالی رکھنے کا حکم منقول ہے وہ انکے زمانہ کے ساتھ مخصوص تھا اسواسطے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسیطرح یاد کر لیتے تھے جسطرح آپ پر نازل ہوتا تھا اور اُسیطرح دوسروں کو پڑھ سناتے تھے اور اُنپر بغیر زیر وزبر کے پڑھنا آسان تھا بخلاف اس زمانہ والوں کے اور اسیطرح مستحسن ہے لکھنا سورتوں کے نام اور آیتوں کے شمار کا اگرچہ باعتبار زمانہ صحابہ کے نیا کام ہے۔ اور بہت سے حکم ایسی ضرورتوں سے باعتبار اختلاف زمانہ اور مکان کے بموجب قواعد شرع شریف کے بدلتے رہتے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس چونکہ بسبب بُعد زمان نبوت فقہاء محققین و محدثین نے دیکھا کہ عامۂ اہل اسلام حقوق مصطفوی اور فضائل ومعجزات وارھاصات نبوی سے غافل ہو گئے جو موجب ازدیاد حب نبی اور استحکام محبت مصطفوی تھے حالانکہ محبت نبیؐ عین ایمان ہے۔ حَيْثُ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی تم میں سے مومن کامل نہیں ہوسکتا جبتک اُسکو میرے ساتھ اپنے ماں باپ اور اولاد سے زیادہ

اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ رواھما البخاری۔

محبت نہ ہو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوسکتا جبتک اُسکو اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ مجھسے محبت نہ ہو۔ یہ دونوں حدیثیں بخاری شریف کی ہیں"۔

اور دوسری جگہ فرمایا کہ نشانی محبت کی کثرت ذکر محبوب ہے۔

کَمَا فِی الشِّفَاءِ لِقَاضِیْ عِیَاضٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔

چنانچہ شفا، قاضی عیاض میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ جو شخص کسی شئے سے محبت رکھتا ہے اسکا ذکر زیادہ کرتا ہے"۔ اور نیز کثرت ذکر محبوب باعث ظہور و اظہار عظمت شان نبوی ہے جو مامور بھا ہے ساتھ حکم قرآن کے۔

کَمَا فِی الشِّفَاءِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ فَاَوْجَبَ اللّٰہُ تَعْزِیْرَہٗ وَتَوْقِیْرَہٗ وَاَلْزَمَ اِکْرَامَہٗ وَتَعْظِیْمَہٗ۔ قَالَ الْمُبَرِّدُ تُعَزِّرُوْہُ اَیْ تُبَالِغُوْا فِیْ تَعْظِیْمِہٖ۔ انتھی مختصرًا بقدر الحاجتہ۔

چنانچہ شفا میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ بیشک بھیجا ہمنے تمکو اے ہمارے محبوب گواہی دینے والا اپنی امت کے حالات اور پیغمبروں کی تبلیغ احکامات پر حشر کے دن اور بشارت سنانے والا جنت کی مومنوں کو اور ڈرانیوالا کافروں کو دوزخ سے تاکہ ایمان لاویں لوگ اللہ اور رسول پر اور تعظیم و توقیر کریں اُسکے رسول کی۔ اس آیت میں اللہ نے اپنے حبیب کی تعظیم و تکریم مومنوں پر واجب و لازم کردی چنانچہ علامہ مبرد تعزروہ کے معنے یہی فرماتے ہیں کہ آپ کی تعظیم میں مبالغہ کرو یعنے حد سے بڑھ جاؤ"۔ لہذا وقت ظہور غفلت یہ بزم شریف بہماں ہیئت کذائی مع القیام کہ جسکا ذکر انشاء اللہ العزیز باب ثالث میں بتفصیل تمام کیا جاویگا۔ بعد قرون ثلثہ فاضلہ ترتیب فرمائی۔

کَمَا قَالَ عَلِیُّ الْقَارِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہِ الْمُسَمّٰی بِمَوْرِدِ الرَّوِیِّ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ شَیْخُ مَشَائِخِنَا

چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ المشائخ شمس الدین سخاوی

شَمْسُ الدِّيْنِ السَّخَاوِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّ اَصْلَ الْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ لَمْ يُنْقَلْ عَنِ السَّلَفِ الصَّالِحِ فِي الْقُرُوْنِ الْفَاضِلَةِ وَاِنَّمَا حَدَثَ بَعْدَهَا بِالْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ وَالنِّيَّاتِ الْخَالِصَةِ الخ

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل مجلس بدیں ہیئت کذائی اگرچہ قرون ثلاثہ میں سلف صالحین سے نہیں پائی جاتی مگر بلاشک بہت سے نیک ارادوں اور خالص نیتوں کے ساتھ یہ مجلس منعقد کی گئی۔

حالانکہ استحباب واباحت ہر ہر فرد امور متعاملہ بزم ہذا علیحدہ علیحدہ تو بکتاب و سنت اور اقوال فقہاء ملت ثابت ہی تھا۔ کما سیظہر انشاء اللہ تعالیٰ من باب الثالث۔ تاکہ بوسطہ اس بزم شریف اور اس محفل منیف کے عوام اہل اسلام کبھی کبھی فضائل شان نبوت اور دیت امور دالّہ علیٰ عظمت شان ختم الرسالۃ سے کہ جو ذریعہ استحکام حُبّ نبی اور ظہور عظمت شان مصطفوی ہیں مشرف ہوتے رہا کریں اور پھر رفتہ رفتہ چند روز میں تو اس بزم نے اسقدر رواج پایا کہ کوئی عالم علماء بلاد عرب و غرب۔ حجاز و شام سے منکر اس بزم شریف کا باقی نہ رہا اور سب اسکے استحباب وخیریت کے قائل ہوگئے حالانکہ ان شہرہا مذکورہ کے رہنے والوں کے شان میں یہ حدیث صحیح وارد ہے

اَخْرَجَ الْمُسْلِمُ بِسَنَدٍ قَوِيٍّ عَنْ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ اَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَقَالَ النَّوَوِيُّ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ الْمُرَادُ بِاَهْلِ الْغَرْبِ الْعَرَبُ وَالْمُرَادُ بِالْغَرْبِ الدَّلْوُ الْكَبِيْرُ لِاخْتِصَاصِهِمْ بِهَا غَالِبًا وَقَالَ آخَرُوْنَ الْمُرَادُ بِالْغَرْبِ مِنَ الْاَرْضِ مِنْ تِلْكَ الزَّمَانِ اِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا الخ

مسلم شریف میں ہے ساتھ سند قوی کے ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہینگے غرب والے غلبہ کرنیوالے حق پر یہانتک کہ قائم ہو جاوے قیامت علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ علی ابن مدینی نقاد حدیث فرماتے تھے کہ مراد غرب سے بڑے ڈول والے ہیں یعنی اہل عرب اسواسطے کہ بڑے ڈول کھینچنے کے ساتھ حضورؐ کے زمانہ میں یہی لوگ خصوصیت رکھتے تھے اور دوسرے محدث فرماتے ہیں کہ اہل الغرب سے مراد ملک مغرب کے رہنے والے ہیں آپ کے زمانہ سے ابتک۔

اور بفضلہ تعالیٰ اہل عرب وغرب سے کوئی شخص عمل اس بزم شریف سے خالی نہیں رہا۔ ہاں البتہ
اگر کسی زمانہ میں یہ محفل شریف مشتمل بدعات ومنکرات چند در چند مثل ڈھولک ستار تال سر
وغیرہ پائی گئی۔ تو البتہ اکثر علماء مثل ابن الحاج صاحب مدخل وغیرہ خصوصاً علماء حنفیہ مثل ابن
نقطہ بغدادی حنفی اور ملا علی قاری اور حضرت احمد سرہندی علیہم الرحمۃ سے انہیں امور محرمہ
کا اشد انکار پایا گیا تھا نہ کہ انکار نفس بزم شریف مع القیام وغیرہ کا کما سیجیئ تفصیلہ انشاء اللہ
تعالیٰ فی باب الثالث۔ مقدمہ سوم کوئی امر مستحب ومسنون فی نفسہ باشتمال کسی امر مباح سے بدون اعتقاد
سنیت و استحباب اُس امر کے بدعت نہیں ہو جاتا جیسے کہ تسبیح کہ وجود اسکا بہیں ہیئت کذائی
زمان صحابہ میں نہیں پایا گیا تھا بلکہ زمان حضور صلی اللہ علیہ الغفور میں تو فقط دانہ ہائے
منتشرہ پر پڑھنا ثابت ہے۔ اور یہ ہیئت کذائی بادخال رشتہ وغیرہ کہ یہ ایک امر مباح تھا بعد
زمانہ صحابہ وتابعین ظہور میں آئی اور اس سے یہ امر کسیکے نزدیک بدعت نہیں ٹھہرایا گیا۔

كما في رد المحتار ولا باس باتخاذ المسبحة
ودليل الجواز ما رواه ابو داؤد والترمذي
والنسائي وابن حبان والحاكم وقال
صحيح الاسناد عن سعد بن ابي وقاص
رضي الله عنه انه دخل مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم على امرأة و
بين يديها نوى او حصا تسبح به
فقال اخبرك بما هو ايسر عليك من
هذا او افضل فقال سبحان الله عدد
ما خلق في السماء وسبحان الله عدد
ما خلق في الارض وسبحان الله عدد
ما بين ذالك وسبحان الله عدد
ما هو خالق والحمد لله مثل ذالك

چنانچہ رد المختار میں ہے کہ تسبیح رکھنے میں شمار
کے لئے کوئی حرج نہیں اور دلیل جواز کی
وہ حدیث ہے جسکو ابوداؤد اور ترمذی اور
ابن حبان اور نسائی اور حاکم نے نقل کیا ہے
اور حاکم علیہ الرحمۃ نے یہ بھی تصریح کی ہے
کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ حضرت
سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ اوپر ایک ایسی عورت کے داخل ہوا
کہ اُسکے آگے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں
جنپر وہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھی آپنے
فرمایا کہ میں تجھکو ایسی چیز بتاتا ہوں کہ جو بتعداد
سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے سے آسان ہے

والله اکبر مثل ذالک ولا الٰہ الا اللہ مثل ذالک
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مثل ذالک
فلم ینہہا عن ذالک وانما ارشدہا
الیٰ ما ہو ایسر وافضل ولو کان مکروہًا
لبیّن لہا ذالک ولا تزید السبحۃ علی
مضمون ہذا الحدیث الا بضم النوی
فی خیط ومثل ذالک لا یظہر تاثیرہ
فی المنع۔

یا یہ فرمایا کہ افضل ہے اور وہ یہ ہے سبحان
اللہ عدد ما خلق فی السماء وسبحان اللہ
عدد ما خلق فی الارض وسبحان اللہ عدد
ما بین ذالک وسبحان اللہ عدد ما ھو
خالق والحمد للہ مثل ذالک واللہ اکبر
مثل ذالک ولا الٰہ الا اللہ مثل ذالک ولا
حول ولا قوۃ الا باللہ مثل ذالک اسواسطے
کہ حضور نے گٹھلیوں پر پڑھنے سے منع نہیں
فرمایا بلکہ اس سے آسان اور افضل طریقہ بتادیا اگر ناجائز ہوتا تو حضور کا فرض تھا کہ آپ ضرور
گٹھلیوں پر پڑھنے سے منع فرمادیتے اور تسبیح میں شمار دانوں کو بلا عقیدہ استحباب یا سنت
بنظر حفاظت تاگہ میں پرولیا جاتا کہ جو امر مباح ہے اس سے کسی امر کا بدعت ہونا ثابت
نہیں ہوتا۔

اور جب امر مستحب یا مسنون فی نفسہ اشتمال کسی امر مباح سے بھی عند الفقہا بدعت نہیں
ہوتا تو وہ امر مذکور اشتمال کسی امر مستحب آخر سے یا اجتماع اسکے سے ساتھ کتنے امور مستحبہ مستحسنہ کے
بدون اعتقاد وجوب و فرضیت ان امور کے ہرگز بدعت نہیں ہوسکتا۔ ہاں البتہ اگر کوئی شخص
امر جائز یا مستحب کو فرض یا واجب اعتقاداً سمجھ لیگا تو گنہگار ہوگا

کما قال علی القاری رحمہ اللہ فی شرح المشکوٰۃ
تحت ہذا الحدیث المروی عن عبد اللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہما قال لا یجعل
احدکم للشیطان من صلوتہ یری ان
حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد
رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا
ینصرف عن یسارہ متفق علیہ

جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ میں
اس حدیث کے تحت میں فرمایا ہے جو عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہما سے روایت کیگئی ہے کہ آپ فرماتے
تھے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز سے شیطان کا حصہ
نہ بناوے یعنی یہ عقیدہ کرلے کہ بعد نماز فرض دہنی طرف ہی پھر کر
بیٹھنا امام پر لازم ہے میں نے بسا اوقات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ بائیں طرف بھی پھر کر بیٹھتے تھے

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدُوْمُ عَلَیْہِ صَاحِبُہَا الَّذِیْ اِمَّا بِاَنْ یَّاْتِیْ کُلَّ یَوْمٍ اَوْ کُلَّ شَہْرٍ بِحَسَبِ مَا یُسَمِّیْہِ دَوَامًا عُرْفًا لَا شُمُوْلِ الْاَزْمَانِ فَبِالْدَّ وَامِ رُبَّمَا یَنْمُوْ الْقَلِیْلُ حَتّٰی یَزِیْدَ عَلَی الْکَثِیْرِ الْمُنْقَطِعِ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً۔ انتہی۔

سوائے فرائض خمسہ کے کوئی ایسا عمل نہیں ہے کہ جسکے نہ کرنے پر تمسے مواخذہ ہو مگر جب کسی امر جائز یا مستحب کو تم اپنے اوپر لازم کر لو تو نذر کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور ترک واجب پر استحقاق عذاب) بعد روایت کرنے حدیث مذکور کے حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ حضور کو وہ نیک عمل پیارا تھا جسکا کرنیوالا اُسکو ہمیشہ نبہاوے - علامہ کرمانی اسکی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمیشہ نبہانے کے معنے یہ ہیں کہ ہر دن یا ہر مہینے میں جس عمل نیک کو مقرر کرلیا اسکو حسب معمول ہمیشہ کرتا رہے نہ یہ کہ ہر وقت اسواسطے کہ ہمیشہ نبہانے سے تھوڑا عمل اُس بہت سے عمل پر چند در چند بڑہجاتا ہے جو کبھی ہو اور کبھی نہ ہو۔

مقدمہ چہارم جو امر کہ ثابت ہو نصًّا لاریب مرتبہ اسکا عملاً و اعتقاداً اعلی و افضل ہے بہ نسبت اُس امر مستحب کے جسکو علماء نے مستحسن یہ لکھا ہو۔

کمافی انجاح الحاجۃ حاشیہ ابن ماجۃ وَمَعَ ذٰلِکَ قَالَ عُلَمَائُنَا اِنَّ اِتْیَانَ السُّنَّۃِ وَلَوْ کَانَ اَمْرًا یَسِیْرًا کَادْخَالِ الرِّجْلِ الْاَیْسَرِ فِی الْخَلَاءِ اِبْتِدَاءً اَوْلٰی مِنَ الْبِدْعِ الْحَسَنَۃِ وَاِنْ کَانَ اَمْرًا فَخِیْمًا کَبِنَاءِ الْمَدَارِسِ انتہی۔

جیساکہ انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ میں ہے۔ یعنی واجب ثابت بنص افضل ہے بدعۃ واجبہ سے وعلی ہذہ القیاس گو بسبب کسی مصلحت کے وہ بدعۃ واجبہ اہم مہمات سے ہوجاوے جیسے علم نحو اور قائم کرنا دلائل کا واسطے رد کرنے فرق ضالہ کے کہ اہم مہمات دینی سے ہے بسبب مصلحت صیانت دین کے گو مرتبہ واجب ثابت بنص سے کم ہی ہو۔

مگر امر متنازعٌ فیہ ہمارا تو یعنی بزم میلاد شریف وہ امر ہے کہ جو ثابت ہے بنص اعنی نفس ذکر فضائل شریف و حالات ولادت لیکن وہ مشتمل ہے چند امور مستحسنہ ثابتہ بدلالۃ النص پر چنانچہ مدعاے ہذا انشاء اللہ العزیز باب ثالث میں بتفصیل تمام بیان کیا جاویگا۔ اور بموجب مقدمہ سوم یہ امر واضح ہو ہی چکا ہے کہ امر مسنون اشتمال کسی امر مباح و مستحب سے بدعت نہیں ہو جاتا فقط

مقدمہ پنجم۔ بموجب مضمون باب اول کہ عنقریب آتا ہے اطلاق اسم بدعت سیئۃ تو ہر ہر فرد امور متنازعہ اس بزم شریف پر ہر ایک اہل اسلام سے بغایت بعید ہے مگر کوئی صاحب بدیں صورت اگر کسی امر کو ان امور سے مباح جانیں تو یہ سمجھ لیں کہ وقت اختلاف اقوال کے کرنا اسکا اولیٰ ہوتا ہے نہ کرنے سے اور مناع خیر نہ بنیں۔

كَمَا فِي الْكَبِيْرِي وَقَالَ فِي فَتَاوِيْ قَاضِيْخَان وَاَمَّا مَسْحُ الرَّقَبَةِ فَلَيْسَ بِاَدَبٍ وَلَا سُنَّةٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ سُنَّةٌ وَعِنْدَ اخْتِلَافِ الْاَقَاوِيْلِ كَانَ فِعْلُهٗ اَوْلٰى مِنْ تَرْكِهٖ انتہی۔ اسواسطے کہ بموجب قول سنیت تارک سنت اور مانع خیر بننا لازم آتا ہے۔

چنانچہ کبیری میں ہے۔ علامہ قاضیخان اپنے فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسح گردن کا نہ مستحب ہے نہ سنت اور بعض فقہا فرماتے ہیں کہ سنت ہے اور وقت پائے جانے ایسے اختلاف کے کرنا اولیٰ ہوتا ہے نہ کرنے سے"۔

باب اوّل

اِعْلَمْ اَرْشَدَكَ اللّٰهُ سُبُلَ الرَّشَادِ وَطُرُقَ الْهُدَايَةِ وَالْاِرْشَادِ کہ چونکہ جاننا استحباب جمیع امور متنازعہ بزم ہذا موقوف ہے پہچاننے معنے بدعت اور اقسام اُسکے پر لہذا اوّلاً معنی بدعت باقسامہا معہ تطابق اقوال قائلین بتقسیم بدعت اور غیر قائلین بتقسیم بدعت اور بیان قباحت اطلاق اسم بدعت کے اوپر جمیع امور متنازعہ حرمین منورین کے اس بزم شریف میں بیان کئے جاتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ معنے بدعت کے لغت میں احداث کسی ایسی نئی شے کے ہیں کہ جسکی مثال اُس سے پہلے نہ پائی جائے۔

كَمَا فِي فَتْحِ الْمُبِيْنِ شَرْحِ الْاَرْبَعِيْنِ النَّوَوِيْ لِلشَّيْخِ ابْنِ حَجَرِ الْمَكِّيِّ اَلْبِدْعَةُ لُغَةً مَا كَانَ مُخْتَرَعًا عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ سَابِقٍ وَمِنْهُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَيْ مُوْجِدُهُمَا عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ سَابِقٍ۔

جیسا کہ فتح المبین شرح اربعین نووی میں شیخ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ بدعت لغت میں وہ نو ایجاد امر ہے جسکی مثال پہلے موجود نہ ہو اور اسی سے ہے پیدا کرنیوالا زمین و آسمانوں کا یعنے ایجاد کرنیوالا انکا بغیر کسی پہلی مثال کے"۔

اور اصطلاح شرع میں معنے اسکے احداث کسی ایسے امر نو کے ہیں کہ جو زمان رسول مقبول

صلے اللہ علیہ وسلم میں بنایا گیا ہو۔
كما في شرح المشكوٰة لملا علي القاري نقلا
عن النووي والبدعة في الشرع ما لم
يكن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم

چنانچہ نووی سے علامہ علی قاری مرقاۃ شرح
مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں بدعت شریعت
میں اس فعل کو کہتے ہیں جسکی اصل زمان رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نہ پائی جاوے۔"

اور وہ منقسم ہے اوپر دو قسم کے۔ قسم اول بدعت سیئہ کہ جو مردود ہے بقول رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔

من احدث في امرنا هذا ما ليس منه
فهو رد۔

جس کسی نے نئی بات پیدا کی ہمارے اس دین میں
جسکی اصل دین میں نہ تھی تو وہ رد ہے۔"

اور وہ وہ بدعت ہے جو مخالف ہو ساتھ کتاب وسنت واجماع امت کے اور قواعد
دین کے۔

كما في بحر الرائق والبدعة ما احدث
على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم من علم او عمل
او حال بنوع شبهة واستحسان وجعل
دينا قويما وصراطا مستقيما۔ و
في فتح المبين شرح الاربعين وشرعا
ما احدث على خلاف امر الشارع
ودليله الخاص والعام انتهى وفي شرح
السنة للبغوي البدعة ما احدث
على غير قياس اصل من اصول الدين انتهى
وفي در المختار وهي اعتقاد خلاف المعروف
عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة انتهى

چنانچہ بحر الرائق میں ہے اور بدعت وہ امر ہے
جو نیا پیدا کیا جاوے مخالف اس حق
کے کہ جو حاصل کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے خواہ وہ جنس علم سے ہو یا جنس
عمل سے اور کسی شبہہ اور بھلائی کی وجہ سے
داخل دین کرلیا جاوے اور فتح المبین میں ہے شریعت
میں بدعت اس فعل کو کہتے ہیں جو مخالف ہو
شارع علیہ السلام کے حکم سے اور دلیل خاص
یا عام شرعی سے۔ اور شرح سنت امام بغوی میں ہے
بدعت وہ چیز ہے جو نئی بات پیدا کیجائے مخالف
قیاس کسی قاعدے کے قواعد دین سے اور در مختار میں ہے
بدعت اس عقیدے کا نام ہے جو مخالف ہو اُن امور کے

وقال شارحه العلامة الشامي۔ قوله
وهي اعتقاد الخ عزا هذا التعريف
في هامش الخزائن الى حافظ ابن حجر
المكي في شرح النخبة ولا يخفى ان الاعتقاد
يشتمل ما كان معه عمل او لا فان من
تدين بعمل لابد ان يعتقده كمسح الشيعة
على الخفين ونحو ذلك وحينئذ فيساوي
تعريف الشمني لها بانها ما احدث على
خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم من علم او عمل او حال بنوع
شبهة واستحسان وجعل دينا قويما
وصراطا مستقيما اه۔

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معروف
ومشہور ہیں کسی شبہہ سے نہ کہ بطریق عناد۔ علامہ
شامی اسکی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ حاشیہ
خزائن میں اس تعریف کو حافظ ابن حجر مکی کیطرف
منسوب کیا ہے اور ظاہر ہے کہ لفظ اعتقاد
شامل ہے اُس امر کو کہ جسکے ساتھ عمل بھی ہو۔
یا نہو۔ اسواسطے کہ جو شخص کوئی عمل بہ نیت ثواب
کریگا ضرور اسکو اعتقاداً موجب ثواب سمجھیگا
جیسے شیعہ پاؤں کے مسح کو موجب ثواب
سمجھتے ہیں۔ لہذا یہ تعریف شمنی کی اُس تعریف کے
مساوی ہوئی جو شمنی نے لکھا ہے کہ بدعت
وہ ہے جو نیا کام مخالف اُس حق کے کیا جاوے
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے کسی شبہہ کے ساتھ خواہ وہ جنس علم سے ہو
یا جنس عمل سے۔

اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ یہی مخصوص ساتھ اس ہی قسم
کی بدعت کے ہے اور معنے اُسکے یہ ہیں کہ ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے نہ کہ بدعت حسنہ بھی
چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہذا۔ اعنی كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

قال في الازهار اي بدعة سيئة
ضلالة لقوله صلى الله عليه وسلم
من سن سنة حسنة فله اجرها
واجر من عمل بها وجمع ابوبكر وعمر القرآن
وكتبه زيد في المصحف وجدد في

مشکوٰۃ شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہر بدعت گمراہی ہے ملا علی قاری
رحمہ اللہ اسکی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ کتاب ازہار
میں ہے مراد اس بدعۃ سے جو گمراہی ہے
بدعت سیئہ ہے اسواسطے کہ دوسری حدیث میں ہے

عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ انتہی
وَفِی مِصْبَاحِ الزُّجَاجَۃِ حَاشِیَۃِ ابْنِ مَاجَۃ
لِلشَّیْخِ جَلَالِ الدِّیْنِ السَّیُوطِی رَحِمَہُ اللّٰهُ
قَالَ النَّوَوِی اَلْبِدْعَۃُ کُلُّ شَیْءٍ عُمِلَ مِنْ
غَیْرِ مِثَالٍ سَبَقَ وَفِی الشَّرْعِ اِحْدَاثُ
مَالَمْ یَکُنْ فِی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ وَقَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ عَامٌّ مَخْصُوْصٌ کَقَوْلِہٖ
تَعَالٰی تُدَمِّرُ کُلَّ شَیْءٍ وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاُوْتِیَتْ
مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ

کہ جو کوئی نئے طریقہ کی جسکا ظہور زمانہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھا بنیاد ڈالے
اُسکو اس بنیاد ڈالنے کا ثواب تو ملتا ہی ہے
مگر جسقدر لوگ اسپر عمل کریں اُن سب کے عملوں
کی برابر اللہ جلشانہٗ اپنے پاس سے اُس
بانیٔ خیر کو ثواب عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ بعد
زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر
اور عمر رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید کو اس ہیئت
موجودہ کے ساتھ جمع کرایا اور حضرت زید نے
اُسکو صحیفوں میں لکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اتنی بات نئی زیادہ کی کہ اس قرآن کی نقلیں عالم اسلام میں شائع کر دیں حالانکہ
زجاجہ حاشیہ ابن ماجہ میں علامہ سیوطی امام نووی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں کہ بدعۃ
ہر وہ عمل ہے جسکی مثال پہلے نہ پائی جاوے۔ اور شریعت میں اُس فعل کو کہتے ہیں جسکا
وجود زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ پایا جاوے؟

اور یہ ہی بدعت ہے کہ جسکو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بدعت لامرضیہ کرکے
تعبیر فرمایا ہے نہ کہ بدعت حسنہ کسواسطے کہ جس بدعت کو قائلین بہ نفسہم بدعت بدعت حسنہ
واجبہ ومستحبہ کہتے ہیں جیسے صرف ونحو اور اشغال طریقہ مجددیہ اور مراقبات وغیرہ وہ امور
کہ جنکا وجود زمان رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہ تھا اور
بعدہ بحسب مصلحت وقت علما ومشائخین وقت نے واسطے اصلاح طالبین کے بحسب
استعداد ہر طالب کے انکو نکالا انکا حضرت مجدد ممدوح انکو داخل سنت جانتے ہیں اسواسطے
کہ وہ امور داخل ہیں ماتحت کلیہ حدیث صحیح مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ
اللّٰهِ حَسَنٌ اور حدیث مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً الخ کی کہ بیان اسکا انشاء اللہ عنقریب آویگا
اور اطلاق لفظ حسن کو بدعت پر بغایت قبیح پہچانتے ہیں۔ اور جو لوگ کہ اُن امور کو بدعت حسنہ

کہتے ہیں انکو نہایت مطعون رکھکر فرماتے ہیں کہ بدعت جو مراد ہے اُس امر محدث سے کہ مخالف ہو
کتاب و سنت و اجماع امت کے اور نہ داخل ہو ما تحت کلیہ مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ الخ وَمَنْ سَنَّ
سُنَّۃً الخ کے لاریب یا رافع سنت ہوگی یا ساکت عن السنۃ اور ساکت عن السنۃ لاریب زائد
ہوگی سنت پر کہ اسیکا نام نسخ ہے اور بدینصورت یہ بات لازم آویگی کہ بدعت ناسخ سنت ہے
اور یہ امر بغایت محال ہے لہذا اُن امور کو کہ جو داخل سنت اعنی کلیہ حدیث صحیح مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ
اور حدیث صحیح مَنْ سَنَّ الخ ہیں انکو بدعت کیوں کہتے ہو۔ اور بدعت لکھکر یہ محذور اپنے
اوپر کیوں رکھتے ہو چنانچہ مدعا ہذا ظاہر و باہر ہے دیکھئے اشغال و مراقبات و دیگر طرق
سلوک حضرت ممدوح اور قول حضرت موصوف منقولہ انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ سے
بذیل حدیث مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ کے جو یہ ہے۔

قَوْلُہٗ مَا لَیْسَ مِنْہُ الخ اَیْ مَا لَمْ یَکُنْ مِنْ
وَسَائِلِہٖ فَاِنَّ الْوَسِیْلَۃَ دَاخِلَۃٌ فِیْہِ
وَلِھٰذَا قَالَ الشَّیْخُ الْمُجَدِّدُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ
اِنَّ الْعُلُوْمَ الَّتِیْ ھِیَ وَسَائِلُ لِاَمْرِ الدِّیْنِ
کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ دَاخِلَۃٌ فِی السُّنَّۃِ
وَلَا یُطْلَقُ عَلَیْھَا اِسْمُ الْبِدْعَۃِ
فَاِنَّ الْبِدْعَۃَ عِنْدَہٗ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ
لَیْسَ فِیْھَا حُسْنٌ اَلْبَتَّۃَ وَلِھٰذَا یَقُوْلُ
تُتْرَکُ الْبِدْعَۃُ الْحَسَنَۃُ وَاِنْ کَانَ
نُوْرُھَا مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ انتہی۔

حدیث صحیح میں جو آیا ہے کہ جس شخص نے
ہمارے دین اسلام میں ایسا نیا کام پیدا
کیا کہ جسکی اصل اسلام میں نہ تھی یعنے وہ
اسلام کی کسی بانوں کے وسیلوں سے بھی
نہ تھا اسواسطے کہ وسیلہ تو اُسی شے کے حکم
میں ہوتا ہے۔ اسیواسطے حضرت شیخ مجدد
الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو
علم وسیلہ ہیں امر دین یعنی فقہ و حدیث کے
سمجھنے کا جیسے صرف و نحو وہ تو داخل سنت
ہی ہیں انکو بدعت کہنا ہرگز جائز نہیں۔

اسواسطے کہ آپ کے نزدیک کوئی بدعت علاوہ اُن نئے کاموں کے جو وسائل دین سے
ہیں اچھی نہیں ہوتی اسیواسطے فرماتے ہیں کہ جو بدعت اچھی معلوم ہو اگرچہ اُسکا نور
مثل صبح صادق کی ظاہر ہو چھوڑ دی جائیگی۔

اور اس عبارت سے کہ جو حضرت ممدوح اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَالْاِجْتِنَابُ عَنِ الْبِدْعَةِ اللَّامَرْضِيَّةِ وَاِنْ كَانَتِ الْبِدْعَةُ تُرٰى مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ لِاَنَّهُ فِي الْحَقِيْقَةِ لَا نُوْرَ فِيْهَا وَلَا ضِيَاءَ وَلَا لِلْعَلِيْلِ مِنْهَا شِفَاءٌ وَلَا لِلدَّاءِ مِنْهَا دَوَاءٌ كَيْفَ وَالْبِدْعَةُ اِمَّا رَافِعَةٌ لِلسُّنَّةِ اَوْ سَاكِتَةٌ عَنْهَا وَالسَّاكِتَةُ لَابُدَّ اَنْ تَكُوْنَ زَائِدَةً عَلَى السُّنَّةِ فَتَكُوْنُ نَاسِخَةً لَهَا فِي الْحَقِيْقَةِ اَيْضًا لِاَنَّ الزِّيَادَةَ عَلَى النَّصِّ نَسْخٌ لَهُ فَالْبِدْعَةُ كَيْفَ كَانَتْ تَكُوْنُ رَافِعَةً لِلسُّنَّةِ دَافِعَةً لَهَا فَلَا خَيْرَ فِيْهَا وَلَا حُسْنَ فِيْهَا لَيْتَ شِعْرِيْ مِنْ اَيْنَ حَكَمُوْا بِحُسْنِ الْبِدْعَةِ الْمُحْدَثَةِ فِي الدِّيْنِ الْكَامِلِ وَالْاِسْلَامِ الْمَرْضِيِّ بَعْدَ اِتْمَامِ النِّعْمَةِ وَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ الْاِحْدَاثَ بَعْدَ الْاِكْمَالِ وَالْاِتْمَامِ وَحُصُوْلِ الرِّضٰى بِمَعْزِلٍ مِنَ الْحُسْنِ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ وَلَوْ عَلِمُوْا اَنَّ الْحُكْمَ بِحُسْنِ الْمُحْدَثِ فِي الدِّيْنِ مُسْتَلْزِمٌ بِعَدَمِ كَمَالِهٖ[۱] وَمُنْبِئٌ عَنْ عَدَمِ تَمَامِ النِّعْمَةِ لِمَا اجْتَرَؤُا عَلَيْهِ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا

اور پرہیز کرنا بدعت سیئہ ناپسندیدہ سے اگرچہ بظاہر وہ نورانی مثل صبح کی ہو ضروری ہے اسواسطے کہ فی الحقیقت بدعت سیئہ میں نہ نور ہے نہ روشنی نہ کسی بیمار اور درد کی وہ دوا ہے نہ اسمیں شفاء اسواسطے کہ بدعت یا سنت کو اُٹھانیوالی ہوگی یا امر مسنون پہ کوئی زائد بات کہ اسی کا نام نسخ ہے اور جب دین بموجب آیہ کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الخ کامل اور تمام ہوچکا دین میں کوئی بے اصل بات نکالنا بجز گمراہی کے اور کیا ہے۔ اور اگر یہ لوگ جانتے کہ بدعت سیئہ کو بدعت حسنہ کہنا مستلزم عدم کمال دین اور عدم اتمام نعمت سے خبر دیتا ہے تو ایسے فعل کے ارتکاب پر دلیری نہ کرتے۔ اے رب ہمارے ہماری بھول چوک پر ہمیں ماخوذ نہ کر۔ اور نہ ماخوذ کر ہمکو اگر ہم خطا کر بیٹھیں اور اے رب ہمارے ہمارے پہلوں کا سا بوجھ ہم پر نہ ڈال ۔

[۱] واضح ہو کہ مستلزم عدم کمال دین بھی استحسان بدعت سیئہ ہی ہے نہ کہ استحسان بدعت حسنہ کہ جسکو حضرت ممدوح سنت کہتے ہیں کسواسطے کہ وہ تو داخل قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الخ اور کلیہ مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ الخ ہے ہی گو ظہور اسکا بعد زمان نبوت ہوا ہو اور ظہور اسکا بعد زمان رسالت بسبب داخل ہونے کے تحت فرمان ما راه المسلمون مستلزم زیادتی فی الدین

اسیواسطے اس قسم کی بدعت باقسامہا اعنی بدعت محرمہ و مکروہہ بسبب اطلاق نہی کے منہی عنہ ہے باحادیث صحیحہ۔

كما اخرج ابن ماجة عن عائشة رضى الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو رد۔ وفى المشكوٰة عن بلال قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احيا سنة من سنتى قد اميتت بعدى فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شيئ ومن ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاها الله ورسوله كان من الاثم مثل اثام من عمل بها لا ينقص ذالك من اوزارهم شيئ رواه الترمذى۔ وايضا اخرج ابن ماجة عن حذيفة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقبل الله لصاحب بدعة صوما ولا صلوة ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا يخرج من الاسلام كما تخرج الشعرة من العجين۔

جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے ہمارے اس اسلام میں ایسی نئی بات پیدا کی جسکی اصل اسلام میں نہ تھی تو وہ بات قابل ردّ کردینے کے ہے۔ اور مشکوٰۃ میں ہے بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے زندہ کیا میری کسی سنت کو جو میرے بعد مٹا دیگئی تھی اُسکو اُسیقدر ثواب ملیگا جسقدر لوگ اُسپر عمل کریں بغیر اسکے کہ کسی عمل کرنیوالے کے عمل سے کچھ گھٹایا جاوے اور جس نے کوئی گمراہی کا ایسا نیا کام نکالا جس سے اللہ اور رسول راضی نہ تھے جتنے لوگ اسپر عمل کرینگے اُن سب کے گناہوں کی برابر بسبب اُس بدعت کے اسکے نامہ اعمال میں گناہ لکھے جاوینگے بغیر اسکے کہ اس بدعت پر عمل کرنیوالوں کے گناہوں سے کم کیاجاوے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور نیز ابن ماجہ میں ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قبول کرتا اللہ بدعتی کا روزہ و نماز اور صدقہ اور حج و عمرہ

اور جہاد نہ نفل نہ فرض اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آٹے میں سے بال''۔

اور ادنیٰ مرتبہ اس قسم کی بدعت یعنی بدعت مکروہہ کا گناہ صغیرہ ہے اگرچہ قسم اعلی اسکی کفر ہے اسواسطے کہ گناہ صغیرہ وہی امر ہے جو شرعاً ممنوع ہوا ور منہی عنہ۔

كَمَا قَالَ مَوْلَانَا الشَّاهُ وَلِيُّ اللّٰهِ الْمُحَدِّثُ الدِّهْلَوِيُّ فِي رِسَالَةِ قَوْلِ الْجَمِيلِ۔ وَالصَّغِيْرَةُ كُلُّ مَا نُهِيَ عَنْهُ الشَّرْعُ اَوْ خَالَفَ مَشْرُوْعًا اَوْ رَفَعَ طَرِيْقَةً مَامُوْرَةً فِي الدِّيْنِ۔

جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ رسالہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں۔ صغیرہ ہر وہ گناہ ہے جسکی ممانعت شریعت سے ثابت ہو یا کسی شرعی امر کے مخالف ہو یا وہ کسی شرعی امر کا مٹانے والا ہو''۔

اور چونکہ گناہ صغیرہ ہونا ادنیٰ قسم بدعت یعنی بدعت مکروہہ کا بموجب احادیث صحیحہ قطعی الثبوت ہے۔ لاریب مستحل اُس بدعت کا نزدیک اہل سنت والجماعت کے کافر ہے۔ بخلاف مرتکب اُسکے کے بلا استحلال کہ وہ فاسق ہے نہ کافر مثل مرتکب دیگر کبائر و صغائر زنا و شراب خواری و لباس ریشمیں و استعمال زیور زر و سیم کے۔ اسواسطے کہ شرح عقائد نسفی میں ہے۔

وَاِسْتِحْلَالُ الْمَعْصِيَةِ صَغِيْرَةً كَانَتْ اَوْ كَبِيْرَةً كُفْرٌ اِذَا ثَبَتَ كَوْنُهَا مَعْصِيَةً بِدَلِيْلٍ قَطْعِيٍّ

اور حلال سمجھنا ایسے گناہ کا جسکا گناہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو کفر ہے خواہ وہ صغیرہ ہو خواہ کبیرہ''۔

اور لاریب مکروہ ہے نماز پڑھنا پیچھے مرتکب ان بدعات کے ماسوائے مرتکب بدعت مکفرہ کے۔

كَمَا فِي شَرْحِ عَقَائِدِ النَّسَفِيِّ وَمَا نُقِلَ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ مِنَ الْمَنْعِ عَنِ الصَّلٰوةِ خَلْفَ الْمُبْتَدِعِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْكَرَاهَةِ اِذْ لَا كَلَامَ فِي كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ خَلْفَ الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ هٰذَا اِذَا لَمْ يُؤَدِّ الْفِسْقُ اَوِ الْبِدْعَةُ اِلٰى حَدِّ الْكُفْرِ اَمَّا اِذَا اَدّٰى اِلَيْهِ فَلَا كَلَامَ فِي عَدَمِ جَوَازِ الصَّلٰوةِ خَلْفَهُ۔ انتهى

چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے کہ جو بعض سلف سے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت منقول ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کلام مکروہ ہے اور اگر وہ بدعت مکفرہ ہے تو قطعاً ادا کرنا نماز کا اُس کے پیچھے جائز نہیں۔

اور بموجب روایات فقہیہ نماز مکروہ واجب الاعادہ معلوم ہوتی ہے۔

كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ مِنَ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ حَيْثُ قَالَ وَلَا يَزِيدُ عَلَى التَّشَهُّدِ فِي الْقَعْدَةِ الْأُولَى إِجْمَاعًا فَإِنْ زَادَ عَامِدًا كُرِهَ فَتَجِبُ الْإِعَادَةُ۔

جیساکہ درّ مختار سے ظاہر ہے جہاں کہا ہے کہ اور نہ زیادہ کرے تشہد پر قعدہ اولیٰ میں بالاتفاق۔ پس اگر عمداً زیادہ کیا تو مکروہ ہے پس واجب ہے لوٹانا نماز کا۔ اگرچہ فاسق کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا لوٹانا مستحب و واجب ساتھ عدم خوف فتنہ کے

اور جبکہ روایات منقولہ ہذا سے واضح ہوچکا کہ لاریب مستحل بدعت کا فاسق یا کافر ہے اور نماز پڑھنا پیچھے مرتکب بدعت مکفرہ کے باطل اور بدعت محرمہ مکروہہ کے مکروہ واجب الاعادہ تو جان لینا چاہئے کہ بیشک بدعت کہنے والا قیام وغیرہ و دیگر امور متعاملہ علماء حرمین کا بزعم ہذا میں فاسق یا کافر کہنے والا ہے جملہ علماء حرمین بلکہ ملا علی قاری و ابن حجر مکی وغیرہ دیگر علماء متقدمین کا جنکے اقوال انشاء اللہ العزیز عنقریب نقل کئے جاوینگے اور اگر بدعت مکروہہ جانتا ہے تو لازم ہے نماز جملہ حجاج جمیع بلاد کے جو ایام حج میں پیچھے ائمہ حرمین شریفین پڑھی گئی ہیں نزدیک قائل ہذا مکروہ تحریمہ ادا ہوں گی۔

وَذَالِكَ بُهْتَانٌ عَظِيمٌ كَيْفَ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ أَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ صَاحِبُ مَجْمَعِ الْبِحَارِ وَفِيهِ وَلَا يَزَالُ أَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ أَيْ أَهْلُ الشَّامِ لِأَنَّهُمْ غَرْبُ الْحِجَازِ وَقِيلَ أَرَادَ بِهِ الْحِدَّةَ وَالشَّوْكَةَ يُرِيدُ أَهْلَ الْحِجَازِ وَقِيلَ أَرَادَ بِهِ الدَّلْوَ وَأَرَادَ بِهِمُ الْعَرَبَ لِأَنَّهُمْ يَسْتَسْقُونَ بِهَا اھ۔ وَأَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِي بَابِ قَوْلِهِ تَعَالَى وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ

اور یہ بڑا بہتان ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہمیشہ رہینگے اہل غرب غلبہ کرنیوالے حق پر یہانتک کہ قائم ہو قیامت روایت کیا اس کو مسلم نے۔ اور صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں کہ حدیث مذکور میں مراد اہل الغرب سے اہل شام ہیں اسواسطے کہ حجاز سے شام مغرب کی جانب ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ معنے غرب کے بڑے ڈول کے ہیں اور چونکہ اہل عرب سب سے زیادہ بڑے ڈول رکھنے کے عادی ہیں لہذا مراد اہل عرب ہیں اور باب قُلْ جَاءَ الْحَقُّ بخاری شریف میں ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُمِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ اھ قَالَ الْقَسْطَلَانِيُّ وَالْمَعْنٰى ذَهَبَ الْبَاطِلُ وَزَهَقَ بِحَيْثُ لَمْ يَبْقَ لَهٗ اَثَرٌ وَبَقِيَّةٌ تُبْدِئُ شَيْئًا اَوْ تُعِيْدُ ۔

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے فتح مکہ کے دن مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس حالت میں تشریف لائے کہ کعبہ شریف کے گرد مشرکوں نے تین سو ساٹھ بت قائم کر رکھے تھے (اس طرح سے کہ اُنکے پاؤں کو سیسہ پگلا کر زمین سے وصل کر دیا تھا) اور آپ کے دست مبارک میں جو چھڑی تھی اُس سے آپ بتوں کے کونچہ مارتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے آگیا حق اور نکل گیا باطل بیشک باطل (یعنی کفر و شرک و بدعت) ہو گیا گیا گذرا۔ اور نہیں ظاہر ہو کر رہیگا باطل اور نہ عود کر آئیگا (با مبدء و اعادہ)۔

اور ظاہر ہے ارتکاب معاصی بلا استحلال نہ کفر ہے نہ شرک نہ بدعت۔

اور قسم دوم۔ نزدیک قائلین تقسیم بدعت کے جو امور نزدیک قائلین تقسیم بدعت سنت ہیں یا واجب یا مستحب وہ تمام بدعت حسنہ ہیں جو موجب اجر عظیم ہے بموجب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الحدیث کے اور وہ وہ بدعت ہے جو موافق ہو ساتھ کتاب و سنت اور اجماع امت کے اور داخل ہو نیچے کسی قاعدہ کے قواعد دین سے۔

كَمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا اُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَالْاَثَرَ وَالْاِجْمَاعَ فَهُوَ ضَلَالَةٌ وَمَا اُحْدِثَ مِنَ الْخَيْرِ مِمَّا لَا يُخَالِفُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ بِمَذْمُوْمٍ ۔ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ هٰذَا اٰخِرُ كَلَامِ الشَّيْخِ

چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وہ نیا کام جو مخالف کتاب و سنت اور آثار صحابہ اور اجماع امت کے پیدا کیا جاوے وہ گمراہی ہے اور جو نیا کام بھلا جو کہ وہ مخالف ان چاروں کے نہو وہ برا اور مذموم نہیں ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جماعت تراویح کو رمضان میں ہوتا دیکھکر چونکہ یہ جماعت

النووی فی تھذیب الاسماء واللغات انتہی
وقال العلامۃ ابن الاثیر فی جامع
الاصول محدثات الامور مالم یکن
معروفا فی کتاب ولا سنۃ ولا اجماع
الابتداع اذا کان من اللہ سبحانہ
وحدہ فھو اخراج الشیء من العدم
الی الوجود وھو تکوین الاشیاء ولیس
ذالک الا الی اللہ تعالی فاما الابتداع
من المخلوقین فان کان فی خلاف ما
امر اللہ بہ ورسولہ فھو فی حیز الذم
والانکار وان کان واقعا تحت عموم
ماندب اللہ الیہ وحض علیہ ورسولہ
فھو فی حیز المدح وان لم یکن
مثالہ موجودا کنوع من الجود والسخاء
وفعل المعروف فھذا فعل من
الافعال المحمودۃ لم یکن الفاعل قد
سبق الیہ ولا یجوز ان یکون ذالک
فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قد جعل لہ فی ذالک ثوابا فقال
من سن سنۃ حسنۃ کان لہ
اجرھا واجر من عمل بھا وقال فی ضدہ
من سن سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا

باعتبار زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور زمانہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نئی بات
تھی اور غیر مخالف کتاب وسنت وغیرہ کے
فرمایا یہ کیا اچھی بدعت ہے۔ یہ وہ آخر
فیصلہ ہے جسکو امام نووی رحمہ اللہ نے
اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں
لکھا ہے اور علامہ ابن اثیر اپنی کتاب جامع
الاصول میں تحریر فرماتے ہیں بدعت یعنی
نیا کام ایسے امر کو کہتے ہیں جو کتاب اور
سنت اور اجماع سے معروف ومشہور
طور پر نہ پایا جاوے اور بدعت من جانب
اللہ کسی بے مثل شے کو پردہ عدم سے مرتبہ
ظہور میں لانے کو کہتے ہیں اور بدعت یعنی
نیا کام جو مخلوق سے ظہور میں آوے
اگر وہ مخالف اللہ ورسول کے حکم کے ہو
تو بیشک قابل انکار ہے اور اگر وہ
داخل ہو اُن احکام کے نیچے جنپر اللہ و
رسول نے اپنے بندوں کو آمادہ فرمایا
تو وہ نیا کام قابل مدح وتعریف ہے اگرچہ
اسکی مثال پہلے نہ پائی جاوے مثل بعض
طریقوں بخشش اور سخاوت اور امر بالمعروف
کے جیسے مثل غربا واحباب کے کھلانے اور پلانے
کے عرسوں اور تقریبات سویم وچہلم وبرسی وغیرہ میں

وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَ ذَالِكَ اِذَا كَانَ
فِي خِلَافِ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ وَ
يَعْضُدُ ذَالِكَ قَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِي صَلٰوةِ التَّرَاوِيْحِ
نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ لَمَّا كَانَتْ مِنْ
اَفْعَالِ الْخَيْرِ وَ دَاخِلَةً فِي حَيِّزِ الْمَدْحِ
سَمَّاهَا بِدْعَةً وَ مَدَحَهَا وَهِيَ وَاِنْ كَانَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَلَّاهَا
اِلَّا اَنَّهٗ تَرَكَهَا وَلَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا وَلَا جَمَعَ
النَّاسَ عَلَيْهَا فَمُحَافَظَةُ عُمَرَ عَلَيْهَا
وَجَمْعُ النَّاسِ لَهَا وَنَدْبُهُمْ اِلَيْهَا بِدْعَةٌ
لٰكِنَّهَا بِدْعَةٌ مَحْمُوْدَةٌ مَمْدُوْحَةٌ اِنْتَهٰى
وَهٰكَذَا فِي مِصْبَاحِ الزُّجَاجَةِ حَاشِيَةِ
ابْنِ مَاجَةَ لِلشَّيْخِ جَلَالِ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيِّ

بغیر فرض و واجب سنت موکدہ سمجھنے ان امور کے
بغرض ایصال ثواب کے حضور اولیاء اللہ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نیز
بغرض ثواب پہونچانے عام مردوں کے)
ان امور کی خوبی بوجہ عدم مخالفت خدا و
رسول کے حکموں کے ظاہر ہے گو انکی نظیر
کسی امر کا ظہور پہلے زمانوں (یعنی قرون
ثلثہ میں پایا جاوے یا نہ پایا جاوے
بلکہ ایسے امور پر اپنی امت کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے امیدوار ثواب بنایا ہے،
چنانچہ مسلم شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی نیک نیا
طریقہ نکالے اور اسکو جاری کرے اسکو
اس نکالنے کا ثواب تو ملتا ہی ہے مگر جتنے
لوگ قیامت تک اسپر عمل کریں گے جتنا ثواب انکو ملے ان سب کی برابر اللہ اس بانی خیر کو اپنے
پاس سے دیتا ہے۔ اسیطرح فرمایا برے کام کے نکالنے والے کو اس نکالنے اور اسپر
عمل کرنے والوں کے گناہوں کی برابر اسکے نامہ اعمال میں گناہ درج کراتا ہے۔ اھ۔
یہ وعید جب ہی ہے جب وہ کام مخالف احکام خدا و رسول ہو اور اسی قول کی تائید کرتا ہے
بدعت حسنہ کہنا عمر رضی اللہ عنہ کا جماعت تراویح کو۔ اسواسطے کہ اگرچہ جماعت سے
نوافل کا پڑھنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول تھا مگر اس محافظت کے ساتھ جماعت
تراویح پر مداومت کرنا اور لوگوں کو اس جماعت پر آمادہ فرمانا بلاشبہ بدعت اور
نیا کام تھا مگر بدعت محمودہ۔ اور اسی طرح ہے مصباح الزجاجہ حاشیہ ابن ماجہ علامہ
جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ میں۔

اور نیز قائلین بتقسیم بدعت کے نزدیک مطلق بدعت منقسم ہے اوپر پانچ قسم کے

كَمَا فِي مِصْبَاحِ الزُّجَاجَةِ حَاشِيَةِ ابْنِ
مَاجَةَ لِلشَّيْخِ جَلَالِ الدِّيْنِ السُّيُوْطِي
قَالَ الْإِمَامُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ
السَّلَامِ فِيْ آخِرِ كِتَابِ الْقَوَاعِدِ اَلْبِدْعَةُ
مُنْقَسِمَةٌ عَلٰى خَمْسَةِ أَقْسَامٍ ۔ وَاجِبَةٌ
كَالْاِشْتِغَالِ بِعِلْمِ النَّحْوِ الَّذِيْ يُفْهَمُ
بِهٖ كَلَامُ اللّٰهِ وَكَلَامُ رَسُوْلِهٖ لِأَنَّ حِفْظَ
الشَّرِيْعَةِ وَاجِبٌ وَلَا يَتَأَتّٰى إِلَّا بِذٰلِكَ
وَمَا لَا يَتِمُّ الْوَاجِبُ إِلَّا بِهٖ فَهُوَ وَاجِبٌ
وَكَحِفْظِ غَرِيْبِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَ
كَتَدْوِيْنِ أُصُوْلِ الْفِقْهِ وَالْكَلَامِ فِي
الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ وَتَمْيِيْزِ الصَّحِيْحِ مِنَ السَّقِيْمِ
وَمُحَرَّمَةٌ كَمَذَاهِبِ الْقَدَرِيَّةِ وَالْجَبْرِيَّةِ
وَالْمُرْجِئَةِ وَالْمُجَسِّمَةِ وَالرَّدُّ عَلٰى هٰؤُلَاءِ
مِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَةِ لِأَنَّ حِفْظَ الشَّرِيْعَةِ
مِنْ هٰذِهِ الْبِدَعِ فَرْضُ كِفَايَةٍ ۔ وَمَنْدُوْبَةٌ
كَإِحْدَاثِ الرُّبَاطَاتِ وَالْمَدَارِسِ
وَكُلِّ إِحْسَانٍ لَمْ يُعْهَدْ فِي الْعَصْرِ الْأَوَّلِ
وَكَالتَّرَاوِيْحِ وَالْكَلَامِ فِيْ دَقَائِقِ التَّصَوُّفِ
وَكَجَمْعِ الْمَحَافِلِ لِلْاِسْتِدْلَالِ فِي الْمَسَائِلِ
إِنْ قُصِدَ بِذٰلِكَ وَجْهُ اللّٰهِ ۔ وَمَكْرُوْهَةٌ
كَزَخْرَفَةِ الْمَسَاجِدِ وَتَزْوِيْقِ الْمَصَاحِفِ

چنانچہ مصباح الزجاجہ میں ہے امام ابو محمد عبد
العزیز ابن عبد السلام اپنی کتاب القواعد
کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں بدعت پانچ قسم
پر منقسم ہے ۔ اول بدعت واجبہ جیسے علم
صرف ونحو کا پڑہنا پڑہانا محض کلام خدا و
کلام رسول اللہ کے سمجھنے اور سمجھانیکے واسطے
ہوتا ہے جسکا سمجھنا اور سمجھانا واجب ہے
مگر چونکہ یہ واجب عوام الناس خصوصا عجمیوں
سے بغیر صرف نحو کے ادا نہیں ہو سکتا لہذا
صرف ونحو کا پڑہنا بھی واجب ہوا ۔ اور
مثل یاد کرنے قرآتوں غیر مشہور قرآن کے
اور حدیثوں غریب کے اور مثل مرتب
کرنے اصول فقہ کے اور مثل کلام کرنیکے
بیچ معتبر اور غیر معتبر ہونے راویوں حدیث
کے اور مثل پرکھنے صحیح حدیث کے حدیث
غیر صحیح اور سقیم سے ۔ دوم بدعت محرمہ
مثل مذہبوں اہل بدعت قدریہ جبریہ مرجیہ مجسمہ
وغیرہ کے کہ جنکا رد کرنا قسم اول بدعت واجبہ سے
ہے اسواسطے کہ محافظت کرنا شریعت کی ان
بدعتی فرقوں کے اقوال سے فرض کفایہ ہے ۔
سوئم بدعت مستحبہ ہے مثل بنانے رباطوں یعنی
مسافر خانوں اور مدرسوں اور تمام ان نیک

وَمُبَاحَۃٌ كَالْمُصَافَحَۃِ عَقِيبَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ
وَالتَّوَسُّعِ فِي لَذِيذِ الْمَآكِلِ وَالْمَشَارِبِ
وَالْمَلَابِسِ وَالْمَسَاكِنِ وَتَوْسِيعِ الْأَكْمَامِ ـ انتہی
وَفِي رَدِّ الْمُخْتَارِ الْمَشْهُورِ بِالشَّامِي وَإِلَّا
فَقَدْ تَكُونُ وَاجِبَۃً كَنَصْبِ الْأَدِلَّۃِ
لِلرَّدِّ عَلَى الْفِرَقِ الضَّالَّۃِ وَتَعَلُّمِ النَّحْوِ
الْمُفْهِمِ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَمَنْدُوبَۃً
كَإِحْدَاثِ نَحْوِ رِبَاطٍ وَمَدْرَسَۃٍ
وَكُلِّ إِحْسَانٍ لَمْ يَكُنْ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ
وَمَكْرُوهَۃً كَزَخْرَفَۃِ الْمَسَاجِدِ وَ
مُبَاحَۃً كَالتَّوَسُّعِ بِلَذِيذِ الْمَآكِلِ
وَالْمَشَارِبِ وَالثِّيَابِ كَمَا فِي الشَّرْحِ
الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِلْمُنَاوِي عَنْ تَهْذِيبِ
النَّوَوِي وَمِثْلُہٗ فِي الطَّرِيقَۃِ الْمُحَمَّدِيَّۃِ
لِلْبِرْكِلِي انتہی ـ وَقَالَ الشَّيْخُ عَلِيُّ الْمُتَّقِي
فِي جَوَامِعِ الْكَلَامِ الْبِدْعَۃُ مُنْقَسِمَۃٌ
إِلَى وَاجِبَۃٍ وَمُحَرَّمَۃٍ وَمَكْرُوهَۃٍ
وَمُبَاحَۃٍ وَمُسْتَحَبَّۃٍ وَالطَّرِيقُ فِي
ذَالِكَ أَنْ تُعْرَضَ الْبِدْعَۃُ عَلَى
قَوَاعِدِ الشَّرْعِ فَإِنْ دَخَلَتْ فِي
قَوَاعِدِ الْإِيجَابِ فَهِيَ وَاجِبَۃٌ أَوْ
فِي قَوَاعِدِ التَّحْرِيمِ فَمُحَرَّمَۃٌ أَوْ فِي النَّدْبِ
فَمَنْدُوبَۃٌ أَوِ الْمُبَاحِ فَمُبَاحَۃٌ ـ انتہی

کاموں کی جنکا ظہور قرن اول میں نہیں ہوا تھا
اور مانند تراویح کی اور کلام کرنے کی نکات
اور باریک مسئلوں تصوف میں اور مثل منعقد
کرنے محفلوں کے بیان کرنے دلائل کے لئے
مسائل دینی پر اگر ان امور سے خاص رضامندی
خدا مطلوب ہو۔ چوتھی بدعت مکروہہ ہے
مثل زائد عن الحاجۃ مزین کرنے مسجدوں کے
اور اوراق قرآن مجید کے۔ پانچویں بدعت
مباحہ ہے مثل مصافحہ کرنیکی عصر اور صبح
کے بعد اور فراخی کرنے کی لذت دار کھانے
اور پینے اور پہننے اور رہنے کی چیزوں میں
اور مثل فراخ آستین رکھنے کے۔ اور بعینہ یہی
مضمون رد المحتار شرح در مختار اور
طریقہ محمدیہ برکلی رحمہ اللہ کا ہے۔ علامہ
شیخ علی متقی رحمہ اللہ جوامع الکلام میں
تحریر فرماتے ہیں کہ بدعت چند قسم پر
منقسم ہے بدعت واجبہ بدعت محرمہ
بدعت مکروہہ بدعت مباحہ بدعت مستحبہ
اور طریقہ پہچاننے ان قسموں کا یہ ہے کہ ہر
بدعت یعنی نئے کام کو قواعد شریعت پر
پیش کیا جاوے پھر جو جس قاعدے
کے نیچے داخل ہو اسکا وہی حکم ہے
ایسا ہی طیبی اور لمعات وغیرہ شرح

مختصراً وهكذا في الطيبي شرح المشكوة واللمعات وغيرها۔

مشکوۃ میں ہے۔

باب دوم بیان آداب اس بزم شریف میں

اعلم ارشدك الله سبل الهدى وهداك الله طرق الصدق والتقى
چونکہ یہ محفل شریف اور یہ بزم منیف منعقد کیجاتی ہے خاصتہً لحب رسول اللہ وتعظیماً لسید الورا
کما ہو ظاہر من مقدمۃ الاولیٰ۔ اور محبت اور تعظیم شان نبوت بمجرد ذکر و تعظیم پوری نہیں ہوتی مگر
ساتھ جزو اول و اعلیٰ علامات محبت کے کہ وہ اتباع سنت سنیہ اور ملت مرتضویہ سید الانبیاء
صلے اللہ علیہ وآلہ المجتبیٰ ہے۔

كما في المشكوة ان النبي صلى الله عليه وعلى اله وصحبه وسلم توضأ يوماً فجعل اصحابه يتمسحون بوضوئه فقال لهم النبي صلى الله عليه واله وسلم من سره ان يحب الله ورسوله او يحبه الله ورسوله فليصدق حديثه اذا حدث وليؤد امانته اذا ائتمن وليحسن جوار من جاوره رواه البيهقي وقال السيد في حاشية المشكوة تحت هذا الحديث يعني ان ادعاءكم محبة الله ورسوله لا يتم بتمسحكم بوضوئه بل بهذه الامور انتهى۔ واخرج الترمذي عن انس رضي الله عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

چنانچہ مشکوۃ شریف میں ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے اور اصحاب کرام آپ کے وضو کے گرتے ہوئے پانی کو لیکر اپنے (مونھوں اور سینوں پر) ملتے تھے آپ نے فرمایا اس حرکت پر تمکو کس چیز نے آمادہ کیا۔ سب نے عرض کیا اللہ اور رسول کی محبت نے۔ آپ نے فرمایا جس شخص کو یہ امر خوش آوے کہ وہ اللہ اور رسول سے محبت رکھے اور اللہ اور رسول اُس سے۔ اُسکو چاہئے کہ سچ بولے امانت ادا کرے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے۔ اور ترمذی شریف میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُنہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ

کہ جس نے دوست رکھا میری پیروی کو بیشک وہ میرا دوست ہے اور جو مجھسے محبت رکھے وہ میرے ساتھ جنّت میں ہوگا"۔

لہذا علماء دین متین پر واجب ولازم ہے کہ اس محفل شریف میں بطور آداب محفل ضرور بالضرور قبائح منکرات اور فضائل اتباع سنت سید الموجودات بھی بیان کردیا کریں اور جو کوئی امر منکر اس بزم شریف میں دیکھیں ضرور اس سے لوگوں کو منع کرتے رہا کریں۔ تاکہ عوام کالانعام منکرات سے بچکر متبع سنن نبوی بنکر پورے پورے محب نبی اور عاشق جمال مصطفوی بنجاویں اور بسبب ارتکاب منہیات کے اس بزم میں بموجب مثل مشہور "نیکی برباد گناہ لازم" کے مورد عتاب خدا ورسول نہ ہو جاویں۔

کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کل امت جنّت میں داخل ہوگی مگر انکار کرنیوالا امتی عرض کیا گیا ایسا وہ کون ہے فرمایا جس نے میری تابعداری کی جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے وہی منکر ہے۔

اور جو قبائح کہ محفل ہذا میں فی زماننا بعض بلاد ہندوستان میں بجہت غفلت علماء کے اس بزم سے پائی جاتی ہیں بحسب مصلحت بعلت مذکورہ یہاں پر بیان کئے جاتے ہیں رَاجِیًا مِنَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ اَنْ یَّھْدِیَ بِہٖ جَمِیْعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیُرْشِدَ بِہٖ کَافَّةَ الْمُسْلِمِیْنَ اور وہ یہ ہیں کہ اس بزم شریف میں اکثر لوگ ریش وبروت برید و پائجامہ ٹخنے سے نیچے رکھنے والے زیور و ریشم پہننے والے تارک الصلوٰۃ اور تارک الجمعہ والجماعت آتے ہیں بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایسے ہی لوگ اکثر اس محفل شریف کا تو اسقدر اہتمام والتزام کرتے ہیں کہ اگر ایک بار بھی ترک ہو جائے یا مثلاً اگر کسی شخص سے کوئی امر ان امور سے منع کیا جائے اس امر کے محض مستحب جانکر ترک ہو جانے موجب گناہ عظیم اور عقاب الیم سمجھتے ہیں حالانکہ

امر مستحب کے ترک سے کسیکے نزدیک کوئی گنہگار نہیں ہوتا اور ترک جمعہ وجماعت اور کٹوانے ریش سے خلافِ سنت اور ٹخنے سے نیچے پاجامہ رکھنے اور زیور زر وسیم اور لباس ریشمین پہننے سے زنہار زنہار بالکل نہیں ڈرتے اور احکامِ شریعت کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے باآنکہ ارتکاب ان امور کا لاریب گناہِ عظیم اور موجب عقاب الیم ہے اور ناراضگی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امور مذکورسے اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہے۔

كَمَا فِي الْمِشْكوٰةِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ

چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے یہ دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر پر یہ ارشاد فرمارہے تھے۔ چاہیئے کہ باز رہیں لوگ جمعہ اور جماعت کے چھوڑنے سے ورنہ اللہ اُنکے دلوں پر غفلت کی مہر لگادے گا اور وہ غافلوں کی جماعت سے ہوجاوینگے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے اور صحیح مسلم ہی میں ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس قوم کو جو نماز جمعہ سے پچھڑ جاتی تھی میں قصد کرتا ہوں اس امر کا کہ کسیکو نماز پڑھانے کھڑا کرجاؤں اور جو جمعہ کی نماز کو نہیں آتے ہیں اُنکے اوپر اُنکے گھروں میں آگ لگادوں۔ اور بخاری شریف میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں ارادہ کرتا ہوں کہ

نَفْسِی بِیَدِہٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُھُمْ اَنَّہٗ
یَجِدُ عَرْقًا سَمِیْنًا اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ
لَشَھِدَ الْعِشَاءَ - وَفِی الْمِشْکٰوۃِ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ
اَوْفِرُوا اللُّحٰی وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِی
رِوَایَۃٍ اَنْھِکُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی
مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ - وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَا
وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ
فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ
حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا -
وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ وَاَخْرَجَ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ
مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اُزْرَۃُ الْمُؤْمِنِ
اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْہِ لَا جُنَاحَ عَلَیْہِ
فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْکَعْبَیْنِ وَمَا اَسْفَلَ
مِنْ ذٰلِکَ فَفِی النَّارِ قَالَ ذٰلِکَ
ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلَا یَنْظُرُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا وَاَخْرَجَ ابْنُ
مَاجَۃَ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ
سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لکڑیوں کے جمع کرنیکا حکم دوں پھر کسیکو
نماز پڑھانے پر قائم کرکے اُن لوگوں کیطرف
جاؤں جو نماز کو نہیں حاضر ہوئے اُنپر
اُنکے گھروں میں آگ لگادوں قسم ہے
اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے
اگر ان میں سے کسیکو اسبات کا علم ہوجاوے
کہ ایک موٹی ہڈی یا دو اچھی کھری بکری
کی ہم کو ملجاویں گی تو ضرور عشاء کی نماز تک
میں حاضر ہوں۔ اور مشکوٰۃ میں ہے
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مخالفت کرو مشرکوں کی اور پست کرو
مونچھوں کو۔ اور دوسری روایت میں ہے
بہت پست کرو مونچھوں کو اور چھوڑ دو
ڈاڑھیوں کو۔ یہ دونوں حدیثیں متفق علیہ
بخاری و مسلم ہیں۔ اور اللہ جلشانہ اپنے کلام
پاک میں فرماتا ہے۔ قسم ہے رب تیرے کی
اے ہمارے محبوب نہیں مومن کامل ہونگے
یہ لوگ جبتک نہ منصف بنالیں وہ آپکو
اپنے تمام معاملات کا جنمیں باہم جھگڑا واقع
ہو اور پھر آپکے حکم پر عمل کرنے میں دلمیں
بھی تنگی نہ پاویں اور اُسپر گردن تسلیم جھکاتے
نظر آویں۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمکو اسوہ حسنہ

قَالَ الْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ وَالْقَمِیْصِ
وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَیْئًا خُیَلَاءَ
لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَخْرَجَ
اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّحَلِّقَ حَبِیْبَهٗ حَلْقَةً
مِنْ نَارٍ فَلْیُحَلِّقْهُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ اَحَبَّ
اَنْ یُّطَوِّقَ حَبِیْبَهٗ طَوْقًا مِنْ نَارٍ
فَلْیُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ
اَحَبَّ اَنْ یُّسَوِّرَ حَبِیْبَهٗ سِوَارًا
مِنْ نَارٍ فَلْیُسَوِّرْهُ سِوَارًا مِنْ ذَهَبٍ
وَفِی الْمِشْکٰوةِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَمْنَعُ اَهْلَ الْحِلْیَةِ
وَالْحَرِیْرِ وَیَقُوْلُ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ
حِلْیَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِیْرَهَا فَلَا تَلْبَسُوْهَا
فِی الدُّنْیَا رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَاَخْرَجَ
اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ
اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِیْرًا فَجَعَلَهٗ فِیْ یَمِیْنِهٖ
فَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِیْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ
اِنَّ هٰذَیْنِ حَرَامٌ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ
وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

اور چال چلن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
عمل کرنا کافی ہے۔ اور ابوداؤد اور ابن ماجہ
میں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے
فرماتے ہیں سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ آپ فرماتے تھے تہبند مومنوں کے آدھی
پنڈلی تک ہونے چاہئیں اور اگر ٹخنے سے
اوپر تک رہیں تو کوئی گناہ نہیں اور جسقدر
ٹخنے سے نیچا ہو وہ مستحق عذاب جہنم ہے۔ یہ وعید
آپ نے تین دفعہ بیان فرمایا۔ پھر فرمایا
کہ جو شخص اترا کر اپنے تہبند ونکو گھسٹتا
رکھے قیامت کے دن اللہ اسکو نظر رحمت
سے نہ دیکھیگا۔ اور ابن ماجہ اور ابوداؤد اور
نسائی میں ہے حضرت ثعلب اپنے والد
ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے آدھی پنڈلی سے نیچا رکھنے
اور ٹخنے سے نیچا چھٹکانے کا حکم تہبند اور
کرتا اور عمامہ میں یکساں ہے جو شخص بطریق
تکبر کسی بھی کپڑے کو ٹخنے سے نیچا چھٹکا رکھے
اللہ اسکی طرف قیامت کے دن نگاہ
بھر کر نہ دیکھیگا۔ ابوداؤد میں ہے ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص دوست رکھے
کہ اپنے پیارے کو ہنسلی یا ہار یا کنگن جہنم کی آگ کی پہناوے

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ
وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَیْہِ خَاتَمٌ مِّنْ شَبَہٍ
مَالِیْ اَجِدُ مِنْکَ رِیْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَہٗ
ثُمَّ جَآءَ وَعَلَیْہِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِیْدٍ فَقَالَ
مَالِیْ اَرٰی عَلَیْکَ حِلْیَۃَ اَھْلِ النَّارِ
فَطَرَحَہٗ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْکَ وَسَلَّمَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَتَّخِذُہٗ
قَالَ مِنْ وَرِقٍ وَّلَا تُتِمَّہٗ مِثْقَالًا۔
وَاَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ
فِیْ اِنَاءٍ مِّنْ ذَھَبٍ اَوْ فِضَّۃٍ یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ
نَارًا مِّنْ جَھَنَّمَ صح

اُسکو چاہیے کہ سونے کی چیزوں سے اپنے
پیارے کو پہناوے (خواہ وہ پیارا مرد
ہفتاد وسالہ ہو خواہ جوان خواہ لڑکا شیرخوار)
اور مشکوٰۃ میں ہے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
زیور اور ریشم پہننے والوں کو منع فرماتے تھے
اور فرماتے تھے کہ اگر تم جنّت کے زیور اور
ریشم پہننے کو دوست رکھتے ہو تو دنیا میں
نہ پہنو روایت کیا اسکو نسائی نے۔ اور
نسائی و ابوداؤد میں ہے علی کرم اللہ وجہہ سے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دہنے ہاتھ میں
ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونے کو لیکر فرمایا
کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ اور ترمذی میں ہے حضرت بریدہ رضی
اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو جسکے ہاتھ میں پیتل کی
انگوٹھی تھی فرمایا۔ کیا وجہ ہے کہ میں تجھسے بتوں کی بو پاتا ہوں اُس نے اسکو پھینکدیا
اور لوہے کی انگوٹھی پہنکر آیا۔ آپ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تیرے اوپر جہنّمیوں کا
زیور دیکھتا ہوں اُس نے اُسکو بھی پھینکدیا اور عرض کیا کہ پھر میں کس چیز کی انگوٹھی
پہنوں آپ نے فرمایا چاندی کی جو ساڑھے چار ماسہ سے زیادہ نہ ہو۔ اور مسلم شریف میں ہے
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سونے
یا چاندی کے برتن سے یا برتنمیں کھاپیوے اُسکے پیٹ میں جہنّم کی آگ جوش مارے گی"۔
لہذا چاہیے کہ جو لوگ اس بزم شریف سے کہ جو خاصۃً لحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
منعقد کیجاتی ہے مشرف ہوں۔ اگر کوئی امر منکران امور مذکور سے یا سوا انکے اس محفل شریف
میں پاویں بمقتضائے محبت رسول اللہ اور اتباع سنت نبی اللہ برائی اسکی سب کو کہہ سناویں۔

اور اگر خود مرتکب کسی امر کے ان امور مذکورہ سے ہوں تو باقتضائے محبت اللہ اور رسول کے تائب ہو کر پورے پورے محب نبی اور پیرو سنت مصطفوی بنجاویں۔ اور نیز جملہ متعاملین بزعم ہذا پر واجب ہے کہ اگر کسیکے دل میں اعتقاد وجوب یا فرضیت کسی امر کا ان امور مذکورہ سے یا ان جملہ امور کا بہیئت کذائی ہو تائب ہو کر اپنے عقیدہ کو مطابق ساتھ عقائد اہل تسنن خصوصاً ساتھ عقیدہ علماء حرمین مکرمین کے کہ جو پیشوا جملہ اہل تسنن ہیں کر کے پورے پورے سنی متبع سنن نبی الامی صلے اللہ علیہ وسلم بنجاویں اور افراط و تفریط کو چھوڑ کر طریق متوسط اور صراط مستقیم پر استقامت فرماویں اور ساتھ اختیار کرنے عقیدہ وجوب و فرضیت امور مذکور عند اللہ و عند الرسول آثم و گنہگار نہ ہوں اسواسطے کہ فقہاء محققین نے لکھا ہے کہ امر مستحب کو فرض یا واجب عقیدہ کرنے سے وہ امر مستحب موجب گناہ عظیم ہو جاتا ہے۔ کما ہو ظاہر من آخر مقدمۃ الثالث ✤

باب سوم

بیان دلائل امور متعاملہ حرمین شریفین میں درمیان اس بزم شریف کے

اِعْلَمْ ثَبَّتَكَ اللّٰهُ عَلَى السُّنَّةِ السَّنِيَّةِ وَالطَّرِيْقَةِ الْمُسْتَقِيْمَةِ۔ محفل مولود شریف جو عبارت ہے بیان احوال ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بموجب روایات صحیحہ کے بلا ارتکاب منہیات شرعیہ و بدعات نامرضیہ اور بیان حلیہ شریف اور حالات رضاعت اور معجزات سے نظماً و نثراً اور نعت و مدح خوانی حضور صلی اللہ علیہ رب الغفور سے بیان شان نبوت میں درمیان جماعت کثیرہ کے بالحان خوش بلا رعایت الحان موسیقی تال سرگنگری وغیرہ کے مع اطعام طعام یا تقسیم شیرینی وغیرہ بغرض بھیجنے ہدیہ ثواب کے حضور مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم میں اور نیز ساتھ اظہار فرح و سرور ولادت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہیا کرنے سامان فرحت و نشاط مثل فرش فروش و انتشار اور چھڑکنے گل و گلاب و عطریات وغیرہ کے مع تعیین قیام کے بوقت ذکر ولادت سید الانام ثابت ہے۔ ہر ہر فرد اسکا بعض بکتاب و سنت و بعض باجماع امت

لیکن سنت ہونا ذکر احوال ولادت باسعادت اور احوال رضاعت و معجزات وغیرہ احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس ثابت ہے کتاب سے اسو اسطے کہ خداوند کریم جل جلالہ وعم نوالہٗ اپنے حبیب کو فرماتا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور تفسیر عزیزی میں ماتحت آیۂ مذکور مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ آیۂ کریمہ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اسبات کی دلیل ہے کہ خداتعالیٰ کی نعمتوں کو جو اپنے اوپر اور اپنے والبستوں پر ہوں انکو ظاہر کرنا اور کہہ سنانا سنت ہے، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

فَاذْكُرُوْا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَفِي تَفْسِيْرِ الْبَيْضَاوِيِّ لِكَيْ يُفْضِيَ بِكُمْ ذِكْرُ النِّعَمِ اِلٰى شُكْرِهَا الْمُؤَدِّيْ اِلَى الْفَلَاحِ۔

ذکر کرو نعمتوں اللہ کا تو کہ تم فلاح پاؤ۔ اور تفسیر بیضاوی میں ہے اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرو تاکہ وہ ذکر باعث ہو ادائے شکر کا جو سبب ہے، حاصل کرنے بھلائی اور نجات کا۔

اور چونکہ سب نعمتوں سے بڑی نعمت مومنوں کے واسطے ظہور نور حضور صلی اللہ علیہ رب الغفور ہے جسکا سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہونا کسی مسلمان پر پوشیدہ نہیں لہٰذا بموجب آیۂ مذکور ذکر کرنا احوال ولادت باسعادت حضور صلی علیہ رب الغفور کا معہ دیگر حالات متعلقہ حضور اعظم سنت ہوا۔ اور بیان کرنا احوال اس نعمت کا بسبب غایت عظمت اس نعمت کے بیان حالات تمام نعمتوں پر مقدم۔ اور نیز ثابت ہے ذکر کرنا حالات حضور کا بموجب احادیث صحیحہ۔ دیکھو بخاری شریف میں ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ۔

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جبتک اُسکو اپنے ماں اور باپ اور اولاد سے زیادہ مجھ سے محبت نہ ہو۔ اور نیز

وَاَيْضًا فِي الْبُخَارِيِّ بِرِوَايَةٍ اُخْرٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ

بخاری شریف میں ہے بروایت دیگر۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ایماندار ہوسکتا تم میں سے

مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

کوئی جبتک ماں باپ اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ اسکو مجھسے محبت نہو

اور دوسری جگہ فرمایا کہ نشانی کثرت محبت کی کثرت ذکر محبوب ہے اور اطمینان پکڑنا ساتھ کثرت سننے سنانے ذکر حبیب کے۔

کَمَا فِی الشِّفَاءِ لِقَاضِیْ عَیَاضٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ وَاَیْضًا فِی الشِّفَاءِ لِقَاضِیْ عَیَاض عَنْ مُجَاہِدٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ قَالَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

چنانچہ شفاء میں ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو کسی سے زیادہ محبت ہو تو وہ اسکا اکثر ذکر کرتا رہتا ہے اور حضرت مجاہد اور صاحب تفسیر حسینی بحوالہ فصول ابن عتیبہ رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ آیۃ کریمہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کے یہ معنے ہیں کہ ذکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مومنوں کے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

ونیز ثابت ہے ذکر کرنا جمیع احوال متعلقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیان جمع کثیر کے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بموجب حدیث صحیح۔

کَمَا فِی الْمِشْکٰوۃِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰی اِذَا دَنٰی مِنْہُمْ سَمِعَہُمْ یَتَذَاکَرُوْنَ قَالَ بَعْضُہُمْ اِنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَ اِبْرَاہِیْمَ خَلِیْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰی کَلَّمَہٗ وَقَالَ اٰخَرُ عِیْسٰی کَلِمَۃُ اللّٰہِ وَرُوْحُہٗ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اِصْطَفَاہُ اللّٰہُ فَخَرَجَ عَلَیْہِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ کَلَامَکُمْ وَعَجَبَکُمْ اِنَّ اِبْرَاہِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰہِ وَہُوَ کَذٰلِکَ وَمُوْسٰی نَجِیُّ اللّٰہِ وَہُوَ کَذٰلِکَ

چنانچہ مشکوۃ میں ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے بہت سے آدمی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھے ہوئے تھے یکایک انمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے سنا کہ بعض صحابہ کہہ رہے ہیں کہ بیشک اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنالیا اور بعض کی زبان پر یہ تذکرہ تھا کہ اللہ جلشانہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور کچھ سرگرم اس مقولہ کے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام

وَعِيْسٰى رُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَاٰدَمُ
اِصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ
وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
تَحْتَهٗ اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ
شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا فَخْرَ
وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ
لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا
فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ
وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ
وَاَيْضًا فِيْهِ عَنِ الْعِرْبَاضِ ابْنِ سَارِيَةَ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهٗ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ
النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ
وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِيْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ
وَبِشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّيَ الَّتِيْ رَاَتْ حِيْنَ
وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ
قُصُوْرُ الشَّامِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ
اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ مِنْ قَوْلِهٖ سَاُخْبِرُكُمْ اِلٰى
اٰخِرِهٖ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ
وَابْنُ حِبَّانَ كَذَا ذَكَرَهُ الْقُسْطَلَانِيُّ فِي الْمَوَاهِبِ
اللَّدُنِّيَّةِ۔

کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں اور بعض کی زبان پر
یہ لفظ تھے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنا
پسندیدہ اور برگزیدہ بنالیا تھا۔ آپ نے فرمایا
میں نے تمہارے کلام کو جو تعجب سے کر رہے تھے
سنا بیشک ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ اور
عیسیٰ اور آدم علیہم السلام ایسے ہی تھے جیسا تم
کہہ رہے ہو مگر میں بلافخر کہتا ہوں کہ میں حبیب اللہ
ہوں اور میں اٹھانیوالا قیامت کے دن لواء
حمد کا ہوں جسکے نیچے آدم علیہ السلام اور
اُنکے ماسوا تمام پیغمبر کھڑے ہوں گے۔ اور
میں سب سے پہلے شفاعت کرنیوالا ہوں گا
اور میں بلافخر وہ ہوں کہ سب سے پہلے میری
شفاعت قبول کیجائیگی۔ اور میں بلافخر کہتا ہوں
کہ جو سب سے اول کنڈی جنت کی کھڑکھڑاوے
اور اُسکے واسطے دروازہ جنت کھول دیا جاوے
وہ میں ہی ہوں پھر مجھکو اللہ جلشانہ جنت میں
اس شان سے داخل کرے کہ میرے ساتھ
تمام مومن محتاج ہوں اور میں تمام پہلے اور
پچھلوں سے اللہ کے نزدیک بزرگ زیادہ
ہوں۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے
اور مشکوٰۃ ہی میں ہے شرح السنۃ سے حضرت
عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی آدم علیہ السلام اپنے کیچڑ میں گندھے ہوئے
تھے اور میرا خطاب اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ اور میں تمکو خبر دیتا ہوں اپنی ابتدا سے

ہیں ہی ہوں نتیجہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا۔ اور وہ میں ہی ہوں جسکی بشارت عیسےٰ علیہ السلام نے سنائی۔ اور میں ہی ہوں نتیجہ اُس خواب کا جو میری ماں نے میری پیدائیش کے وقت دیکھا تھا۔ قسطلانی میں ہے کہ اُنسے ایسا نور ظاہر ہوا کہ جسکی روشنی سے شام تک کے محل روشن ہو گئے۔ اور اسی حدیث کو سَاُخْبِرُکُمْ سے اخیر تک حضرت امام احمد بن حنبل اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں "۔

دیکھو حدیث ہذا صاف دال ہے اس امر پر کہ آپ نے خود اپنا ذکر ولادت صحابہ کے سامنے بیان فرمایا۔ اور جب بموجب احادیث منقولہ ثابت ہو چکا ذکر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود بنفس نفیس احوال کرامت مآل اپنی ولادت وغیرہ کا بس لاریب ذکر کرنا حالات کرامت آیات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کیواسطے بھی سنت ہو گا اسواسطے کہ سنت شئے ثابت بقول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو نام ہے کما فی الدر المختار وعرفہا الشمنی ای عرف السنۃ اصطلاحًا بما ثبت بقولہ علیہ الصلوۃ والسلام او بفعلہ انتہی۔ حالانکہ بموجب حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ تو صراحۃً بدلالت قرینہ حال وقال امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے۔ صحابہ کو واسطے ذکر کرنے حالات شان نبوت وعظمت شان رسالت کے۔ چنانچہ مصرح امر ہذا یہ روایات موجود ہیں۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْہِ وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ وَاثِلَۃَ ابْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِبْرَاھِیْمَ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَۃَ

بخاری شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بھیجا گیا ہوں بہتر بن زمانوں میں زمانوں بنی آدم سے جو ایک سے ایک بہتر تھا یہاں تک کہ ظاہر ہوا میں سب سے بہتر زمانہ میں اور مسلم شریف میں ہے واثلہ ابن اسقع رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ نے

وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِىْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَّاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ وَّاصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ كَذَا اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

اولاد ابراہیم علیہ السلام سے پسند فرمالیا اسمٰعیل علیہ السلام کو اور اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے پسند فرمالیا بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے پسند فرمالیا قریش کو اور قریش میں سے پسند فرمالیا بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے پسند فرمالیا مجھکو۔ اسیطرح یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے اور علامہ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَرُوِىَ فِى التَّنْوِيْرِ فِىْ مَوْلِدِ الْبَشِيْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ ذَاتَ يَوْمٍ فِىْ بَيْتِهٖ وَقَائِعَ وِلَادَتِهٖ لِقَوْمٍ فَيَسْتَبْشِرُوْنَ وَيَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاِذَا جَاءَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِىْ۔ وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلٰى بَيْتِ عَامِرِ الْاَنْصَارِىِّ وَكَانَ يُعَلِّمُ وَقَائِعَ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِاَبْنَائِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ وَيَقُوْلُ هٰذَا الْيَوْمُ هٰذَا الْيَوْمُ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ فَتَحَ لَكَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَالْمَلٰئِكَةُ كُلُّهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَكَ مَنْ فَعَلَ فِعْلَكَ نَجٰى نَجَاتَكَ

تنویر فی مولد البشیر میں ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن ایک قوم کے سامنے اپنے گھر میں حضور کے واقعات ولادت بیان فرمارہے تھے اور اظہار مسرت اور خوشی کر کر کے اللہ کا شکر بجالا رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیج رہے تھے ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کی طرف گذر ہوا ہمنے دیکھا کہ حضرت عامر اپنے کنبہ والوں اور بیٹوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات ولادت سکھارہے تھے اور فرمارہے تھے کہ یہی دن تھا یہی دن تھا یعنی پیر کا دن جس میں حضور اس عالم دنیا میں

رونق افروز ہوئے) آپ نے یہ دیکھکر فرمایا کہ بیشک اللہ نے تمہارے واسطے دروازے رحمت کے کھولدئے اور کل فرشتے تمہارے واسطے بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔ اور جو شخص تمہارا سا کام کریگا وہ تمہارا ہی سا مرتبہ پاویگا۔"

علاوہ بریں ذکر کرنا ان جملہ اذکار مذکور حضور صلی اللہ علیہ رب الغفور کا ثابت ہے زمان صحابہ کرام سے درمیان جماعت کے الیٰ یومنا ہذا رضی اللہ عنہم کس واسطے کہ اگر صحابہ کرام ذکر ان اذکار کا نفرماتے تو یہ اذکار کرامت آثار ہم تک کیونکر پہونچتے اور عظمت بیان نبوی کہ وار مدار ایمان ہے ہمارے دلوں میں کیونکر جاگیر ہوتی۔ چنانچہ دیکھ لو کہ جمیع کتب حدیث و سیر بیان حالات حضور میں زمان ولادت سے زمان وفات تک نظماً و نثراً مملو و مشحون ہیں اور محدثین سلف و خلف جماعۃً فجماعۃً ان حالات کو بطور وعظ اور بطور تدریس درمیان جمع کثیر کے بیان کرتے چلے آئے ہیں ولیکن نعت اور مدح خوانی حضور صلی علیہ رب غفور کا بیان شان نبوت وغیرہ میں بآواز خوش بلا رعایت الحان موسیقی نزوید صوت و تال سر کٹگڑی کے واسطے اظہار فرحت و مسرت و عظمت شان نبوّت ثابت ہے بموجب احادیث صحیحہ و روایات فقہیہ اور اقوال علماء ملت مرتضویہ کے اسواسطے کہ صحاح میں ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کفار کے قبائح درمیان جمع کثیر کے منبر پر اشعار بیچ درمیان مسجد کے پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنسے بہت خوش ہوا کرتے تھے بلکہ بارہا امر فرما کر پڑھوایا کرتے تھے۔

كَمَا اَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَجَاهُمْ

چنانچہ مسلم شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے سنا کہ آپ حضرت حسان سے فرما رہے تھے کہ بیشک روح القدس ہمیشہ تمہاری تائید کرتے رہتے ہیں جبتک تم اللہ اور رسول کی جانب سے جواب دیتے رہتے ہو

حَسَّانُ فَشَفَا وَاشْتَفٰی. قَالَ حَسَّانُ ؎

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللّٰهِ فِیْ ذَاكَ الْجَزَاءُ +
وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ یَسَّرْتُ عَبْدًا
هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ +
وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا
یَقُوْلُ الْحَقَّ اِنْ نَفَعَ الْبَلَاءُ +
شَهِدْتُ بِهٖ وَقَوْمِیْ صَدَّقُوْهُ
فَقُلْتُمْ مَا نُجِیْبُ وَمَا نَشَاءُ +
وَجِبْرِیْلُ اَمِیْنُ اللّٰهِ فِیْنَا
وَرُوْحُ الْقُدْسِ لَیْسَ لَهٗ كِفَاءُ +

وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاكِرَ كَانَ جِهَادُهٗ بِشِعْرِهٖ -

اور ایک بار حضور فرما رہے تھے کہ حسّان نے کافروں کی ہجو کر کر شفا پائی اور شفا حاصل کی - منجملہ نعتوں حسان رضی اللہ عنہ کے ایک یہ نعت ہے ؎

ہجو کی تو نے شہِ دیں کی، و یا میں نے جواب +
جس میں اللہ کی جانب سے ملا مجکو ثواب +
کہا اللہ نے لشکر ہے نبی کا خوش رو +
جنگجو لشکر انصار کریم و خوش خو +
ہمنے بھیجا ہے وہ بندہ کہ جو حق کہتا ہے +
راہ حق میں وہ سدا رنج و محن سہتا ہے +
میں نے اور قوم نے میری کری تصدیق انکی +
تمنے اے کافرو جسوقت کی تکذیب انکی +
ہم میں جبریل ہیں وہ جو کہ امین اللہ ہیں +
روح قدسی ہیں وہ بے کفو و کلیم اللہ ہیں

اور حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا جہاد ہی شعروں کے ساتھ تھا ۔

اور چند اشعار بھی منجملہ اُن اشعار کے کہ جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان توحید خدا یتعالی میں پڑھتے تھے شاہد بر مدعا نقل کئے جاتے ہیں -

حَیْثُ قَالَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ دِیْوَانِهٖ اَبْیَاتٌ

شَقَّ مِنِ اسْمِهٖ كَیْ یُجِلَّهٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ
نَبِیٌّ اَتَانَا بَعْدَ یَاْسٍ وَفَتْرَةٍ

حضرت حسان بن ثابت اپنے دیوان میں فرماتے ہیں ابیات

نام سے اپنے خدا نے رکھا نام اُس شہ کا
وہ ہے محمود محمد ہیں یہ ہیں بدر دجی
جب نہ تھی اس ہدایت کی وہ آئے ہم میں

مِنَ الرُّسُلِ وَالْاَوْثَانُ فِي الْاَرْضِ تُعْبَدُ
فَاَمْسٰى سِرَاجًا مُّسْتَنِيْرًا وَّهَادِيًا۔
يَلُوْحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيْلُ الْمُهَنَّدُ۔
وَاَنْذَرَنَا نَارًا وَّبَشَّرَ جَنَّةً۔
وَعَلَّمَنَا الْاِسْلَامَ فَاللّٰهَ نَحْمَدُ۔
وَاَنْتَ اِلٰهُ الْخَلْقِ رَبِّيْ وَخَالِقِيْ
بِذٰلِكَ مَا عُمِّرْتُ فِي النَّاسِ اَشْهَدُ
تَعَالَيْتَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ قَوْلِ مَنْ دَعَا
سِوَاكَ اِلٰهًا اَنْتَ اَعْلٰى وَاَمْجَدُ
وَاَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
اَنَّ عُمَرَ مَرَّ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ الشِّعْرَ
فِي الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ
اُنْشِدُ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ
اِلْتَفَتَ اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَنْشُدُكَ
اللّٰهَ اَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ
بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ وَاَخْرَجَ
الْمُسْلِمُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ
وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدًا يَا اَنْجَشَةُ
لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيْرَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِيْ ضَعَفَةَ
النِّسَاءِ وَكَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ

پوجے جاتے تھے بہت بت تھے موحد غم میں
وہ ہدایت کے چراغ اور وہ ہادی رہبر
ہندی تلوار کی مانند چمکتے یکسر
ہم کو دوزخ سے ڈرایا اور سکھایا اسلام
مژدہ خُلد سنایا فلله الحمد مدام
شکر ہے تیرا میرے خالق و ربّ عالم
جب تلک زندہ ہوں ہیں اور ہے نسل آدم
کافر اور مشرکوں کی تہمتوں سے پاک ہے تو
ساری مخلوق سے ہاں برتر و بیباک ہے تو
اور مسلم شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ
مسجد نبوی میں شعر پڑھ رہے تھے کہ یکایک
حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنکلے اور نظر عتاب
یا تعجب سے حضرت حسان کیطرف دیکھنے
لگے۔ حضرت حسان نے عرض کیا کہ میں اس مسجد
میں ان شعروں کو اُنکے سامنے پڑھا کرتا تھا
جو تمسے بہت بہتر تھے اور پھر میری طرف متوجہ
ہو کر فرمانے لگے کہ ابوہریرہ تمکو خدا کی قسم ہے
کیا تمنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
نہیں سنا کہ فرماتے تھے کہ کافروں کو میری
طرف سے جواب دو۔ پھر فرماتے اے میرے
اللہ! میرے حسان کی روح القدس سے
ساتھ مدد کر۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِلٰی خَیْبَرَ فَسِرْنَا لَیْلاً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ
الْقَوْمِ لِعَامِرِ ابْنِ الْاَکْوَعِ اَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ
ہُنَیْہَاتِکَ وَکَانَ عَامِرٌ رَجُلاً شَاعِرًا
فَنَزَلَ یَحْدُوْ بِالْقَوْمِ وَیَقُوْلُ۔ اشعار۔

اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا
فَاغْفِرْ فِدًی لَکَ مَا اقْتَفَیْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا
وَاَلْقِیَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا
اِنَّا اِذَا صِیْحَ بِنَا اَتَیْنَا
وَبِالصِّیَاحِ عَوَّلُوْا عَلَیْنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ ھٰذَا السَّائِقُ فَقَالُوْا عَامِرُ ابْنُ الْاَکْوَعِ
فَقَالَ یَرْحَمُہُ اللّٰہُ ۔ وَفِیْ رَدِّ الْمُحْتَارِ
قَالَ فِی التَّاتَارْخَانِیَۃِ قِرَاءَۃُ الْاَشْعَارِ
اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْھَا ذِکْرُ الْفِسْقِ وَالْغُلَامِ
وَنَحْوِہٖ لَا تُکْرَہُ۔

کہ ہمنے کہا بیشک سنا ہے۔ اور نیز مسلم میں ہے
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انجشہ نامی
ایک خوش آواز حدی پڑھنے والے تھے
ایک رات وہ سفر میں اونٹوں کے ساتھ
جس قافلہ میں عورتیں بھی ساتھ تھیں اشعار
بطریق حُدی کے پڑھتے جاتے تھے۔
آپ نے انکو ارشاد فرمایا اے انجشہ بس کرو
اور اپنے درد آمیز شعروں سے عورتوں کے
دل جو ضعیف مثل شیشوں کے ہوتے
ہیں نہ توڑو۔ اسی طرح یہ حدیث بخاری
شریف میں ہے اور نیز بخاری شریف میں ہے
سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات
خیبر کیطرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہمراہ ہم جا رہے تھے۔ ایک شخص نے
میرے بھائی عامر ابن اکوع سے کہ جو بڑے
شاعر تھے کہا کہ کچھ اپنے شعر نہیں سناتے
وہ اونٹ سے اترے اور یہ شعر پڑھنے
لگے۔ ترجمہ منظوم:۔

نہ پاتے ہم ہدایت جو نہ ہوتے تم میرے مولا
نہ ہم تصدیق کرتے اور نہ پڑھتے ہم نماز اصلا
میں قربان تجھپہ ہمکو بخشدے جبتک ہیں ہم تیرے
نبی کے اور رکھ ثابت قدم وقت جہاد اللہ
تسلی اور سکون دل عطا کر ہمکو اے خالق
بلائے تو نے جب حاضر تھے ہم رہ میں تیرے مولا
کہ جب آتے ہیں چڑھ کر ہم پہ وہ روتے ہی آتے ہیں

اُنکے اشعار سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا عامر بن اکوع ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ انپر رحمت کی جھڑی لگادے۔ اور ردّ مختار میں ہے فتاوٰی تاتار خانیہ سے کہ اگر شعروں میں فسق و فجور اور خط و خال لڑکوں کا ذکر نہ ہو تو انکا پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں "۔

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بہترویں مکتوب جلد سویم اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔ "در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است" الخ "خوش الحانی کے ساتھ قرآن مجید اور نعت اور منقبت اور قصائد وغیرہ پڑھنے میں کچھ حرج نہیں"۔

ولیکن تقسیم طعام و شیرینی وغیرہ ایصالاً للثواب الی حضرۃ المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ایصالاً للثواب لجمیع المومنین معہ ایصال ثواب تلاوت قرآن مع اجتماع مردم و تقرر یوم بلا نیت وجوب تعیین یوم پس مستحب و مستحسن ہونا اسکا ثابت ہے باجماع علماء بموجب تحریر مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ و دیگر فقہائے چنانچہ مولانا ممدوح بجواب اعتراض مولوی عبد الحکیم پنجابی مرحوم کہ تقریر اسکی یہ ہے۔ "عرس بزرگان خود بر خود مثل فرض والسنہ سال بسال بر مقبرہ اجتماع کردہ طعام و شیرینی در انجا تقسیم کردہ مقابر را اوثنا یعبد میکنند۔" انتہا بحرمت بقرۂ مذکور بسیار تعجب بدیں طور تحریر فرماتے ہیں۔ قولہ عرس بزرگان خود را الخ ایں طعن مبنی است بر جہل بہ احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمیداند آرے تبرک بقبور صالحین و امداد ایشاں باہداد ثواب و تلاوت قرآن و دعاء خیر و تقسیم طعام شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء و تعیین روز عرس برائے آنست کہ آنروز مذکر انتقال ایشاں میباشد۔ از دار العمل بدار الثواب والّا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح و نجات است و خلف را لازم است کہ سلف خود را بایں نوع بر و احسان نماید چنانچہ در احادیث مذکور ہست کہ ولد صالح یدعولہ و تلاوت قرآن و اہدائے ثواب را عبادت قرار دادن مبنی بر کمال بلادت و افراط جہل است۔ آرے اگر کسے سجدہ و طواف و دعا بنحو "یا فلان افعل کذا" بعمل آرد مشابہت بعبدۃ الاوثان کردہ باشد و چوں چنیں نیست پس چرا محل طعن باشد"۔ انتہیٰ۔

اور مولانا شاہ رفیع الدین صاحب بھی اپنے فتوٰی میں بدینطور تحریر فرماتے ہیں "اما سائر نذور از قسمِ حلویات و اطعمہ پس دراں تفصیل است۔ یکے آنکہ برائے اولیاء اللہ باشد کہ حق تعالیٰ احسان بایشاں و ایصال ثواب بانہا پسندیدہ میدارد و ازاں جماعۂ امید مکافات بہتر ازیں متوقع است کہ عند اللہ قرب دارند و مورِ عنایت اویند۔ دوم برائے عامۂ مومنین کہ استغفار برائے ایشان و تصدق برائے ایشان ولباس و طعام دادن برائے ثواب ایشاں نیز در جناب الٰہی پسندیدہ است چنانچہ در باب تصدق عن المیتہ حدیثے چند وارد شدہ اند الخ" اور یہ تمام مضامین مذکور یعنی جواب شاہ صاحب معہ اعتراضات مولانا عبد الحکیم مرحوم و فتوٰی شاہ رفیع الدین صاحب رسالہ زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح میں بہ بسطِ تمام مسطور ہیں اور بموجب تحریر مولانا اسحٰق علیہ الرحمۃ بھی اس قسم کا اجتماع کا معہ تقسیم شیرینی وغیرہ ایصالاً للثواب ثابت ہے۔ چنانچہ مائۃ مسائل میں مولانا ممدوح بدینساں تحریر فرماتے ہیں۔

"وقیاس عرس بر مولود شریف غیر صحیح است زیرا کہ در مولود ذکر ولادت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم است و آں موجب فرحت و سرور است و در شرع اجتماع برائے فرحت و سرور کہ خالی از بدعات و منکرات باشد آمدہ و اجتماع برائے حزن و سرور ثابت نشدہ و فی الواقع فرحت مثل فرحت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دیگر امر نیست پس دیگر امر بریں قیاس صحیح نخواہد شد الخ۔ اور اصرار مولانا شاہ عبد الرحیم والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب تو در باب ایصال ثواب طعام الی حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مطالعہ رسالہ در الثمین فی مبشرات سید الامین اور رسالہ انتباہ سے بغایت وضوح کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رسالہ مذکور میں تحریر فرماتے ہیں۔

اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِیَ الْوَالِدُ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ بِہٖ طَعَامًا وَفِیْ رِسَالَۃِ الْاِنْتِبَاہِ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَۃً بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یُفْتَحْ لِیْ سَنَۃً عَنِ السِّنِیْنَ شَیْءٌ	خبر دی مجکو میرے والد ماجد نے کہ میں زمانہ ذکر ولادت میں بغرض ثواب پہونچانے کے ہدیۃً خدمت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا کھلایا کرتا تھا ایک سال مجکو بجز بھنے ہوے چنوں کے اور کچھ میسر نہ ہوا میں نے بہ نیت

اصنع به طعاما فلم اجد الا حمصا مقليا
فقسمته بين الناس فرأيته صلى الله عليه
وسلم وبين يديه هذه الحمص متبهجا
بشاشا الخ وفی رد المختار ذکر ابن حجر
فی الفتاوی الفقهية ان الحافظ بن
تيمية زعم منع اهداء ثواب القرأة
للنبی صلی الله عليه وسلم لان جنابه
الرفيع لا يتجرى عليه الا بما اذن فيه
وهو الصلوة عليه وسوال الوسيلة
له قال وبالغ السبكی وغيره فی الرد
عليه بان مثل ذالك لا يحتاج لاذن
خاص الا ترى ان ابن عمر كان يعتمر
عنه صلی الله عليه وسلم عمرا بعد موته
صلی الله عليه وسلم من غير وصية
وحج ابن الموفق وهو فی طبقة الجنيد عنه
صلی الله عليه وسلم سبعين حجة
وختم ابن السراج عنه صلی الله عليه
وسلم اكثر من عشرة آلاف ختمة وضحی
عنه صلی الله عليه وسلم مثل ذالك الخ
قلت وقد رأيت نحو ذالك بخط مفتی
الحنفية الشهاب احمد بن الشلبی
شيخ صاحب البحر نقلا عن شرح الطيبة
للنويری ومن جملة ما نقله ان ابن عقيل

ایصال ثواب حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
میں اُن چنوں ہی کو لوگوں میں تقسیم کر دیا میں نے
خواب میں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور میں وہ چنے رکھے ہوئے ہیں اور
آپ نہایت خوش ہو رہے ہیں۔ ردّ مختار میں ہے
کہ فتاوی فقہیہ میں حافظ ابن حجر تحریر فرماتے
ہیں کہ ابن تیمیہ نے جو لکھا ہے کہ جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سوائے
درود و سلام اور سوال وسیلہ کے قرآن
شریف وغیرہ کے ثواب پہونچانے کے ساتھ
جرأت نہ کرنا چاہئے اسواسطے کہ آپ کی
جناب کیلئے ثواب پہونچانے کی محتاج نہیں
علامہ سبکی وغیرہ رحمہم اللہ علماء کرام نے
اس قول کی تردید میں بجد مبالغہ کیا ہے اور
فرمایا ہے کہ کیا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ
بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر
وصیت حضور کے آپ کی طرف سے عمرہ نہیں
کیا کرتے تھے اور حضرت ابن الموفق رضی
اللہ عنہ نے جو حضرت جنید بغدادی رضی اللہ
عنہ کے ہم عصر ہیں بلاشک آپکی طرف سے
ستر حج کئے تھے اور حضرت ابن سراج رضی اللہ عنہ
نے آپکی خدمت میں ہدیہ ثواب پہنچانیکی غرض سے
دس ہزار سے زیادہ قرآن ختم کئے اور اسیقدر

مِنَ الحنابلۃِ قَالَ یستحبُّ اِہدَاؤُہا لَہٗ
صلّی اللہ علیہ وسلّم قلتُ وقولُ علمائنا
لہٗ اَن یجعل ثوابَ عملہ لغیرہٖ یدخلُ
فیہ النبیُّ صلّی اللہ علیہ وسلّم
فانّہٗ احقّ بذالک حیثُ انقذنا من
الضلالۃ ففی ذالک نوعُ شکرٍ واہداءُ
جمیلٍ لہٗ صلّی اللہ علیہ وسلّم والکاملُ
قابلٌ لزیادۃِ الکمالِ وما استدلّ بہٖ
بعضُ المانعین من انّہ تحصیلُ الحاصلِ
لانّ جمیعَ اعمالِ امّتہٖ فی میزانہٖ یجابُ
عنہ بانّہ لامانعَ من ذالک فانّ اللہ تعالٰی
اخبرنا بانّہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ثمّ امرنا
بالصلٰوۃ علیہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بان
نقول اللّٰہمّ صلّ علٰی محمّدٍ واللہ اعلم الخ انتہی

آپ کیطرف سے قربانیاں کیں ابن حجر رحمہ اللہ
اسکے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ شہاب احمد ابن شبلی
صاحب بحرالرائق کے اوستاد ومفتی احناف
کی تحریر میں نے دیکھی کہ وہ شرح طیبہ نویری سے
نقل فرماتے تھے کہ جو کچھ روایتیں اس امر کے
متعلق علامہ نویری نے نقل فرمائی ہیں
منجملہ انکے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابن
عقیل حنبلی فرماتے ہیں مستحب ہے ہدیہ
ثواب عبادات مالی وبدنی کا پیش کرنا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور ہمارے
علماء شافعی جو تحریر فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو
اپنے اعمال کا ثواب بخشنے کا ہر شخص کیلئے
اختیار ہے اس میں بلاشبہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم بھی داخل ہیں بلکہ آپ زیادہ مستحق
ہیں کہ مختلف اعمال کے ثواب پہنچانے کے ساتھ آپکا شکریہ ادا کیا جاوے۔ اور وہ جو
بعض مانعین نے لکھا ہے کہ تمام امت کے عمل جب آپ کے عمل نامہ میں پہلے ہی سے
درج ہیں تو پھر ہمارا ثواب پہنچانا تحصیل حاصل ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ قرآن مجید
میں فرماتا ہے کہ اِنَّ اللہَ وملٰئکتہٗ یُصلُّون علیہ یعنی اللہ اپنے محبوب پر رحمت
بھیجتا رہتا ہے اور اسکے فرشتے دعاء رحمت کرتے رہتے ہیں پھر ہمکو کیوں فرمایا کہ صلّوا
علیہ وسلّموا تسلیما۔ یعنی اے مومنو تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
دعاء نزول رحمت اور سلامتی کی کرتے رہو۔ پھر کیا تمہارے نزدیک یہ بھی تحصیل حاصل ہے
اور وجہ تقسیم شیرینی کی اکثر اوقات اس محفل میں یہ ہے کہ چونکہ یہ محفل محبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیجاتی ہے لہذا اسمیں مہیا کرنا اشیاء محبوبہ حضور صلی اللہ علیہ التحیۃ

اولیٰ ہے بہ نسبت دیگر اشیاء کے۔ اور شیرینی آپ کو بغایت محبوب تھی۔

كَمَا اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

بخاری شریف اور ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو میٹھی چیز سے خواہ وہ حلوا ہو یا اور کچھ اور شہد سے محبت تھی علامہ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

علاوہ بریں اتباعاً للنبی الکریم شیرینی ہر ایک مومن کو محبوب ہے۔

كَمَا فِي تَفْسِيْرِ رُوْحِ الْبَيَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ حُلْوٌ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَكَذَا رَوَاهُ فِي مُخْتَصَرِ الشَّافِي وَكَذَا رَوَاهُ فِي الْمُسْنَدِ الْخَوَارِزْمِي

تفسیر روح البیان اور مختصر شافی اور مسند خوارزمی میں ہے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مومن خود میٹھا ہے اور میٹھی چیز کو ہی دوست رکھتا ہے۔"

بناءً علیہ لاریب ہدیۃً للنبی الکریم وہی چیز اولیٰ اور مرغوب ہے کہ جو محبوب حضور و جمیع مومنین ہو کس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (ہرگز تم بھلائی حاصل نہ کرو گے جب تک نہ خرچ کرو اُس چیز سے جسکو دوست رکھتے ہو) اسیطرح چونکہ خوشبو آپ کو بغایت محبوب تھی اسواسطے ہم بھی اس محفل شریف میں عود سوزی وگلاب پاشی وغیرہ کو محبوب رکھتے ہیں۔

كَمَا اَخْرَجَ ابْنُ حَجَرٍ فِي الْمِنْهَاتِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ وَاَخْرَجَ الْمُسْلِمُ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْاُلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُوْرٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْاُلُوَّةِ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ

منہاجات ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ میں ہے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو تمہاری دنیا سے تین چیزیں مرغوب ہیں خوشبو کی چیزیں اور حلال عورتیں اور آنکھوں کی ٹھنڈک تو نماز ہی میں ہے اور مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب خوشبو کیلئے کچھ سلگاتے عود خالص اور کافور ہی

خوارزمی میں ہے

ترمذی کی حدیث

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ
النَّھْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْطِیَ اَحَدُکُمُ
الرَّیْحَانَ فَلَا یَرُدَّہٗ فَاِنَّہٗ خَرَجَ مِنَ
الْجَنَّۃِ۔

سلگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ ایسے ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلگایا کرتے تھے"۔
حضرت (ابوعثمان نہدی) فرماتے ہیں کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کسیکو
تم میں سے ریحان یعنے خوشبو کا پھول دیا
جائے تو وہ اُسکو واپس نہ دے اسواسطے
کہ وہ جنت کے نکلے ہوئے ہیں"۔

علاوہ بریں یہ تمام لوازمات عود سوزی وغیرہ ثابت ہیں بوقت ذکر احادیث
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجتہدان امت سے۔

کَمَا فِی الشِّفَاءِ لِقَاضِیْ عِیَاضٍ
قَالَ مُطَرِّفٌ اِذَا اَتَی النَّاسُ مَالِکًا
خَرَجَتْ اِلَیْھِمُ الْجَارِیَۃُ فَتَقُوْلُ لَھُمْ
یَقُوْلُ لَکُمُ الشَّیْخُ تُرِیْدُوْنَ الْحَدِیْثَ
اَوِ الْمَسَائِلَ فَاِنْ قَالُوا الْمَسَائِلَ
خَرَجَ اِلَیْھِمْ وَاِنْ قَالُوا الْحَدِیْثَ
دَخَلَ مُغْتَسَلَہٗ وَاغْتَسَلَ وَتَطَیَّبَ
وَلَبِسَ ثِیَابًا جُدُدًا وَلَبِسَ سَاجَۃً
وَتَعَمَّمَ وَوَضَعَ عَلٰی رَأْسِہٖ رِدَائَہٗ
وَتُلْقٰی مِنَصَّۃٌ فَخَرَجَ فَجَلَسَ عَلَیْھَا
وَعَلَیْہِ الْخُشُوْعُ وَلَا یَزَالُ یُبَخَّرُ بِالْعُوْدِ
حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ غَیْرُہٗ وَلَمْ یَکُنْ
یَدْرُسُ عَلٰی تِلْکَ الْمِنَصَّۃِ اِلَّا اِذَا حَدَّثَ عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انتھی

شفا میں ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ فرمایا مطرف رحمہ اللہ نے کہ امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی کچھ پوچھنے کو آتا
آپ لونڈی سے فرماتے دریافت کرو کہ کوئی
مسئلہ پوچھتا ہے یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سنا چاہتا ہے۔ اگر وہ مسئلہ پوچھتا
تو آپ باہر تشریف لاکر بتا دیتے اور اگر حدیث
سُننا چاہتا غسل فرماتے خوشبو لگاتے نئے
کپڑے پہنتے عبا زیب تن فرماکر عمامہ باندھتے
اور اُسپر چادر اوڑھکر نہایت خشوع اور خضوع
کے ساتھ خاص منبر پر رونق افروز ہوتے اور
عود اور عنبر سلگاتے جاتے اور حدیث رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے
انتہی۔

لہٰذا بوقت خاص ذکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہ لوازم یعنی خوشبو سلگانا اور چھڑکنا مستحب ہوا بجہت استحباب سلف وپسند کرنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خوشبو کو اور اباحت فرش وفروش ودیگر اسباب عیش ونشاط ثابت ہے بعبارۃ النص قرآن مجید سے

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَفِي تَفْسِيْرِ الْبَيْضَاوِيِّ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ مِنَ الثِّيَابِ وَسَائِرِ مَا يُتَجَمَّلُ بِهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ مِنَ النَّبَاتَاتِ كَالْقُطْنِ وَالْكَتَّانِ وَمِنَ الْحَيَوَانِ كَالْحَرِيْرِ وَالصُّوْفِ وَمِنَ الْمَعَادِنِ كَالدُّرُوْعِ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ الْمُسْتَلَذَّاتِ مِنَ الْمَاٰكِلِ وَالْمَشَارِبِ

چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرما دیجئے کون ہے وہ جو حرام کرے اللہ کی دی ہوئی زینت کو جنکو اللہ نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا۔ اور پاک چیزوں کو جو کھانے پینے کی ہیں فرما دیجئے یہ سب نعمتیں حلال ہیں ایمان والوں کے واسطے زندگی دنیا میں اور فقط ایمان والوں ہی کے لئے قیامت کے دن ایسی ہی بیان کرتے ہیں ہم نشانیں اُن لوگوں کے واسطے جو عالم ہیں۔ تفسیر بیضاوی میں ہے کہ مراد زینت سے تمام زینت کے کپڑے ہیں خواہ وہ سوتی ہوں یا صوف وغیرہ کے اور خواہ وہ قسم زرہ سے اور پاک رزقوں سے مراد تمام کھانے پینے کی لذت دار چیزیں ہیں اور مفصل بیان اس آیۃ کریمہ کا مقدمہ اول اور کچھ بحث بدعت حسنہ میں ہو چکا۔[۱]

اور بہت ظاہر ہے کہ تعظیم ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعظم شعائر اسلام و دلائل محبت خیر الانام سے ہے۔ چنانچہ اسی بناپر حضرت امام ابوشامہ استاذ امام نووی علیہما الرحمۃ اپنی کتاب موسوم الباعث علی انکار البدع والحوادث میں بدینطور تحریر فرماتے ہیں

وَمَا يُفْعَلُ فِيْ يَوْمِ الْمُوَافِقِ لِيَوْمِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰلِهٖ مِنَ الصَّدَقَاتِ وَاِظْهَارِ الزِّيْنَةِ وَالسُّرُوْرِ فَاِنَّ ذٰلِكَ

اور چونکہ اُس دن میں جو حضور کی ولادت کے دن خیرات اور صدقات سے کیا جاتا ہے آپکے حضور میں ثواب پیش کرنے کی نیت سے

[۱] اور جان لینا چاہیے کہ اس آیۃ کریمہ سے جواز تقسیم شیرینی بھی محفل مولد میں بطریق اولیٰ ثابت ہے۔ منہ ۱۲

مَعَ مَا فِيْهِ مِنَ الْاِحْسَانِ مُشْعِرٌ بِمَحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعْظِيْمِهٖ فِىْ قَلْبِ فَاعِلِ ذَالِكَ وَشُكْرًا لِلّٰهِ عَلٰى مَا مَنَّ بِهٖ مِنْ اِيْجَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ انتہیٰ۔

اور جو کچھ زینت و خوشی اس دن میں کیجاتی ہے علاوہ اسکے کہ اس میں بہت سے نیک کام ہوتے ہیں اس میں تعظیم اور محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی اظہار ہے مومن کے دل سے اور ادائے شکر ہے آپ کی پیدائیش کا جو بہت بڑی نعمت ہے مومنوں کے حق میں۔

اور قیام تعظیم سید الانام برائے اظہار سرور بجوش شادمانی میلاد شریف محفل میلاد میں خصوصاً بوقت ذکر ولادت خاتم الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام۔ پس ثابت ہے کتاب اللہ سے اسواسطے کہ یہ قیام بلاشبہ مبالغہ ہے آپ کی تعظیم و اکرام میں اور مبالغہ آپ کی تعظیم و اکرام میں ثابت ہے نص کتاب اللہ سے۔

قَالَ الْقَاضِىْ فِى الشِّفَاءِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ فَاَوْجَبَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ تَعْزِيْرَهٗ وَتَوْقِيْرَهٗ وَاَلْزَمَ اِكْرَامَهٗ وَتَعْظِيْمَهٗ قَالَ الْمُبَرِّدُ تُعَزِّرُوْهُ تُبَالِغُوْا فِىْ تَعْظِيْمِهٖ انتہیٰ۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں تحریر فرماتے ہیں فرمایا اللہ جلشانہ نے بیشک ہمنے تمکو بھیجا گواہ بناکر دیکھنے والا حالات امت کا اور بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا تاکہ ایمان لاؤ تم اللہ اور اللہ کے رسول پر اور مبالغہ کرو تم تعظیم اور توقیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ اس آیۃ میں اللہ نے اپنے محبوب کی امتیوں پر تعظیم و توقیر واجب اور لازم فرمادی۔ علامہ مبرد فرماتے ہیں کہ معنے تُبَالِغُوْا کے یہ ہیں کہ اے امتیو تم پر لازم ہے کہ ہمارے محبوب کی بیحد تعظیم کرو۔

یعنی تعزیر لغت اضداد سے ہے کما فی القاموس والتعزیر ضرب دون الحد اوھو اشد الضرب والتفخیم والتعظیم ضدٌ۔ اور یہاں اسکے معنے تعظیم و توقیر کے مراد ہیں اور اختیار باب تفعیل اسجگہ بدلالت سیاق کلام و قرینہ مقام واسطے مبالغہ کے ہے اسواسطے کہ وہ اکثر واسطے مبالغہ کے آتا ہے کما ھو مشروح فی متون الصرف

وفعّل للتکثیر غالباً شافیہ یعنی مبالغہ را کر بلائی پس ثابت ہوا اس آیۃ کریمہ سے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مبالغہ کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب کی تعظیم میں مبالغہ مطلوب و محبوب ہے۔ چنانچہ موافق اسی آیت کے بجہت امتثال امر الٰہی تعظیم حضرت رسالت پناہی میں مبالغہ صحابہ کرام اور سلف صالحین بیش از حد اظہر من الشمس ہے جیسا کہ انشاء اللہ العزیز روایات شفا وغیرہ کتب سیر سے عنقریب معرض بیان میں آویگا خاصکر روایت آنیہ عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تو یہی مضمون ہے کہ جسقدر صحابہ کرام آپ کی تعظیم و اکرام کرتے تھے نہ کسریٰ کی یہ تعظیم ہوتی دیکھی نہ قیصر کی نہ نجاشی کی اور نہ کسی بادشاہ کی بادشاہوں میں سے۔ اور جب ثابت ہوا مبالغہ تعظیم و تکریم رسول کریم میں نص کتاب اللہ اور قول و فعل صحابہ رسول خدا سے اور یہ کہ مبالغہ تعظیم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم میں مطلوب و محبوب ہے اللہ تعالیٰ کو اور ہوا قیام خواص و عوام محفل میلاد خیر الانام میں خاصکر وقت ذکر ولادت شریف کے بوقت غایت فرحت و سرور اور نہایت خوشی و شادمانی موفور کے مبالغہ فی التعظیم تو ثابت ہوا مستحب اور مستحسن ہونا اس قیام کا کتاب اللہ اور آثار صحابہ رسول اللہ سے بلکہ اگر نظر کریں طرف صیغہ امر کی آیۃ کریمہ میں جو موضوع ہے اصل میں واسطے وجوب اور الزام کے وَقَدْ اَشَارَ اِلَیْہِ الْقَاضِیْ اور اشارہ کیا ہے اسطرف قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اور طرف حدیث عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ عَضُّوْا عَلَیْہَا بِالنَّوَاجِذِ یعنی لازم پکڑو تم میری اور میرے خلفا کی سنت کو بلکہ خلفا کی سنت پر اپنی کچلی گاڑھ دو تو یہ قیام تعظیمی محفل میلاد جو مروج ہے ہر بلاد اسلام میں واجب و سنت ہوا۔ اور اگر واجب و سنت نہیں تو کم از کم مستحب اور موجب اجر عظیم تو بمقتضاء صیغہ امر ضرور ہے اور ادنیٰ درجہ اباحت میں تو کوئی کلام کر ہی نہیں سکتا۔

دلیل ثانی

اللہ تعالیٰ امر وارشاد فرماتا ہے فرحت اور سرور کا ساتھ آنے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم کے اس دار دنیا میں اور ساتھ ظہور ذات مطہر اس رحمۃ العالمین کے

قَالَ تَعَالٰی یٰاَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ	فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے لوگو تحقیق آچکی تمہاری طرف مجسم نصیحت تمہارے رب کیطرف سے اور

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔

موجب شفاء سینہ کی بیماریوں کے لئے اور ہدایت اور رحمت مجسم مومنوں کے واسطے فرما دیجئے اے ہمارے حبیب کہ اللہ کے فضل اور رحمت کے ظاہر ہونے پر جو ذات مقدس رسول اللہ ہے خوب خوشی کرو۔ وہ خوشی تمہارے لئے جسقدر بھی مال و دولت جمع کرو اس سے بہتر ہے

۴ اور اطلاق رحمت کا اوپر ذات مطہر نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے شائع و ذائع ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَفِى الْمِشْكٰوةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ۔ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْكَاشِفِيُّ فِىْ تَفْسِيْرِهٖ۔ گفتہ اند کہ فضل قرآنست و رحمت آنکہ مارا از اہل آں گردانید یا رحمت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم است۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اور نہیں بھیجا ہمنے تمکو مگر رحمت مجسم بنا کر عالم کے لوگوں کے واسطے اور مشکوٰۃ شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا اسکے نہیں کہ میں رحمت ہوں سراپا ہدایت۔ علامہ کاشفی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آیۃ کریمہ میں فضل سے مراد قرآن ہے اور رحمت سے مراد یہ ہے کہ ہمکو پیرو قرآن کا بنایا۔ یا مراد رحمت سے ذات مقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

پس حاصل معنے اس آیہ کریمہ کے یہ ہوئے کہ کہدو مومنین و مسلمین سے کہ خوشی کریں اور مفرح و مسرور ہوں ساتھ ظہور ذات مطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے کہ وہ عین رحمت ہیں واسطے عالم کے اور ساتھ اسبات کے کہ ایسی مجسم رحمت کو تمہیں نبی کر کے بھیجا اور ساتھ قرآن مجید کے۔ اور جب اس آیۃ میں اظہار فرح و سرور وقت حصول امور موجب فرحت و سرور اور مژدہ بشارت ثابت ہوا تو اب جان لو کہ وقت حصول امور موجب فرحت و سرور و مژدہ بشارت واسطے اظہار فرحت و سرور کے قیام کرنا اور کھڑا ہونا اور اس قیام کا سامان اظہار فرح و سرور سے ہونا ثابت ہے حدیث صحیح بخاری سے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي حَدِيْثِ الْإِفْكِ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ
فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلُ
كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ
بَرَّأَكِ فَقَالَتْ أُمِّيْ قُوْمِيْ إِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ الْقَسْطَلَانِيُّ أَيْ لِأَجْلِ
مَا بَشَّرَكِ بِهِ۔

بخاری شریف کی حدیث افک میں ہے
عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب
منافقوں کی تہمت سے میرے بری کرنیکے
واسطے اللہ جلشانہ نے اپنے محبوب پر
وحی نازل کی جب کیفیت نازل ہونے وحی
سے آپ نے فرصت پائی آپ ہنستے ہوئے
جو اول کلام فرمایا وہ یہ تھا کہ اے عائشہ
اللہ نے تمکو بری کر دیا۔ یہ سنکر میری ماں نے
کہا کہ حضور کی بشارت رسانی کے شکریہ کے لئے حضور کیطرف کھڑی ہو جاؤ۔

پس قیام بجہت حصول بشارت کے جب اسباب اظہار فرح وسرور سے ہوا اور وقت حصول
بشارت اور سرور کے قیام کرنا اس حدیث سے ثابت ہوا۔ تو اب ہم کہتے ہیں کہ قیام کرنا محفل
میلاد شریف میں نہیں ہے مگر واسطے اظہار فرحت وسرور کے اور بسبب حصول خوشخبری اور
بشارت ولادت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور جب خوشی کرنا اور اظہار فرح وسرور
کرنا وقت حصول ایسی خوشخبری کے جو موجب فرح وسرور ہو آیت سے مامور بہ ہوا۔ اور
قیام کرنا ایسے وقت میں جملہ اسباب اظہار فرح وسرور سے ہو جب اس حدیث صحیح مذکورہ کے
ثابت اور قیام کرنا محفل میلاد میں نہ ہوا مگر اسی غرض سے یعنی بغرض اظہار فرح وسرور
تو ثابت ہوا اس قیام کا مستحسن ومحبوب بلکہ مامور بہ ہونا اس آیت مذکورہ اور اس حدیث
نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے۔

دلیل ثالث - اور نیز قیام ہذا کا مستحب ومستحسن ہونا ثابت ہے احادیث صحیحہ سے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً
فَعُمِلَ بِهِ بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ
مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے
اسلام میں نیک طریقہ نکالا اور اسکے بعد اسپر
عمل کیا گیا تو جتنے لوگ اسپر عمل کرینگے بغیر اسکے
کہ کسیکے ثواب میں کمی کیجاوے اللہ اپنے پاس سے

وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ
بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا
وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ بِطُرُقٍ شَتَّى وَفِي رِوَايَةٍ بِلَفْظٍ آخَرَ
قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِهَا هٰذَانِ الْحَدِيثَانِ
صَرِيحَانِ فِي الْحَثِّ عَلَى اسْتِحْبَابِ سَنِّ
الْأُمُورِ الْحَسَنَةِ وَتَحْرِيمِ سَنِّ الْأُمُورِ
السَّيِّئَةِ وَأَنَّ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً
كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ كُلِّ مَنْ يَعْمَلُ بِهَا
إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَأَنَّ مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى
كَانَ لَهُ مِثْلُ أُجُورِ تَابِعِيهِ أَوْ إِلَى ضَلَالَةٍ
كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ تَابِعِيهِ سَوَاءٌ كَانَ
ذٰلِكَ الْهُدٰى وَالضَّلَالَةُ هُوَ الَّذِي
ابْتَدَأَهُ أَمْ كَانَ مَسْبُوقًا عَلَيْهِ وَسَوَاءٌ
كَانَ ذٰلِكَ تَعْلِيمَ عِلْمٍ أَوْ عِبَادَةٍ أَوْ أَدَبٍ
أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ انتهى۔

اور نیک طریقہ نکالنے والے کو ان سب
کی برابر ثواب دیتا ہے اور یہی حال ہے
برا طریقہ نکالنے والے کا۔ روایت کیا
اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے کئی سندوں سے
علامہ نووی رحمہ اللہ ان حدیثوں کی شرح
میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آمادہ فرمایا
ہے اپنے امتیوں کو نیک طریقہ کے نکالنے
کے استحباب پر اور برے طریقہ کے نکالنے کی
حرمت پر خواہ وہ نیک طریقہ بالکل نیا ہو
یا مٹے ہوئے کو پھر جاری کیا ہو۔ خواہ وہ
تعلیم علم کا طریقہ ہو یا عبادت کا۔ یا کسی
ادب کا یا اسکے سوا کچھ اور ہو۔
اور ایسا ہی تحریر فرمایا ہے جناب مولنا
شاہ محمد اسحاق علیہ الرحمۃ نے بیچ مائۃ مسائل کے
بجواب سوال (پنجاہ ونہم) ۵۹ ۔ بدعت حسنہ

محدود است بوقت من الاوقات یا غیر محدود است الی یوم القیامۃ۔ جواب غیر محدود است
عند القائل بتقسیمہا بحدیث من سن سنۃ الخ انتہی۔ اسیطرح جو قائل تقسیم کے نہیں ہیں بلکہ
مطلقاً ہر بدعت کو گمراہی اور ضلالت کہتے ہیں اور جن امور کو وہ بدعت حسنہ واجبہ یا مستحبہ انکو
مطلقاً واجب یا سنت یا مستحب کہتے ہیں انکے نزدیک بھی ایسے نئے کاموں کا جاری کرنا
غیر محدود ہے ساتھ کسی زمانہ کے زمانوں سے خواہ وہ قرون ثلثہ ہو یا علاوہ انکے۔ لہذا
مجلس میلاد اور قیام بوقت ذکر ولادت باسعادت کسی بھی زمانہ میں متعارف علماء و صلحاء عرب و
غرب روم و شام ہند و سندھ ہو بدعت مستحبہ ہو گا یا مستحب اسلیکہ حدیث حسن ہے ما راٰہ المومنون

فَهُوَ عِنْدَ اللہِ حَسَنٌ۔ اور اشباہ والنظائر میں ہے۔

اَلْعَادَۃُ مُحَکَّمَۃٌ وَاَصْلُہَا قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَہُوَ عِنْدَ اللہِ حَسَنٌ وَفِیْ رَدِّ الْمُحْتَارِ اَنَّ الْعُرْفَ اِنَّمَا صَارَ حُجَّۃً بِالنَّصِّ وَھُوَ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللہِ حَسَنٌ

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس امر کو مومن اچھا سمجھیں اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے عادت وعرف اہل اسلام معتبر ہے اور اصل اسکی وہی حدیث مذکورہ ہے مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ الخ اور رد محتار میں ہے کہ تعامل اور عرف اہل اسلام کا اعتبار حدیث ظاہر الدلالۃ کے ساتھ ہے جو حدیث ابھی گذر چکی ہے۔

اور پوری بحث بدعت حسنہ کی معہ بیان احادیث فضائل اہل عرب وعرب اہل مدینہ گذر چکی۔

دلیل رابع۔ استحباب اور استحسان صورت بنانے اور مشابہت واقعہ مرویہ حسنہ کا وقت تماثل اور مشابہ اسوقت خیر وبرکت میں بیہان نیت وقصد ثابت ہے زمانہ صحابہ کرام سے ابتک نزدیک جمہور سلف وخلف کے۔

کَمَا اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ عَنْ مُوْسَی ابْنِ اَبِیْ عَائِشَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِیْلِ شِدَّۃً وَ[illegible] مِمَّا یُحَرِّکُ شَفَتَیْہِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فَاَنَا اُحَرِّکُہُمَا لَکَ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُحَرِّکُہُمَا وَقَالَ سَعِیْدٌ اَنَا اُحَرِّکُہُمَا کَمَا رَاَیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا یُحَرِّکُہُمَا فَحَرَّکَ

چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ ایک طویل حدیث میں موسی بن ابو عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے حدیث کی سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیۃ کریمہ لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ الخ کے متعلق کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے وقت نازل ہونے وحی کے۔ وحی یاد کرنے میں حضور کو تکلیف ہوتی تھی۔ اور آپ یاد کرنے کی غرض سے تو لب مبارک ہلاتے جاتے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں تمکو اپنے ہونٹ ہلا کر دکھائے دیتا ہوں جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے

كَشَفَتَيْهِ انتهى - وَفِي رَسَالَةِ الْمُسَلْسَلَاتِ لِلشَّيْخِ وَلِيِّ اللّٰهِ الْمُحَدِّثِ الدِّهْلَوِيِّ فِي أَوَّلِ حَدِيْثٍ مِنْ أَحَادِيْثِ الْمُسَلْسَلَاتِ بِحَرْفِ الْعَيْنِ فِي أَوَّلِ إِسْمِ كُلِّ رَاوٍ قَالَ الْفَقِيْرُ وَلِيُّ اللّٰهِ وَقَدْ سَمّٰى نَفْسَهُ عَبْدَ اللّٰهِ شَافَهَنِي السَّيِّدُ عُمَرُ الخ وَ ايضاً فِيْهِ فِي حَدِيْثِ الْمُسَلْسَلِ بِيَوْمِ عِيْدٍ فِي غَالِبِهِ قَالَ الْفَقِيْرُ وَلِيُّ اللّٰهِ شَافَهَنِي اَبُوْ طَاهِرٍ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِي يَوْمِ عِيْدٍ فِعْلاً فَاِجَازَةً عَنِ الشَّيْخِ اَحْمَدَ النَّخْلِيِّ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِعْلاً بِيَوْمِ عِيْدٍ فَاِجَازَةً قَالَ سَمِعْتُ الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ الْعَلَاءِ الْبَابِلِيَّ بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فِي يَوْمِ عِيْدِ الْفِطْرِ

لب مبارک ہلایا کرتے تھے اور حضرت موسی فرماتے ہیں کہ حضرت سعید نے یہ حدیث بیان کرکے فرمایا میں اسیطرح ہونٹ ہلاکر دکھلائے دیتا ہوں جیسے مینے عبداللہ بن عباس کو دیکھا تھا کہ انہوں نے یہ حدیث بیان فرماکر مجھکو اپنے ہونٹ ہلاکر دکھلائے تھے انتہی اور رسالہ مسلسلات مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اول حدیث مسلسل بحرف العین میں ہے۔ فقیر ولی اللہ کہتا ہے کہ میں اپنا نام عبداللہ رکھکر بیان کرتا ہوں کہ مجھسے بیان کیا میرے اُستاد سید عمر نے (اور میرے عبداللہ نام رکھنے کی وجہ یہی ہے کہ میری اس سند میں جتنے راوی ہیں سب کے اول نام میں حرف عین ہے)۔

اور پھر دوسری حدیث مسلسل بروز عید میں فرماتے ہیں کہ مجھسے روایت کی میرے اُستاد ابوطاہر مدنی نے اسطرح کہ میں تمکو اس حدیث کے بیان کرنے کی اجازت عید کے دن کے ساتھ دیتا ہوں اگرچہ فی الواقع آج عید کا دن نہیں ہے جیسے مجھکو اجازت دی تھی میرے شیخ احمد نخلی نے عید کا دن فرضی مقرر کر کر اگرچہ واقع میں عید کا دن نہ تھا۔ پھر فرمایا سنا میں نے اپنے شیخ محمد ابن علی بابلی سے مسجد حرام میں عید الفطر کے دن۔ اسی طرح ساری سند بیان کرکے بعد میں حدیث بیان کی ؟

اب منجملہ دیگر احادیث مسلسلات جسکی کوئی سند صوفیوں کے ساتھ مسلسل ہے کسی میں تسلسل علماء شافعیہ کے ساتھ ہے کسی میں علماء اشاعرہ کے ساتھ۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اب میں وہ اپنی سند خاص لکھتا ہوں جو مسلسل ہے ساتھ دعوت کھجور اور پانی کے۔

قَالَ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدٌ دِيْدَارُ عَلِيٍّ بْنِ نَجَفِ عَلِيٍّ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمَا

حدثنا مولنا العبد الغنی البهاری
ثم المدنی واضافنی بالماء والتمر قال
اضافنی قبل التحدیث الشیخ المعمر مولانا
القاری عبد الرحمن الفانی فتی قال کذالک
اضافنا الشاہ محمد اسحاق الدھلوی
ثم المهاجر المکی بالتمر والماء قال اضافنا
فرید عصرہ الشیخ عبد العزیز المحدث
الدھلوی بالاسودین التمر والماء قال
اضافنا الشیخ ولی اللہ المحدث الدھلوی
بالاسودین التمر والماء قال اضافنا شیخنا
ابو طاہر بالاسودین التمر والماء کذالک
الی اخر السند حتی قال فی اخرہ قال
علی ابن حسین ابن علی اضافنی ابی
قال اضافنی ابی علی رضی اللہ عنہ
علی الاسودین التمر والماء قال اضافنی
علی کرم اللہ وجهه علی الاسودین التمر
والماء قال اضافنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی الاسودین التمر والماء
وقال من اضاف مؤمنا فکانما اضاف
ادم ومن اضاف مؤمنین فکانما اضاف
ادم وحواء ومن اضاف ثلثة فکانما
اضاف جبرئیل ومیکائیل واسرافیل
ومن اضاف اربعة فکانما قرأ التوراة

کہتا ہے عبد الضعیف ابو محمد محمد دیدار علی شہدی
حنفی نقشبندی قادری کہ حدیث کی مجھسے مولنا
عبد الغنی بہاری مہاجر مدنی نے اور ضیافت کی
میری ساتھ پانی اور کھجور کے پھر فرمایا اسیطرح
قبل حدیث بیان کرنیکے ضیافت کی تھی میری
ساتھ کھجور اور پانی کے مولانا قاری عبد الرحمن
پانی پتی نے اور فرمایا اُنہوں نے اسیطرح ضیافت
کی تھی میری مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی
ثم المکی نے ساتھ کھجور اور پانی کے اور فرمایا
اُنہوں نے اسیطرح ضیافت کی تھی میری
مولنا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے ساتھ
کھجور اور پانی کے فرمایا اُنہوں نے اسیطرح
ضیافت کی تھی میری مولانا شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی نے ساتھ کھجور اور پانی کے فرمایا اُنہوں نے
اسیطرح ضیافت کی تھی میری کھجور اور پانی کے
ساتھ شیخ ابو طاہر مدنی نے اسیطرح اخیر سند
تک سب راوی اپنے اُستادوں سے حدیث
سُننے سے پہلے ذکر ضیافت کھجور اور پانی
کرتے چلے گئے ہیں یہانتک کہ اخیر سند میں
بعد ذکر ضیافت حضرت علی بن حسین ابن
علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ضیافت کی میری
میرے والد حسین رضی اللہ عنہ نے ساتھ کھجور اور پانی
کے پھر فرمایا اسیطرح ضیافت کی تھی میری میرے

وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ وَمَنْ اَضَافَ
خَمْسَةً فَكَاَنَّمَا صَلَّى الصَّلٰوةَ الْخَمْسَ
فِى الْجَمَاعَةِ مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ خَلَقَ اللّٰهُ
الْخَلْقَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ اَضَافَ
سِتَّةً فَكَاَنَّمَا اَعْتَقَ سِتِّيْنَ رَقَبَةً
مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ عَ وَمَنْ اَضَافَ سَبْعَةً
غُلِّقَتْ عَنْهُ سَبْعَةُ اَبْوَابِ جَهَنَّمَ
وَمَنْ اَضَافَ ثَمَانِيَةً فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ
اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَمَنْ اَضَافَ تِسْعَةً
كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ حَسَنَاتٍ بِعَدَدِ مَنْ
عَصَاهُ مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ اَضَافَ
عَشَرَةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ مَنْ صَلّٰى وَصَامَ
وَحَجَّ وَاعْتَمَرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

والد ماجد علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ کھجور اور
پانی کے اور فرمایا اسیطرح ضیافت
کی تھی میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ساتھ کھجور اور پانی کے اور فرمایا تھا جس
شخص نے ضیافت کی کسی مومن کی گویا
ضیافت کی اس نے آدم علیہ السلام کی
اور جس نے ضیافت کی دو مومنوں کی
گویا ضیافت کی اس نے حضرت آدم
اور حواء علیہما السلام کی اور جس نے ضیافت
کی تین کی گویا ضیافت کی اس نے
جبرئیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام
کی اور جس نے ضیافت کی چار کی گویا ختم
کیا اس نے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن
کو اور جس نے ضیافت کی پانچ کی گویا نماز
پنجگانہ باجماعت پڑھی اس نے روز ازل سے قیامت تک اور جس نے ضیافت کی چھ
کی گویا آزاد کئے اس نے ساٹھ غلام اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے اور جس نے ضیافت
کی سات کی بند کر دئے جاتے ہیں اس سے ساتوں دروازے دوزخ کے اور جس نے
ضیافت کی آٹھ کی کھولدئے جاتے ہیں واسطے اسکے آٹھوں دروازے جنت کے
اور جس نے ضیافت کی نو کی لکھی جاتی ہیں واسطے اسکے نیکیاں بقدر گنتی تمام دنیا کے
گنہگاروں کی ازل سے قیامت تک جو گذرے اور گذرینگے اور جس نے ضیافت کی
دس کی اسکو اللہ ازل سے قیامت تک کے نمازیوں اور روزے داروں اور
حاجیوں اور عمرہ گذاروں کے نماز روزہ حج اور عمرہ کی برابر ثواب عطا
فرماتا ہے۔

اور علی ہذا تمام رسالہ مسلسلات شیخ ممدوح اسی قسم کی احادیث سے کہ اسانید انکے بنائے صورت
واقعہ مرویہ پر زمانہ صحابہ کرام سے الی یومنا ہذا لغایت مراتب وضوح دال ہیں مملو ومشحون
مگر بخوف تطویل اسجگہ بطور مشتے نمونہ خروارے نقل کردیئے اسیقدر ایک دو اسناد
احادیث مذکور بلکہ دو سہ اسامی رواۃ اسانید مذکورہی پر کفایت کی گئی ورنہ تمام اسامی
اسانید مسطورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اسیطرح مسلسل بیوم عید وغیرہ چلے
جاتے ہیں جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو رسالہ مذکور کو مطالعہ کرے۔ اور چونکہ بمجرد
اطلاع قرب ساعت ولادت باسعادت سے پہلے یا ظہور نور پرسرور حضور تک
تمام ملائکہ اور حوران بہشت اور حضرت آسیہ رضی اور مریم بغرض تعظیم رسولکریم صلے اللہ علیہ
وسلم باادب تمام کھڑے ہوئے تھے۔ تمام اہل اسلام بلاد ہند اور عرب اور شام بھی انکی
مشابہت حاصل کرنے کی نیت سے صلوٰۃ وسلام پڑہتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں
اور ثبوت اس امر کا کہ ملائکہ علیہم السلام اور حوران بہشتی بوقت ولادت باسعادت
بغرض اظہار تعظیم ومسرت کھڑے ہوئے تھے یہ ہے۔

فِیْ سِیْرَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ وَالطَّرِیْقَۃِ الْاَحْمَدِیَّۃِ
وَفِی الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِیَّۃِ اَنَّہٗ ذَکَرَ اَبُوْسَعِیْدٍ
عَبْدُ الْمَلِکِ النَّیْسَافُوْرِیُّ فِیْ کِتَابِہٖ
الْکَبِیْرِ کَمَا نَقَلَ عَنْہُ صَاحِبُ کِتَابِ
السَّعَادَۃِ وَالْبُشْرٰی فِیْ حَدِیْثِہِ الطَّوِیْلِ
وَرَوَاہُ اَبُوْنُعَیْمٍ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ کَانَتْ اٰمِنَۃُ تُحَدِّثُ وَتَقُوْلُ
اَتَانِیْ اٰتٍ حِیْنَ مَرَّ بِیْ مِنْ حَمْلِیْ سِتَّۃُ
اَشْهُرٍ فِی الْمَنَامِ وَقَالَ یَا اٰمِنَۃُ اِنَّکِ
حَمَلْتِ بِخَیْرِ الْعَالَمِیْنَ فَاِذَا وَلَدْتِیْہِ
فَسَمِّیْہِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سیرۃ محمدیہ وطریقہ احمدیہ مؤلف مولٰنا
کرامت علی جونپوری اور مواہب لدنیہ
اور کتاب السعادت والبشرٰی میں ہے
کہ ابوسعید عبدالملک نیساپوری اپنی
کتاب کبیر میں حدیث طویل میں نقل فرماتے
ہیں اور اس حدیث کو ابونعیم نے بھی نقل
کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے
تھے کہ حضرت آمنہ والدہ ماجدہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتی تھیں کہ جب میرے
حمل کی مدت چھ مہینے کو پہونچی تو ایک
غیبی آنیوالے نے مجھ سے آکر کہا کہ تم انکے ساتھ

وَقَالَتْ ثُمَّ لَمَّا اَخَذَنِیْ مَا یَأْخُذُ النِّسَاءُ رَأَیْتُ نِسْوَۃً کَالنَّخْلِ طُوَلاً کَاَنَّھُنَّ مِنْ بَنَاتِ عَبْدِ مَنَافٍ یُحْدِقْنَ بِیْ فَبَیْنَا اَنَا اَتَعَجَّبُ وَاَقُوْلُ وَاغَوْثَاہُ مِنْ اَیْنَ عَلِمْنَ بِیْ قَالَ فِیْ غَیْرِ ھٰذِہِ الرِّوَایَۃِ فَقُلْنَ لِیْ نَحْنُ اٰسِیَۃُ اِمْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ وَمَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاَنَّ ھٰؤُلَاءِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ وَاشْتَدَّ الْاَمْرُ وَاَنَا اَسْمَعُ الْوَجْبَۃَ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ اَعْظَمَ مِمَّا تَقَدَّمَ فَبَیْنَمَا اَنَا کَذٰلِکَ اِذَا بِدِیْبَاجٍ اَبْیَضَ قَدْ مُدَّ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَائِلٌ یَقُوْلُ خُذُوْہُ عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ قَالَتْ وَرَاَیْتُ رِجَالاً قَدْ وَقَفُوْا فِی الْھَوَاءِ بِاَیْدِیْھِمْ اَبَارِیْقُ مِنْ فِضَّۃٍ۔ انتہی مختصراً۔

و فی معارج النبوۃ۔ وجمعی مرداں دیدم کہ در ہوا ایستادہ بودند۔ وہکذا فی مدارج النبوۃ۔

حاملہ ہوئی ہو جو بہتر ہیں تمام عالم سے۔ جب تم انکو جنو تو انکا نام نامی محمد صلے اللہ علیہ وسلم رکھنا۔ پھر جب مدت حمل ختم ہوئی اور درد زہ پیدا ہوا تو مینے بہت سی لمبی قد کی عورتیں مثل کھجور کے درخت کی جو لڑکیوں عبد مناف سے مشابہ تھیں دیکھیں کہ میری طرف دیکھ رہی ہیں اور میں تعجب سے کہہ رہی تھی کہ انکو میری خبر کہاں سے ہو گئی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اُن عورتوں نے کہا کہ یہ آسیہ فرعون کی بیوی ہیں اور یہ مریم بیٹی عمران کی اور ہم سب حوران بہشت ہیں۔ یہ دیکھتے دیکھتے درد بڑھا اور بار بار ایک سے ایک بڑھکر میں آوازیں سُن ہی رہی تھی کہ یکایک زمین اور آسمان کے درمیان میں سفید کپڑا دیبا کا دور تک تن گیا اور مینے سنا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اس پیدا ہونے والے بچے کو اجنبی آدمیوں کی نگاہ سے چھپائے رکھو۔ اور مینے بہت سے آدمیوں کو دیکھا کہ چاندی کی چھاگلیں لئے ہوئے معلق درمیان زمین و آسمان کے کھڑے ہوئے تھے۔ انتہی مختصراً۔ اور یہی مضمون مدارج النبوۃ اور معارج النبوۃ میں بھی منقول ہے۔

اور استحباب صورت بتانے اور مشابہت حاصل کرنیکا نیکوں کے ساتھ علاوہ تعامل صحابہ کرام اور محدثین کے ثابت ہے ان احادیث صحیحہ سے بھی۔ ابن ماجہ میں ہے

بَاكُوْا وَاِلَّا فَتَبَاكَوْا یعنی رووو اور رونا نہ آوے تو خوفِ خدا یا محبت خدا و رسول میں رونیوالوں کی صورت ہی بنالو" کہ صراحۃً امر ہے واسطے تشابہ و صورت بنانیکے ساتھ افعال حسنہ محسنین و مؤمنین کے وقت تعذر استحصال اُن امور حسنہ کے بہاں کیفیت تحدیث ہیمنی۔ اور حدیث مشتمل ذکر ولادت شریف حضور محدثین سلف و خلف مثل ابن حجر مکی و ملا علی قاری و امام جعفر برزنجی رضی اللہ عنہم وغیرہ سے کہ اقوال انکے انشاء اللہ العزیز عنقریب اس باب میں نقل کئے جاوینگے۔ اور نیز جملہ محدثین حرمین شریفین عرب و غرب زمانہ ہذا سے جنکے فتووں کی نقل آخر رسالہ ہذا میں انشاء اللہ العزیز درج کیجاوینگی مسلسل بقیام بمجرد استماع و اطلاع ذکر ولادت خیر الانام صلے اللہ علیہ وسلم تا اختتام ذکر ولادت خیر و برکت التیام بوقت اجتماع ہر خاص و عام باستماع فضائل سید الانام باحسن وجوہ ثابت نہیے۔ اگر کوئی کہے کہ احادیث مسلسل میں اتباع او تشابہ اُس واقعہ کا ہوتا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے روایت کیا جاوے۔ اور قیام مع دیگر لوازم نہ مشابہ قیام مرویہ کا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ صحابہ کرام سے اور تسلسل تشابہ اُس واقعہ کا جو فرشتوں سے وقوع میں آوے اہل حدیث میں نہیں پایا جاتا۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ کتب اصول حدیث میں بیان تعریف مسلسل عام ہے کہ تسلسل زمان صحابہ سے ہو یا بعد زمان صحابہ تابعین سے یا بعد زمان تابعین۔ اور تسلسل تشابہ شئے مرویہ عن الملائکہ ہو یا عن الصحابہ یا عن غیرہم۔

كَمَا فِي نُزْهَةِ النَّظَرِ وَقَدْ تَكُوْنُ التَّسَلْسُلُ فِي مُعْظَمِ الْاِسْنَادِ كَحَدِيْثِ الْمُسَلْسَلِ بِالْاَوَّلِيَّةِ فَاِنَّ السِّلْسِلَةَ يَنْتَهِيْ فِيْهِ اِلٰى سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ فَقَطْ وَمَنْ رَوَاهُ مُسَلْسَلًا اِلٰى مُنْتَهَاهُ فَقَدْ وَهِمَ انتهى وَفِيْ شَرْحِهٖ لِمُلَّا عَلِي الْقَارِيْ رحمہ اللہ

چنانچہ نزہتہ النظر شرح نخبہ میں ہے۔ کبھی تسلسل اوپر کی جانب سند میں ہوتا ہے جیسے حدیث مسلسل بالاولیت میں سلسلہ اول بیان کرنے حدیث مسلسل بالاولیت کا حضرت عبد اللہ ابن السلام رضی اللہ عنہ سے حضرت سفیان بن عیینہ تک ختم ہو جاتا ہے

قَالَ السَّخَاوِيُّ وَمِنَ الْمُسَلْسَلِ مَا هُوَ
نَاقِصُ التَّسَلْسُلِ اِمَّا فِيْ اَوَّلِهٖ اَوْ فِيْ
وَسْطِهٖ اَوْ اٰخِرِهٖ وَفِيْهِ بَعْدَ سَطْرٍ
وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْمُسَلْسَلَ مِنَ الْحَدِيْثِ
مَا تَوَارَدَ رِجَالُ اَسْنَادِهٖ وَاحِدًا فَوَاحِدًا
عَلٰى حَالَةٍ وَاحِدَةٍ سَوَاءٌ كَانَ تِلْكَ
صِفَةَ الرُّوَاةِ اَوِ الْاَسْنَادِ وَسَوَاءٌ مَا
وَقَعَ مِنْهُ الْاَسْنَادُ مُتَعَلِّقًا بِصِيَغِ الْاَدَاءِ
اَوْ مُتَعَلِّقًا بِضِمْنِ الرِّوَايَةِ اَوْ مَكَانِهَا
وَسَوَاءٌ كَانَ صِفَةَ الرُّوَاةِ قَوْلًا اَوْ
فِعْلًا اَوْ قَوْلًا وَفِعْلًا مَعًا انتهى۔

اور جس کسی نے اس حدیث کو مسلسل
بالاولیت آخیر تک نقل کیا ہے اسکا
وہ وہم ہے۔ (مترجم کہتا ہے ممکن ہے
کہ بیچ میں منقطع ہو گیا ہو اور اخیر میں
ہمارے سلسلہ کے محدثوں نے پھر اختیار
کر لیا ہو۔ چنانچہ ہمکو ہمارے بعض اسانیدہ
سے یہ حدیث مسلسل بالاولیت ہی
پہونچی ہے جو حضرت عبد اللہ ابن السلام
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے
ہیں جب حضور مدینہ طیبہ میں تشریف
لائے اور خدمت اقدس میں میں حاضر ہوا

وہ حدیث جو اول میں نے حضور سے سنی وہ یہ تھی اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ
وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ یعنی سلام کو خوب پھیلاؤ اور
آپسمیں السلام علیک کرتے رہو اور ہر ایک کو کھانا کھلاتے رہو اور صلہ رحمی اختیار کرو
اور جب لوگ سوتے ہوں راتوں کو تو نماز پڑھو)۔ اور شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ میں ہے
علامہ سخاوی فرماتے ہیں بعض مسلسل حدیث وہ ہے جسمیں تسلسل اول میں نہیں ہوتا ہے
اور بعض وہ ہے جسکے اوسط میں نہیں ہوتا ہے اور بعض کے آخر میں اور اوسی میں
بعد چند سطروں کے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسلسل حدیث وہ ہے کہ جسکے استاد کے
چند راوی یکے بعد دیگرے وقت بیان حدیث ایک حالت پر گزرے ہیں خواہ وہ
حالت راوی کی ذات کے ساتھ تعلق رکھتی ہو خواہ زمانہ بیان حدیث کے ساتھ
خواہ طریقہ بیان کے ساتھ خواہ کسی مکان خاص کے ساتھ اور خواہ وہ صفت
راوی کے قول و فعل کے ساتھ تعلق رکھتی ہو۔ یا دونوں (قول یا فعل) میں سے
ایک کے ساتھ۔ فقط

دلیل خامس۔ اور نیز استحباب قیام ہذا ثابت ہے باستحسان واستحباب فقہاء معتبرین ومحدثین سلف وخلف کہ بعض نے تو ان میں سے تصریح قیام ہذا بغایت تصریح کی ہے۔

كَمَا قَالَ عَلَّامَةُ ابْنُ حَجَرٍ الْمَكِّيُّ فِي مَوْلِدِهِ الْكَبِيرِ وَنَظِيرُ ذَالِكَ اَيِ الْبِدْعَةِ الْحَسَنَةِ الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهِ وَاَيْضًا قَالَ عَلَّامَةُ ابْنُ حَجَرٍ فِي كِتَابِهِ الْجَوَاهِرِ الْمُنْتَظِمِ تَعْظِيمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمِيعِ اَنْوَاعِ التَّعْظِيمِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا مُشَارَكَةُ اللّٰهِ فِي الْاُلُوهِيَّةِ اَمْرٌ مُسْتَحْسَنٌ عِنْدَ مَنْ نَوَّرَ اللّٰهُ اَبْصَارَهُمْ۔ وَقَالَ السَّيِّدُ الْاِمَامُ جَعْفَرُ الْبَرْزَنْجِيُّ فِي رِسَالَتِهِ عِقْدِ الْجَوَاهِرِ وَقَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ مَوْلِدِهِ الشَّرِيفِ اَئِمَّةٌ ذُوْ رِوَايَةٍ وَرُوْيَةٍ فَطُوبٰى لِمَنْ كَانَ تَعْظِيمُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَايَةَ مَرَامِهِ وَمَرْمَاهُ۔ انتهى۔ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْمُحَدِّثُ مُحَمَّدُ غَرْبٍ فِي مَوْلِدِهِ

وَذِكْرُ مَوْلِدِهِ يُسَنُّ قِيَامُنَا

اَدَبًا لَدَى اَهْلِ الْعُلُومِ تَاَكُّدًا

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ مُحَمَّدُ الرِّفَاعِيُّ الْمَدَنِيُّ فِي عِقْدِ الْمُفْرَدِ۔ **شعر**

چنانچہ علامہ ابن حجر مکی اپنے مولد کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ بدعت حسنہ کے افراد سے ایک قیام کرنا بھی ہے وقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اپنی کتاب جواہر المنتظم میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر قسم کی تعظیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمیں شرک فی الالوہیت نہ لازم آوے مستحب ومستحسن ہے نزدیک اُن لوگوں کے جنکی اللہ نے آنکھیں کھولدی ہیں۔ علامہ سید امام جعفر برزنجی اپنے رسالہ عقد الجواہر میں مستحسن فرماتے ہیں کہ بیشک قیام وقت ذکر ولادت مستحسن ہے نزدیک بہت سے اماموں دین متین کے جو صاحب روایات ودرایات گزرے ہیں خوشخبری ہو جیو اُس شخص کو جسکا نہایت مقصود دل کا تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ اور علامہ محدث محمد غرب اپنے مولد میں تحریر فرماتے ہیں۔ **شعر**

کھڑا ہونا بوقت ذکر مولد خاص سنت ہے

طریقہ عالموں کا ہے یہ راہ اہل ملت ہے

قَدْ قَالَتِ الْعُلَمَاءُ سُنَّ[1] قِيَامُنَا
فَرْضٌ لَدَى عُشَّاقِهِ لِمَنْ يُنْكِرُ

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَدَالِقِيُّ جَرَتْ عَادَةُ الْقَوْمِ بِالْقِيَامِ إِذَا انْتَهَى الْمَدَّاحُ إِلَى ذِكْرِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ بِدْعَةٌ مُسْتَحَبَّةٌ لِمَا فِيْهِ مِنْ إِظْهَارِ الْفَرَحِ وَالسُّرُوْرِ وَالتَّعْظِيْمِ۔ وَفِي سِيْرَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ مُصَنَّفُ مَوْلَانَا كَرَامَتْ عَلِيْ صَاحِبِ دِهْلَوِيْ ثُمَّ جَوْنْفُوْرِيْ وَجَرَتْ عَادَةُ كَثِيْرٍ مِّنَ النَّاسِ أَنَّهُمْ إِذَا سَمِعُوْا بِذِكْرِ وَضْعِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ أَنْ يَّقُوْمُوْا تَعْظِيْمًا لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ وُجِدَ الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ اسْمِهِ الشَّرِيْفِ مِنَ الْإِمَامِ تَقِيِّ الدِّيْنِ السُّبْكِيِّ وَتَابَعَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ مَشَائِخُ الْإِسْلَامِ فِيْ عَصْرِهٖ وَمِنْ ثَمَّ قَالَ الْإِمَامُ أَبُوْ شَامَةَ شَيْخُ الْإِمَامِ النَّوَوِيِّ وَمِنْ أَحْسَنِ مَا ابْتُدِعَ فِيْ زَمَانِنَا مَا يُفْعَلُ كُلَّ عَامٍ فِي الْيَوْمِ الْمُوَافِقِ لِيَوْمِ مَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الصَّدَقَاتِ

علامہ محمد رفاعی مدنی اپنی کتاب عقد المفرد میں لکھتے ہیں۔ شعر۔

قیام ذکر مولد گرچہ سنت عالمونکی ہے
مگر ہے فرض اہل عشق کے مذہب میں بے حجت

علامہ مدالقی فرماتے ہیں کہ لوگوں کی عادت ہوگئی ہے کہ جب مداح ذکر ولادت تک پہونچے تو سب کھڑے ہوجاتے ہیں یہ امر بدعت مستحبہ ہے اسواسطے کہ اس قیام سے حضور کی ولادت کی خوشی ظاہر کرنا ہوتا ہے اور آپ کی تعظیم۔ اور سیرۃ محمدیہ مصنفہ مولانا کرامت علی دہلوی ثم جونفوری میں ہے کہ بہت سے آدمیوں کی عادت ہوگئی ہے جب آپکا ذکر ولادت سنتے ہیں بطریق تعظیم کھڑے ہوجاتے ہیں اور اول میں یہ قیام وقت سننے نام نامی کے امام تقی الدین سبکی سے ظہور میں آیا اور پھر اُنکے زمانہ کے بہت سے مشائخ اسلام نے انکی اس امر میں پیروی کی اسیواسطے امام ابوشامہ امام نووی علیہ الرحمۃ کے اُستاد فرماتے ہیں کہ بہترین اُن کاموں سے جو

[1] واضح ہو کہ ان دونوں محدثین کے اشعار میں مراد لفظ سنت سے استحباب ہے نہ کہ سنت موکدہ اور اطلاق لفظ سنت مستحب پر اور اطلاق استحباب امر مسنون پر درمیان فقہا کے بکثرت مشہور و معروف ہے کما فی رد المحتار المشہور بالشامی قال نوح افندی وحاصلہ تجویز اطلاق اسم المستحب علی السنۃ وعکسہ ولہذا اطلق فی الہدایۃ اسم المستحب علی الغسل ثم قال فلیس فیہ الغسل اھ انتہی۔ اور وجہ قول علامہ فرض لدی عشاقہ لمن ینکر یہ ہے کہ احکام عشاق بموجب احادیث مخالف ہیں ساتھ احکام عوام کے کما فی دلائل الخیرات۔ وقیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ ارایت صلوۃ المصلین علیک ممن غاب عنک ومن یاتی بعدک ما حالہما عندک

[2] فقال اسمع صلوۃ اہل محبتی واعرفہم وتعرض علی صلوۃ غیرہم عرضا۔ پس بنا بریں بحیثیت قید للعشاق یہ قول قابل اعتراض نہیں ۱۲ منہ

وَالْمَعْرُوْفَاتِ وَاِظْهَارُ الزِّيْنَةِ وَالسُّرُوْرُ
فَاِنَّ ذَالِكَ مَعَ مَا فِيْهِ مِنَ الْاِحْسَانِ
لِلْفُقَرَآءِ مُشْعِرٌ بِمَحَبَّتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
هٰذَا كَلَامُهٗ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ مِنْ خَوَاصِّهٖ
اَمَانٌ فِيْ ذَالِكَ الْعَامِ وَفِيْ سِيْرَةِ الْحَلَبِيِّ
وَمِنَ الْفَوَائِدِ اَنَّهٗ جَرَتْ عَادَةُ كَثِيْرٍ
مِّنَ النَّاسِ اِذَا سَمِعُوْا بِذِكْرِ وَضْعِهٖ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْمُوْا تَعْظِيْمًا
لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا الْقِيَامُ
بِدْعَةٌ لَا اَصْلَ لَهَا اَيْ فِي الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَةِ
لٰكِنْ هِيَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ لِاَنَّهٗ لَيْسَ كُلُّ
بِدْعَةٍ مَذْمُوْمَةٌ فَقَطْ۔ وَقَدْ وُجِدَ
الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ اِسْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ عَالِمِ الْاُمَّةِ وَمُقْتَدَى الْاَئِمَّةِ دِيْنًا
وَوَرَعًا الْاِمَامُ تَقِيُّ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ وَتَابَعَهٗ
عَلٰى ذَالِكَ مَشَائِخُ الْاِسْلَامِ فِيْ عَصْرِهٖ
فَقَدْ حَكٰى بَعْضُهُمْ اَنَّ الْاِمَامَ السُّبْكِيَّ
اِجْتَمَعَ عِنْدَهٗ جَمْعٌ كَثِيْرٌ مِّنْ عُلَمَاءِ عَصْرِهٖ
فَاَنْشَدَ مُنْشِدٌ قَوْلَ الصَّرْصَرِيِّ رَحِمَهُ
اللّٰهُ فِيْ مَدْحِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَشَرَّفَ وَعَظَّمَ۔ **شعر**

قَلِيْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰى اَلْخَطُّ بِالذَّهَبْ +
عَلٰى وَرَقٍ مِنْ خَطِّ اَحْسَنَ مِنْ كُتُبْ +

ص ۱ تھوڑی ہے مدح مصطفےٰ سونے سے لکھے گر قلم + یاقوت کی تختی پہ گر کوئی بہت نیکو رقم +

ہمارے زمانہ میں جاری ہوئے وہ نیک
کام ہے جو ہر برس حضور کی ولادت کے
دن آپ کی ولادت کی خوشی میں بغرض
اظہار ولادت کی خوشی کے کیا جاتا ہے
اور وہ یہ ہے کہ اس دن بہت سی خیرخیرات
کیجاتی ہے اور آپ کی محبت میں بہت سے
محتاجوں کے ساتھ کھانے کھلانے وغیرہ
کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے اور ابن جوزی
فرماتے ہیں کہ اس خوشی کی خاصیت سے ہے
کہ وہ خوشی کرنیوالا اس برس امن وامان میں
رہتا ہے ۔اور سیرۃ حلبی میں ہے کہ بہت سے
آدمیوں کی عادت جاری ہوگئی ہے کہ
جب ذکر ولادت سنتے ہیں تو بہ نیت تعظیم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے
ہیں۔اس قیام کی اگرچہ سلف میں اصل نہیں
پائی جاتی مگر یہ بدعت حسنہ ہے اور ظاہر ہے
کہ ہر نیا کام بدعت سیئہ نہیں ہوتا حالانکہ اس
قسم کا قیام وقت ذکر نام نامی آنحضرت علیہ
السلام ایک ایسے عالم امت سے پایا گیا جو باعتبار
دینداری اور پرہیزگاری کے پیشوا تھے بڑے
بڑے اماموں کے جنکا نام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ ہے
اور انکے زمانہ کے تمام علمائے انکی پیروی کی
اسواسطے کہ بعض علماء سے مروی ہے کہ امام سبکی علیہ الرحمۃ

وَاَنْ تَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهِ
قِيَامًا صُفُوفًا اَوْ جِثِيًّا عَلَى الرُّكَبِ
فَعِنْدَ ذَالِكَ قَامَ الْاِمَامُ السُّبْكِي رَحِمَهُ اللّٰهُ وَجَمِيْعُ مَنْ فِي الْمَجْلِسِ
فَحَصَلَ اُنْسٌ كَبِيْرٌ بِذَالِكَ الْمَجْلِسِ وَيَكْفِيْ مِثْلُ ذَالِكَ فِي الْاِقْتِدَاءِ

کی خدمت میں انکے زمانہ کے تمام علماء جمع تھے اسی حالت میں ایک نعت خواں نے حضرت صرصری رحمہ اللہ کے یہ اشعار پڑھے جو نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے اور حضور کی عظمت کا بہت اظہار کیا وقت پڑھنے شعر مذکور کے امام سبکی مع تمام علماء کرام و حاضرین مجلس کے کھڑے ہوگئے اور اس مجلس میں بہت انس و محبت حاصل ہوا اور اتنی بات پیروی کو کافی ہے۔

اور کلام بعض آخرین اگرچہ تصریح نہیں ہے مگر چونکہ کلام انکی سے نہی قیام ہذا نہیں پائی جاتی لہذا بموجب اَلسُّکُوْتُ فِیْ مَعْرِضِ الْبَیَانِ بَیَانٌ کے کلام انکا ہی بمنزلہ تصریح بلکہ کلام اُنکا چونکہ سرتاپا مشتمل ہے استحباب و استحسان جمیع امور متعاملہ اہل حرمین شریفین وغیرہما پر محفل ہذا میں کہ منجملہ اُنکے قیام ہذا بھی ہے۔ کلام انکا احسن من التصریح اور چونکہ خوف تطویل رسالہ ہذا دامنگیر حال ہے لہذا بحسب گنجائش وقت نقل اقوال چند علماء معتبرین مشہورین پر ہی اثبات مدعا کو مقام ہذا میں اکتفا کیا جاتا ہے

قَالَ الْقُسْطَلَانِیُّ شَارِحُ الْبُخَارِیِّ وَهُوَ مِنْ اَجِلَّةِ الشَّافِعِيَّةِ وَاَكَابِرِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فِی الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ فِی الْمَقْصَدِ الْاَوَّلِ وَاَرْضَعَتْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُوَيْبَةُ عَتِيْقَةُ اَبِیْ لَهَبٍ اَعْتَقَهَا حِيْنَ بَشَّرَتْهُ بِوِلَادَتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ رُاِیَ اَبُوْ لَهَبٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ فِی النَّوْمِ فَقِيْلَ لَهٗ مَا حَالُكَ فَقَالَ فِی النَّارِ اِلَّا اَنَّهٗ خُفِّفَ عَنِّیْ كُلَّ لَيْلَةِ اِثْنَيْنِ وَاَمُصُّ مِنْ بَيْنِ اِصْبَعَیَّ هَاتَيْنِ مَاءً وَذَالِكَ بِاِعْتَاقِیْ ثُوَيْبَةَ عِنْدَ مَا بَشَّرَتْنِیْ بِوِلَادَةِ النَّبِیِّ

علامہ قسطلانی شارح بخاری جو اکابر اہل حدیث سے ہیں اور جلیل القدر شافعی ہیں مقصد اول مواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت ثویبہ نے بھی دودھ پلایا تھا جنکو ابولہب نے اس خوشی میں آزاد کیا تھا کہ انہوں نے حضور کی ولادت کی خبر ابولہب کو پہونچائی اور مروی ہے کہ بعد مرجانے ابولہب کے جب حضرت عباس نے اسکو خواب میں دیکھا تو اُس سے پوچھا کیا حال ہے کہا کہ جہنم میں جل رہا ہوں مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم۔ وقال ابن الجزریؒ
فاذا کان ابولہب الکافر الذی نزل
القرآن بذمہ جوزی فی النار بھذا
لیلۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فما حال المسلم الموحد من امتہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام الذی یسر بمولدہ
ویبذل ما یصل الیہ قدرتہ فی محبتہ
صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکون
جزاؤہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ
العمیم جنات النعیم ولا یزال اھل الاسلام
یحتفلون بشہر مولدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ
بانواع الصدقات ویظہرون السرور
ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءۃ
مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ
کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ
انہ امان فی ذالک العام وبشری
عاجلۃ بنیل المرام فرحم اللہ تعالی
المرء اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک
اعیادا۔ انتہی کلام القسطلانیؒ۔
قال علی القاریؒ فی کتابہ المسمی بمورد الروی
فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
شیخ مشائخنا شمس الدین السخاویؒ

کی ولادت کی خوشخبری حضرت ثویبہ سے
سنکر پیر کے دن مینے انکو آزاد کردیا تھا
پیر کی رات مجھسے عذاب ہلکا کردیا جاتا ہے
اور جتنا ان دو انگلیوں یعنی انگوٹھے اور
کلمہ کی انگلی کی گھائی میں پانی آجاوے
چوسنے کو ٹھنڈا پانی ملجاتا ہے۔ ابن جزری
فرماتے ہیں کہ جب ابولہب جیسے کافر کو
جسکی مذمت میں قرآن نازل ہوا بوجہ آپکی
خوشی ولادت کے جہنم میں اتنا بدلہ دیا گیا۔ تو
اس مومن موحد کو جو حضور کی ولادت کی
خوشی کرے اور بحسب قدرت آپ کی محبت
میں لوگوں کو کھانا کھلائے یا مٹھائی تقسیم
کرے کسقدر ثواب ہوگا۔ بلاشبہ اسکو اللہ کریم
سے یہی بدلہ ملیگا کہ اللہ اسکو جنت میں داخل
کریگا۔ اور ہمیشہ اہل اسلام ربیع الاول میں
جو آپ کی ولادت کا مہینہ ہے محفل میلاد
کرتے رہتے ہیں اور بہت کچھ خیر وخیرات آپکی
ولادت کی خوشی میں کرتے ہیں اور بوجہ ذکر
میلاد مبارک انپر بہت سی برکتوں کا نزول
ہوتا رہتا ہے۔ اور منجملہ دوسری برکتوں کے
اس مجلس کی ایک یہ بھی خاصیت تجربہ میں
آئی ہے کہ اس سال مجلس کرنیوالا امن وامان
میں رہتا ہے۔ اللہ رحم کیجیو اس شخص پر جو آپکی

بلغه الله المقام العالي وان عمل المولد
الشريف لم ينقل عن احد من السلف
الصالح في القرون الثلثة الفاضلة وانما
حدث بعدها بالمقاصد الحسنة
والنيات الخالصة ثم لا يزال اهل
الاسلام في سائر الاقطار والمدن
الكبار يعملون بعمل الولائم البديعة
والمطاعم المشتملة على الامور الرفيعة
ويتصدقون في لياليه بانوع الصدقات
ويظهرون المسرات ويزيدون في
المبرات ويعتنون بقراءة مولده
الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل
فضل عميم بحيث قد كان جرب كما قال
الجزري من خواصه انه امان في ذالك
العام وبشرى لاجل نيل المرام - انتهى
كلام القاري - وقال مولانا المحدث
المفسر في تفسير المسمى بروح البيان
في سورة الفتح ومن تعظيمه صلى الله
عليه وسلم عمل المولد الخ - وقال
شيخ المشائخ مولانا شاه ولي الله
المحدث الدهلوي في رسالة المسمى
بفيوض الحرمين وكنت قبل ذالك
بمكة المعظمة في مولد النبي صلى الله عليه وسلم

ولادت کی راتوں کو عید بنا وے - اور
ملا علی قاری رحمہ اللہ اپنی کتاب مورد الروی
میں تحریر فرماتے ہیں فرمایا ہمارے شیخ
المشائخ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے
کہ بیشک اس طریقہ معمول پر مجلس میلاد
کی اصل قرون ثلثہ میں نہیں پائی جاتی اور
بعد قرون ثلاثہ نیک ارادوں اور خالص
نیتوں سے یہ مجلس شروع ہوئی پھر ہمیشہ
اہل اسلام تمام دنیا اور بڑے بڑے شہروں
میں اس مجلس کو بہت کچھ خیر وخیرات کے
ساتھ کرنے لگے اور آپ کے ذکر میلاد کی
بہت کچھ خوشی مناتے ہیں اور بوجہ اسکے
انپر بہت کچھ برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔
(اور بعینہ اسی قول سخاوی رحمہ اللہ
کو شیخ رحمہ اللہ نے مدارج النبوۃ میں
نقل کیا ہے) - اور مولانا محدث مفسر
اسمٰعیل حقی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر
روح البیان میں بیچ تفسیر سورۃ الفتح کے زیب قلم
فرماتے ہیں کہ منجملہ آپ کی تعظیم کے مجلس میلاد کا منعقد
کرنا بھی ہے - اور شیخ المشائخ مولانا شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنے رسالہ
فیوض الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ زیارت
شہدائے بدر اور احد سے پہلے حضور کی ولادت

فی یوم ولادته والناس یصلّون علیه
صلّی اللہ علیہ وسلّم ویذکرون
ارهاصاته التی ظهرت فی ولادته
صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ومشاهده
صلّی اللہ علیہ وسلّم قبل بعثته صلّی
اللہ علیہ وسلّم فرأیت انوارا سطعت
دفعة واحدة لا اقول انّی ادرکتها
ببصر الجسد ولا اقول ادرکتها
ببصر الروح فقط واللہ اعلم کیف
کان الامر بین هذا و ذالك فتاملت
تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائکة
الموکلین بامثال هذه المشاهد وبامثال
هذه المجالس فرأیت بخالطه انوار
الملائکة انوار الرحمة ۔ انتهی ۔

دن مکہ معظمہ میں تھا وہاں کے لوگ کثرت سے
درود پڑھ رہے تھے اور آپ کے اُن معجزوں کا
ذکر ہو رہا تھا جو وقت ولادت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور قبل نبوت آپ سے
ظہور میں آئے تھے جنکو اصطلاح میں
ارہاص کہتے ہیں ۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مینے
روح کی آنکھوں سے یا جسم کی آنکھوں سے
بہت سے نور اچانک چمکتے دیکھے جب
مینے سوچا تو معلوم ہوا کہ وہ نور اُن
فرشتوں کے تھے جو ایسی متبرک مجلسوں
میں حاضر رہنے پر مقرر کئے گئے ہیں ۔
اور اُن فرشتوں کے گرد میں نے
رحمت کے فرشتوں کے انوار
کو دیکھا ۔" فقط

اور یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ مکہ معظمہ میں ایسی کوئی مجلس مولد شریف نہیں
ہوتی کہ جو قیام تعظیمی اور نعت خوانی اور عود سوزی وغیرہ دیگر اوضاع محفل شریف سے
کہ جنکے استحباب پر فتویٰ جمیع علماء وفضلاء مکہ معظمہ اور مفتیان مذاہب اربعہ کہ جو
درج آخر رسالہ ہذا ہے شاہد عدل خالی ہو ۔ اور شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا قول
استحباب اس مجلس متعاملہ حرمین مکرمین میں گذر ہی چکا

اب یہاں سے غور کرنیکا مقام ہے کہ اگر یہ قیام وغیرہ کہ جو محفل ہذا میں ہوتا ہی
بدعت ہوتا تو ایسی محفل میں نزول ملائکہ اور انوار رحمت کا کیا کام تھا ۔ اور کلام
شیخ المحدثین والمفسرین قدوۃ الاصفیاء زبدۃ المحققین شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ
الرحمۃ بھی استحباب و استحسان جمیع اوضاع واطوار متعاملہ اہل حرمین شریفین زادہما اللہ

شرعاً و تعظیماً پر محفل میلاد شریف ہیں کہ منجملہ اُنکے قیام بھی ہے صراحۃً دال ہے۔ چنانچہ علاوہ عبارات سخاوی علیہ الرحمۃ مولانا ممدوح اپنی کتاب مدارج النبوۃ کی دوسری جلد میں بدینطور تحریر فرماتے ہیں۔ "وعمل اہل مکہ برین است و زیارت کردن ایشان موضع ولادت شریف را درین شب و خواندن مولود و آنچہ از آداب و اوضاع آلست و رشب دوازدہم" انتہی۔ پھر جب استحباب مجلس مذکور ہیں استحباب جمیع اوضاع ثابت تو استحباب قیام میں کیا شک باقی رہا۔ ہاں البتہ اگر محفل ہذا میں ارتکاب اُن امور کا کہ جو شرعاً مطلقاً ممنوع و ناروا ہیں مثل استعمال آلات محرمہ ڈھولک ستار وغیرہ یا ارتکاب افعال محرمہ مکروہہ مثل تال سر گنگری اور مانند تداعی ہر کس و ناکس ریش و بروت بریدہ تارکان جماعت و صلوٰت جمعہ و استماع نغمات اطفال امارد موجب شرور و فتنہ بلا ارادہ ہدایت کیا جاوے تو علمار دین متین پر بدیں صورت واجب ہے کہ عوام کالانعام کو محفل ہذا میں حاضر ہوکر اور خود متکفل امور مشروعہ محفل مستحبہ ہذا ہنکر ان امور مکروہہ سے بطور بیان کرنے آداب مجلس ہذا کے بیان ذکر ولادت شریف سے پہلے بندریج تام برفق و ملاطفت تمام منع کردے نہ کہ براسہ افعال مستحبہ متعالمہ بزم شریف کو بھی۔ کسواسطے کہ چونکہ برائی اِن افعال کی اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ باب دوئم میں دربیان آداب محفل شریف قبائح ان امور مذکور کی بموجب احادیث صحاح بتفصیل تمام مذکور ہو چکے۔ اور نیز توجہ فرمائی حضور پرنور صلی علیہ رب الغفور بھی بسمت بزم ہذا مظنون و محتمل چنانچہ تحقیق اس مدعا کی بتفصیل تام انشاءاللہ عنقریب بیان کیجاوے گی لہذا بدینصورت نہ منع کرنا علمار دین کا عوام الناس کو محفل ہذا میں ارتکاب ان امور سے گویا پسند کرنا ناراضگی حضور صلی علیہ رب الغفور کا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ چنانچہ کتب علمار متقدمین سے بھی چونکہ اُنہوں نے کہیں بعض جہال کو محفل ہذا میں مرتکب ان قبائح کا دیکھا ہے انکار انہی قبائح کا پایا جاتا ہے نہ براسہ انکار جملہ امور مستحبہ متعالمہ محفل شریف و بزم لطیف مولد رحمۃ للعلمین صلے اللہ علیہ وسلم کا

كَمَا قَالَ عَلِيُّ الْقَارِي فِي مَوْرِدِ الرَّوِيِّ فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا مَا تَبِعَهُ مِنَ السَّمَاعِ وَاللَّهْوِ وَغَيْرِهِمَا فَيَنْبَغِي أَنْ يُقَالَ إِنَّ مَا كَانَ مِنْ ذَالِكَ مُبَاحًا يَعْنِي السُّرُورَ فَلَا بَأْسَ بِالْحَاقِهِ وَمَا كَانَ حَرَامًا وَمَكْرُوهًا فَمُمْتَنِعٌ۔ انتہی۔ وَقَالَ الْقَسْطَلَانِيُّ وَلَقَدْ أَطْنَبَ ابْنُ الْحَاجِّ فِي الْمَدْخَلِ فِي الْإِنْكَارِ عَلَى مَا أَحْدَثَهُ النَّاسُ مِنَ الْبِدَعِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْغِنَاءِ بِالْآلَاتِ الْمُحَرَّمَةِ عِنْدَ عَمَلِ الْمَوْلِدِ الشَّرِيفِ فَاللهُ تَعَالَى يُثِيبُهُ عَلَى قَصْدِهِ الْجَمِيلِ۔ انتہی۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ اپنے رسالہ مورد الروی میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجلس ذکر میلاد میں سماع لہو وغیرہ امور حرام و مکروہ سے بچنا لازم ہے اور جو امور مباح اور موجب فرحت و سرور ہیں اُنکا کوئی حرج نہیں چنانچہ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ ابن الحاج محدث رحمۃ اللہ نے مدخل میں اُن بدعتوں پر سخت انکار کیا ہے جو لوگوں نے مجلس ذکر میلاد میں داخل کرلی ہیں جیسے آلات محرمہ کے ساتھ وقت ذکر ولادت گانا بجانا۔ اللہ انکو جزا ے خیر دے۔

اور فرمایا مولانا المحقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بیچ مدارج النبوۃ کے۔ "در اینجا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال نمایند۔ یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن بمذمت وے نازل شدہ چوں بسرور بمیلاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بذل شیر جاریہ وے بجہت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ مملو است بمحبت و سرور و بذل مال در طریق وے چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ اند از تغنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد تا موجب حرمان از طریقہ اتباع نگردد۔ انتہے

وَكَذَا فِي جِلْدِ الثَّانِي مِنْ رَدِّ الْمُحْتَارِ الْمَشْهُورِ بِالشَّامِيِّ۔ وَأَقْبَحُ مِنْهُ النَّذْرُ بِقِرَاءَةِ الْمَوْلِدِ فِي الْمَنَابِرِ مَعَ اشْتِمَالِهِ عَلَى الْغِنَاءِ وَاللَّعِبِ وَإِيهَابِ ثَوَابِ

اور جلد ثانی شامی میں ہے کہ قبیح تر نذر مجلس مولود شریف کی ہے منبروں پر مع سامان گانے بجانے اور کھیل کود کے اور پھر اس سے مقصود ہدیہ ثواب پہنچانا ہو

خدمت حضور میں صلی اللہ علیہ وسلم۔	ذَالِکَ اِلیٰ حَضْرَۃِ الْمُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے بھی انکار انہیں امور قبیحہ مصرحہ قرآن
وحدیث اور مذہب علماء و مجتہدان ملت یعنی تال و سُر و گنگرے وغیرہ امور متشابہ
انہیں امور ردیہ کا پایا جاتا ہے نہ کہ انکار نفس مولد شریف اور قیام تعظیمی وغیرہ امور
ثابتہ بالقرآن وحدیث وتعامل وتعارف علماء ملت اور اصحاب مذہب کا۔ چنانچہ مضمون
ہذا مکتوب ہفتاد و دوم جلد سوم مکتوبات حضرت ممدوح سے واضح اور لائح ہے
کہ مکتوب مذکور میں حضرت موصوف بدینطور تحریر فرماتے ہیں۔ دیگر در باب مولود خوانی
اندراج یافتہ بود۔ در نفس قرآن خواندن بصورت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن
چہ مضائقہ است ممنوع تحریف و تغییر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ
و تردید صوت باں بطریق الحان یا تصفیق مناسب آنکہ در شعر نیز غیر مباح است۔ اگر
بر نہجے خوانند کہ تحریف در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ
متحقق نگردد و آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است۔ انتہیٰ۔ اور مکتوب ۲۷۳
جلد اول میں بھی حضرت مجدد الف ثانی نے نہ اہل مولد کو مشرک لکھا ہے نہ مبتدع بلکہ
ایک ایسی طرز خاص پر بحسب مقتضاء وقت مصلحۃً انکار فرمایا ہے کہ جسکے سبب سے
رنگ ڈھنگ سماع و آلات و اوضاع موسیقی اس محفل شریف سے مطلقاً اُٹھ جاوے
تاکہ جہال کبائر و محرمات کے مرتکب ہو کر مستحل کبائر کے نہ ہو جاویں۔ چنانچہ فرماتے ہیں
و مبالغہ فقیر دریں باب بجہت مخالفت طریق خود است۔ اور نیز یہ امر مطالعہ دیگر
رقعات شیخ ممدوح سے زیادہ تر واضح ہے کہ شیخ موصوف سماع سے کسقدر متنفر ہیں۔
نہ کہ انکار نفس مولد چنانچہ یہ بات عبارت رقعہ منقولہ سابقہ حضرت ممدوح سے
بغایت درجہ وضوح کسواسطے کہ فرماتے ہیں در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در
قصائد و نعت خواندن چہ مضائقہ است۔ چہ مضائقہ است مطالعہ ہر دو مکتوب
مذکور سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت بہمیں نہج قبیح یعنے برعایت تال و سر گنگری
معہ ڈھولک ستار اس امر شریف کو کسی گروہ ناشائستہ نے زمانہ حضرت موصوف میں

رواج دیا ہوگا اور باوجود سمجھانے علماء کے ارتکاب اُن امور سے باز نہ آیا ہوگا
کہ اُسکے ڈر یائے اور خوف زدہ ہو کر بحسب کثرت محبت سنت و فقہ حنفیہ آگے عبارت
مذکور کے بدینطور تحریر فرماتے ہیں "مخدوما بخاطر فقیر میرسد تا سد این باب مطلقاً بکنند۔
بوالہوساں ممنوع نمیگروند اگر اندک تجویز کردند تجربہ بسیار خواہد شد قلیلہ تفضی الی کثیرہ
قول مشہور است۔ والسلام"۔ اور بیشک جسوقت عوام کالانعام امور محرمہ مکروہہ
کو بوسیلہ کسی امر نیک کے حلال یا مباح جاننے لگیں یا خوف استحلال محرمات و مکروہات آیا
محرمات و مکروہات مثل ڈھولک ستار تال سُر گٹکری اونکی عادات سے مفہوم
ہو اُسوقت علماء پر کہ طبیب باطنی اور حکماء روحانی ہیں مانند طبیب بدنی کی کہ
بعض اوقات بخوف ترقی و شدت مرض بعضے اعضاء کو کہ جنکے ساتھ امور ضروری اور
حاجات لابدی متعلق ہیں کاٹ ڈالتا ہے لاریب براسہ اون امور مستحبہ و مستحسنہ
اور مباحہ سے بھی اون امور قبیحہ کے منع کرے مگر اُسوقت کہ جب ازالہ اُن محرمات
و مکروہات سے بغیر ترک کرنے اُن امور مستحبہ مستحسنہ کے بالکل مایوس ہو جاوے نہ کہ
ابتداءً مثل طبیب بدنی کے کہ ازالہ مرض سے ساتھ دیگر معالجات کے جب مطلقاً مایوس
ہو جاتا ہے جب لاچار آخر الامر کاٹنے اُس عضو فاسدہ کا مرتکب ہوتا ہے نہ کہ
ابتداءً اقتداء کرنیکی ساتھ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے جب
عورتوں کا جماعت کے واسطے مساجد میں آنا موجب فساد اور استحلال محرمات دیکھا
ایک طرز خاص پر اُنکو حضور جماعت سے منع فرما دیا تھا۔

كَمَا اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ يَحْيٰى
ابْنِ عُمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا
قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ
الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ
فَقُلْتُ اَوَمُنِعْنَ قَالَتْ نَعَمْ وَفِيْ شَرْحِهِ

چنانچہ بخاری شریف میں ہے حضرت
یحیی فرماتے ہیں فرمایا عائشہ رضی اللہ
عنہا نے اگر دیکھتے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم اُن باتوں کو جو عورتوں نے
اب اختیار کی ہیں البتہ تاکید انکو مسجد میں
آنے سے منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی

الْكَوَاكِبُ الدَّرَارِيُّ لِلْكِرْمَانِيِّ تَحْتَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالَ النَّيْمِيُّ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ لَايَنْبَغِيْ النِّسَاءَ اَنْ يَّخْرُجْنَ اِلَى الْمَسَاجِدِ اِذَا حَدَثَ فِي الزَّمَانِ الْفَسَادُ الخ۔

عورتوں کو مسجد سے منع کر دیا تھا حضرت یحیٰی فرماتے ہیں مینے عرض کیا کیا بنی اسرائیل کی عورتیں منع کردیگئی تھیں۔ فرمایا ہاں۔ کرمانی شرح بخاری میں اس حدیث کی شرح اسطرح فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس امر پر کہ وقت خوف فتنہ وفساد اہل زمانہ عورتیں مسجد میں نہ آویں"۔

چنانچہ بموجب اسی حدیث اور دیگر احادیث کے کتب فقہ میں لکھا ہے کہ عورتیں نماز کو مسجد میں نہ آویں۔

كَمَا فِي الْكَنْزِ وَلَا يَحْضُرُوْنَ الْجَمَاعَاتِ وَفِي الْهِدَايَةِ وَيُكْرَهُ لَهُنَّ حُضُوْرُ الْجَمَاعَاتِ وَذُكِرَ فِي الْكِفَايَةِ اَنَّ الْفَتْوٰى الْيَوْمَ عَلَى الْكَرَاهَةِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِظُهُوْرِ الْفَسَادِ

کنز میں ہے اور عورتیں جماعت سے نماز پڑھنے کو نہ آویں۔ اور ہدایہ میں ہے کہ مکروہ تحریمہ ہے عورتوں کا جماعت سے نماز پڑھنے کو مسجد میں آنا۔ اور کفایہ میں سب کچھ لکھکر آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ فتوٰی اس زمانہ میں اسی پر ہے کہ تمام نمازوں کے لئے عورتوں کو مسجد میں آنا مکروہ تحریمہ ہے بوجہ فساد اہل زمانہ کے"۔

اور بصورت عدم وجود از تکاب محرمات ڈہولک ستار وغیرہ اور سد ومیت خوف استحلال محرمات ایسے امور شریفہ ثابتہ بقران وحدیث بعضہا بعبارت النص وبعضہا باشارۃ النص سے بدعت سیئہ قرار دیکر منع کرنا لاریب مانع خیر بنتا ہے اور مانع خیر سے بڑھکر اور کونسا شقی ہوگا کہ جسکے بیان برائی میں معہ بیان بھلائی صاحب خیر سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے ہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحُ الْخَيْرِ مَغَالِيْقُ لِلشَّرِّ وَاِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحُ لِلشَّرِّ مَغَالِيْقُ لِلْخَيْرِ

ابن ماجہ میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض آدمی کھولنے والے ہیں دروازوں بھلائی کے اور بندکرنیوالے دروازوں برائی کے

فطوبی لمن جعل اللہ مفاتیح الخیر
علی یدیہ وویل لمن جعل اللہ مفاتیح
الشر علی یدیہ وفیہ فی روایۃ اخری
عن سہل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال ھذا الخیر خزائن ولتلک
الخزائن مفاتیح فطوبی لعبد جعلہ
اللہ مفتاحا للخیر ومغلاقا للشر وویل
لعبد جعلہ اللہ مفتاحا للشر مغلاقا
للخیر انتھی۔

اور بعض اسکے برخلاف۔ خوشخبری ہو جیو
اُس شخص کو جسکے ہاتھوں کو اللہ بھلائی
کا کھولنے والا بناوے اور ویل ہو جیو
اُس شخص کو جسکے ہاتھوں کو برائی کا
کھولنے والا بنایا جاوے اور اسی کے
ہم معنے دوسری حدیث حضرت سہل
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے"۔
دیکھو صحابہ اور فقہا نے تو خیر کثیر
کے ساتھ میں اگر کوئی برائی بھی دیکھی ہے
تو بخوف لزوم انکار خیر اس برائی کے منع کرنے میں بھی تامل کیا ہے۔

کما فی المضمرات فی باب العیدین
وروی عن علی کرم اللہ وجھہ
انہ رکب یوم العید ورکب معہ
ستون او سبعون شیخا من ملوک
العرب وکبرائھم وکانوا فی طریق
المصلی یکبرون فرای رجلا یصلی قبل
صلوۃ العید فقال علی رضی اللہ عنہ
صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم صلوۃ العید فلم ارہ صلی
قبل صلوۃ العید فقیل لہ لم لا تنھی
فقال اخشی ان اکون من الذی
قیل فیہ ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلی
وفی در المختار ولا یتنفل قبلھما (ای العیدین)

باب العیدین مضمرات میں ہے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ
آپ عید کے دن سوار تشریف لیجا رہے
تھے اور آپ کے ساتھ ساٹھ یا ستر بزرگ
رؤسائے عرب سے تھے اور سب تکبیر کہنے کے
ساتھ رطب اللسان اسی حالت میں
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص
کو قبل نماز عید نماز پڑھتا دیکھکر فرمایا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو نماز عید سے
پہلے کوئی نماز نفل نہیں پڑھا کرتے تھے
عرض کیا گیا پھر آپ کیوں نہیں منع فرماتے
فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ میں اس آیت کا
مصداق نہ بنجاؤں ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلی

وَكَذَا لَا يَتَنَفَّلُ بَعْدَهَا فِي مُصَلَّاهَا فَاِنَّهُ مَكْرُوهٌ
عِنْدَ الْعَامَّةِ وَاِنْ يَتَنَفَّلْ بَعْدَهَا فِي
الْبَيْتِ جَازَ بَلْ يُنْدَبُ التَّنَفُّلُ بِاَرْبَعٍ
وَهٰذَا لِلْخَوَاصِّ اَمَّا الْعَوَامُّ فَلَا يُمْنَعُوْنَ
مِنْ تَكْبِيْرٍ وَلَا تَنَفُّلٍ اَصْلًا لِقِلَّةِ رَغْبَتِهِمْ
فِي الْخَيْرَاتِ لِاَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْعِيْدِ فَقِيْلَ اَمَا
تَمْنَعُهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ اَخَافُ
اَنْ اَدْخُلَ تَحْتَ الْوَعِيْدِ قَالَ اللهُ تَعَالٰى
اَرَاَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى انْتَهٰى
مُخْتَصَرًا بِقَدْرِ الْحَاجَةِ وَفِي التَّجْنِيْسِ
عَنِ الْحَلْوَانِيِّ اَنَّ كُسَالَى الْعَوَامِّ اِذَا صَلَّوُا
الْفَجْرَ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ لَا يُمْنَعُوْنَ
لِاَنَّهُمْ اِذَا مُنِعُوْا تَرَكُوْهَا۔ انتہٰی۔

یعنی اے ہمارے محبوب تو نے اس شخص
کو دیکھا کہ جو نماز پڑھتے کو منع کرتا ہے۔
اور درمختار میں ہے کہ عید کے دن قبل نماز
عید کوئی نفل نماز نہ پڑھی جاوے۔ اور
عیدگاہ میں بعد نماز عید عام علماء کے
نزدیک یہ امر مکروہ ہے ہاں گھر اگر اگر
چار رکعت پڑھے تو مستحب ہے مگر یہ
حکم خاص لوگوں کے واسطے ہے عوام اگر
پڑھیں یا راستہ میں آواز سے تکبیر کہیں تو
انکو منع نہ کرنا چاہئے اسواسطے کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے منع فرمانے سے احتراز
کیا تھا۔ اور تجنیس میں ہے شمس العلماء حلوائی
رحمہ اللہ سے فرماتے ہیں نماز میں سستی
کرنیوالے لوگوں کو اگر وہ طلوع آفتاب کے وقت
بھی پڑھیں منع نہ کرنا چاہئے اسواسطے کہ پھر وہ مطلقاً نماز صبح کو چھوڑ ہی دینگے۔

اور عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حدیقۃ الندیۃ شرح
طریقہ محمدیہ کے بیان خلق اڑتالیسویں میں جسکا نام فتنہ رکھا ہے۔ اخلاق یہود و نصاریٰ
سے جو مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ منجملہ اُن اخلاق
کے ایک یہ بھی ہے کہ جو لوگ خوبی اور عمدگی کے ساتھ عبادت نہیں ادا کر سکتے اُنپر ایسی
سختی کرنا کہ سرے سے عبادت کو ہی چھوڑ بیٹھیں۔ بعدہٗ اسکی مثال میں علامہ شمس
الدین حلوائی رحمۃ اللہ والی روایت جو تجنیس سے نقل ہو چکی بحوالہ مصفّٰی شرح نسفیہ
علامہ امام اجل زاہد بے بدل جمال الدین محبوبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماکر
تحریر فرماتے ہیں۔

وَمِنْ هٰذَا نَهْيُ النَّاسِ عَنِ الصَّلٰوٰتِ
الرَّغَائِبِ بِالْجَمَاعَةِ وَصَلٰوٰتِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ
وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَاِنْ صَرَّحَ الْعُلَمَاءُ بِا
لْكَرَاهَةِ بِالْجَمَاعَةِ فِيْهَا لَا يُفْتٰى بِذٰلِكَ
لِلْعَوَامِ لِئَلَّا تَقِلَّ رَغْبَتُهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ
وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْ ذٰلِكَ فَصَرَّحَ
ابْنُ الصَّلَاحِ مِنْ اَئِمَّةِ الشَّافِعِيَّةِ وَ
هُوَ مِنْ كِبَارِ الْمُحَدِّثِيْنَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى
بِعَدَمِ الْكَرَاهَةِ وَصَنَّفَ فِيْ
جَوَازِهَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ فَاِبْقَاءُ
الْعَوَامِ رَاغِبِيْنَ فِي الصَّلٰوةِ اَوْلٰى مِنْ
تَنْفِيْرِهِمْ مِنْهَا وَفِي الْغَالِبِ اَنَّهُمْ اِذَا
لَمْ يُصَلُّوْهَا كَذٰلِكَ جَلَسُوْا فِي الْمَسَاجِدِ
لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلَيْلَةَ اَوَّلِ
جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَجَبَ وَلَيْلَةَ الْقَدْرِ
يَتَحَدَّثُوْنَ بِكَلَامِ الدُّنْيَا الْمَكْرُوْهِ وَرُبَمَا
ذَهَبُوْا اِلٰى مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْاِنْهِمَاكِ
فِي الشَّهَوَاتِ وَالْغَفَلَاتِ وَمِنْ هٰذَا
الْقَبِيْلِ نَهْيُ النَّاسِ عَنْ حُضُوْرِ مَجَالِسِ
الذِّكْرِ بِالْجَهْرِ وَاِنْشَادِ اَشْعَارِ
الصَّالِحِيْنَ وَاِنْ صَرَّحَ فُقَهَاءُ الْحَنَفِيَّةِ
بِكَرَاهَةِ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ فَاِنَّ اَئِمَّةَ الشَّافِعِيَّةِ
كَالنَّوَوِيِّ وَغَيْرِهٖ قَائِلُوْنَ بِاسْتِحْبَابِ

اور اسی قسم سے ہے جماعت سے صلوٰۃ رغائب
اور صلوٰۃ لیلۃ القدر اور مثل اسکی دوسری
نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنے سے
منع کرنا اسواسطے کہ اگرچہ جماعت سے
نوافل پڑھنے کو (خصوصاً عام بلائے
اور شہرت کے ساتھ) علماء نے مکروہ لکھا ہے
مگر اگر بلا تداعی و شہرت اگر لوگ باجماعت
پڑھیں اس زمانہ میں ممانعت کا فتوٰی
دینا مناسب نہیں تاکہ انکی رغبت بھلائی
سے کم نہ ہو جاوے اسواسطے کہ بغیر اذان
وتکبیر اور عام بلاوے کے علاوہ تراویح
جماعت سے سنت نفل پڑھنا مختلف فیہ
مسئلہ ہے۔ ابن صلاح جو اکابر محدثین
شافعیہ سے ہیں بلاکراہت جائز فرماتے
ہیں اور جواز جماعت نوافل میں متأخرین
حنفیہ نے بہت سے رسالے لکھے ہیں
لہٰذا عوام کو نوافل کے جماعت سے
روکنا اور انکو ایسے کار خیر سے نفرت دلانا
مناسب نہیں اسواسطے کہ بسا اوقات
دیکھا ہے جب شبینہ اور جماعت نفل سے
روکے جاتے ہیں تو نہ علیحدہ نوافل پڑھتے
ہیں نہ ورد وظیفہ یا تلاوت قرآن اور پھر
شب شعبان یا لیلۃ القدر اور ستائیسویں شب رجب

ذَالِكَ وَلَا يَنْبَغِي اَنْ يَنْهَى الْعَوَامَ عَمَّا تَقُوْلُ بِهٖ اَئِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ نَهْيُ الْعَوَامِ عَنِ الْمُصَافَحَةِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ فَاِنَّ بَعْضَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ صَرَّحَ بِالْكَرَاهِيَةِ فِيْ ذَالِكَ اِدِّعَاءً بِاَنَّهٗ بِدْعَةٌ مَعَ اَنَّهٗ دَاخِلٌ فِيْ عُمُوْمِ سُنَّةِ الْمُصَافَحَةِ مُطْلَقًا فَلَا يَبْقَى اِلَّا مُجَرَّدُ التَّخْصِيْصِ بِالْوَقْتَيْنِ الْمَذْكُوْرَيْنِ فَيَقْتَضِيْ اِبْتِدَاعُ ذَالِكَ وَصَرَّحَ النَّوَوِيُّ فِيْ كِتَابِهِ الْاَذْكَارِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ بِاَنَّهَا فِيْ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ بِدْعَةٌ مُبَاحَةٌ فَلَا يَنْبَغِيْ لِلْوَاعِظِ وَالْمُدَرِّسِ اَنْ يَنْهَى الْعَوَامَ عَمَّا اَفْتٰى بِجَوَازِهٖ بَعْضُ اَئِمَّةِ الْاِسْلَامِ وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ وَالتَّبَرُّكُ بِضَرَائِحِ الْاَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالنَّذْرُ لَهُمْ بِتَعْلِيْقِ ذَالِكَ عَلٰى حُصُوْلِ شِفَاءٍ اَوْ قُدُوْمِ غَائِبٍ فَاِنَّهٗ مَجَازٌ عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى الْخَادِمِيْنَ لِقُبُوْرِهِمْ كَمَا قَالَ الْفُقَهَاءُ فِيْمَنْ دَفَعَ الزَّكَاةَ لِفَقِيْرٍ وَسَمَّاهَا قَرْضًا صَحَّ لِاَنَّ الْعِبْرَةَ بِالْمَعْنٰى لَا بِاللَّفْظِ وَكَذَالِكَ الصَّدَقَةُ عَلَى الْغَنِيِّ هِبَةٌ وَالْهِبَةُ لِلْفَقِيْرِ صَدَقَةٌ وَقَدْ صَرَّحَ الشَّيْخُ

اور اول شب جمعہ رجب کو مسجدوں میں اکٹھے ہو کر دنیوی باتوں میں مشغول ہو جاتے یا آتشبازی چلاتے ہیں۔ اور اسی قسم سے ہے لوگوں کو ذکر جہر اور نعت خوانی کی مجلسوں سے روکنا اسواسطے کہ اگرچہ فقہاء حنفیہ نے بلند آواز سے ذکر جہر کو مکروہ لکھا ہے۔ اسواسطے کہ ائمہ شافعیہ مثل امام نووی علیہ الرحمۃ وغیرہم کی (اور نیز بعض حنفیہ) ذکر جہر اور مجلس نعت خوانی کو مستحب جانتے ہیں بوجہ ثابت ہونے ذکر جہر اور نعت خوانی کے مساجد میں بموجب احادیث صحیحہ۔ لکما تر اسیطرح مصافحہ کرنے سے بعد نماز فجر و عصر عوام کو روکنا ہے اسواسطے کہ اگرچہ بعض حنفیہ نے اس کو خصوصیت کے ساتھ بدعت سمجھکر مکروہ لکھا ہے مگر مطلقاً مصافحہ کرنا جو سنت ہے اگر عقیدۃً ان دو وقتوں کی قید کو عادت سمجھا جاوے نہ مستحب تو پھر اس مصافحہ کے بھی سنت ہونے میں کیا کلام ہے۔ حالانکہ امام نووی شافعی علیہ الرحمۃ وغیرہ علماء نے دونوں وقتوں کی تخصیص کو بھی بدعت مباحہ قرار دیا ہے لہٰذا ایسے امور خیر سے جنکو بعض ائمہ اسلام نے جائز رکھا ہے

وَمِنْ هٰذَا نَهْيُ النَّاسِ عَنِ الصَّلَوَاتِ
الرَّغَائِبِ بِالْجَمَاعَةِ وَصَلَوَاتِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ
وَنَحْوِ ذَالِكَ وَاِنْ صَرَّحَ الْعُلَمَاءُ بِا
لْكَرَاهَتِي بِالْجَمَاعَةِ فِيهَا لَا يُفْتِي بِذَالِكَ
لِلْعَوَامِ لِئَلَّا تَقِلَّ رَغْبَتُهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ
وَقَدْ اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي ذَالِكَ فَصَرَّحَ
ابْنُ الصَّلَاحِ مِنْ اَئِمَّةِ الشَّافِعِيَّةِ وَ
هُوَ مِنْ كِبَارِ الْمُحَدِّثِيْنَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى
بِعَدَمِ الْكَرَاهَةِ وَصَنَّفَ فِي
جَوَازِهَا جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ فَاِبْقَاءُ
الْعَوَامِ رَاغِبِيْنَ فِي الصَّلٰوةِ اَوْلٰى مِنْ
تَنْفِيْرِهِمْ مِنْهَا وَفِي الْغَالِبِ اَنَّهُمْ اِذَا
لَمْ يُصَلُّوْهَا كَذَالِكَ جَلَسُوْا فِي الْمَسَاجِدِ
لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلَيْلَةَ اَوَّلِ
جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَجَبَ وَلَيْلَةَ الْقَدْرِ
يَتَحَدَّثُوْنَ بِكَلَامِ الدُّنْيَا الْمَكْرُوْهِ وَرُبَّمَا
ذَهَبُوْا اِلٰى مَا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْاِنْهِمَاكِ
فِي الشَّهَوَاتِ وَالْغَفَلَاتِ وَمِنْ هٰذَا
الْقَبِيْلِ نَهْيُ النَّاسِ عَنْ حُضُوْرِ مَجَالِسِ
الذِّكْرِ بِالْجَهْرِ وَاِنْشَادِ اَشْعَارِ
الصَّالِحِيْنَ وَاِنْ صَرَّحَ فُقَهَاءُ الْحَنَفِيَّةِ
بِكَرَاهَةِ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ فَاِنَّ اَئِمَّةَ الشَّافِعِيَّةِ
كَالنَّوَوِيِّ وَغَيْرِهِ قَائِلُوْنَ بِاسْتِحْبَابِ

اور اسی قسم سے ہے جماعت سے صلوٰۃ رغائب
اور صلوٰۃ لیلۃ القدر اور مثل اسکی دوسری
نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنے سے
منع کرنا اسواسطے کہ اگرچہ جماعت سے
نوافل پڑھنے کو (خصوصًا عام بلائے
اور شہرت کے ساتھ) علماء نے مکروہ لکھا ہے
مگر اگر بلا تداعی و شہرت اگر لوگ باجماعت
پڑھیں اس زمانہ میں ممانعت کا فتویٰ
دینا مناسب نہیں تاکہ انکی رغبت بھلائی
سے کم نہ ہو جاوے اسواسطے کہ بغیر اذان
و تکبیر اور عام بلاوے کے علاوہ تراویح
جماعت سے سنت نفل پڑھنا مختلف فیہ
مسئلہ ہے۔ ابن صلاح جو اکابر محدثین
شافعیہ سے ہیں بلا کراہت جائز فرماتے
ہیں اور جواز جماعت نوافل میں متاخرین
حنفیہ نے بہت سے رسالے لکھے ہیں
لہذا عوام کو نوافل کے جماعت سے
روکنا اور انکو ایسے کارِ خیر سے نفرت دلانا
مناسب نہیں اسواسطے کہ بسا اوقات
دیکھا ہے جب شبینہ اور جماعت نفل سے
روکے جاتے ہیں تو نہ علحدہ نوافل پڑھتے
ہیں نہ ورد و ظیفہ یا تلاوت قرآن اور پھر
شب شعبان یا لیلۃ القدر اور ستائیسویں شب رجب

ذالك ولا ينبغي ان ينهى العوام عما
تقول به ائمة المسلمين ومن هذا
القبيل نهي العوام عن المصافحة بعد
صلوة الصبح والعصر فان بعض
المتأخرين من الحنفية صرح بالكراهية
في ذالك ادعاء بانه بدعة مع انه
داخل في عموم سنة المصافحة مطلقا
فلا يبقى الا مجرد التخصيص بالوقتين
المذكورين فيقتضي ابتداع ذالك
وصرح النووي في كتابه الاذكار وغيره
من الشافعية بانها في هذين الوقتين
بدعة مباحة فلا ينبغي للواعظ و
المدرس ان ينهى العوام عما افتى بجوازه
بعض ائمة الاسلام ومن هذا القبيل
زيارة القبور والتبرك بضرائح الاولياء
والصالحين والنذر لهم بتعليق ذالك
على حصول شفاء او قدوم غائب
فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين
لقبورهم كما قال الفقهاء فيمن دفع
الزكاة لفقير وسماها قرضا صح لان
العبرة بالمعنى لا باللفظ وكذالك
الصدقة على الغني هبة والهبة
للفقير صدقة وقد صرح الشيخ

اور اول شب جمعہ رجب کو مسجدوں میں اکٹھے
ہوکر دنیوی باتوں میں مشغول ہوجاتے
یا آتشبازی چلانے میں۔ اور اسی قسم سے
ہے لوگوں کو ذکر جہر اور نعت خوانی کی مجلسوں
سے روکنا اسواسطے کہ اگرچہ فقہاء حنفیہ نے
بلند آواز سے ذکر جہر کو مکروہ لکھا ہے۔
اسواسطے کہ ائمہ شافعیہ مثل امام نووی
علیہ الرحمۃ وغیرہم کی (اور نیز بعض حنفیہ)
ذکر جہر اور مجلس نعت خوانی کو مستحب جانتے
ہیں بوجہ ثابت ہونے ذکر جہر اور نعت خوانی
کے مساجد میں بموجب احادیث صحیحہ۔
مگر اکثر اسیطرح مصافحہ کرنے سے بعد نماز
فجر و عصر عوام کو روکنا ہے اسواسطے کہ
اگرچہ بعض حنفیہ نے اس کو خصوصیت کے
ساتھ بدعت سمجھکر مکروہ لکھا ہے مگر مطلقا
مصافحہ کرنا جو سنت ہے اگر عقیدۃً ان
دو وقتوں کی قید کو عادت سمجھا جاوے
نہ مستحب تو پھر اس مصافحہ کے بھی سنت
ہونے میں کیا کلام ہے۔ حالانکہ امام نووی
شافعی علیہ الرحمۃ وغیرہ علماء نے دونوں
وقتوں کی تخصیص کو بھی بدعت مباحہ
قرار دیا ہے لہذا ایسے امور خیر سے جنکو
بعض ائمہ اسلام نے جائز رکھا ہے

ابن الحجر الهیتمی المکی من ائمۃ الشافعیۃ
فی فتاواہ ان النذر للولی المیت اذا
قصد بہ الناذر قربۃ اخری کاولاد
الولی المیت او خلفائہ او اطعام الفقراء
الذین عند قبرہ صح النذر ووجب
صرفہ فیما قصدہ الناذر الی اخر ما
بسطہ من الکلام وغالب الناس فی
ھذا الزمان یقصدون ذالک فیحمل
الکلام علیہ ولا ینبغی ان ینھی الواعظ
عما قال بہ امام من ائمۃ المسلمین
بل ینبغی ان یقع النھی عما اجمع الائمۃ
کلھم علی تحریمہ والنھی عنہ وھو
معلوم بالضرورۃ من الدین کحرمۃ الزنا
والربا والریاء وشرب الخمر والظن
السوء باھل الاسلام والظلم والمکس
وغصب الاموال والمصادرات بغیر
حق والخیانۃ فی البیوع والاجارات
ورشوات القضاۃ والامراء والتکبر
والاعجاب والحسد والبغی والافتراء
والکذب والزور ونسیان عیوب
النفس والتجسس عن عیوب الناس
واتھام المسلمین والمسلمات بالفواحش
وھتک استار المذنبین ومحبۃ اشاعۃ

واعظوں کو روکنا مناسب نہیں اور اسی
قسم سے ہے مزارات اولیاء اللہ اور
صالحین کی زیارت کو جانا اور اُنکے مزارات
سے برکت حاصل کرنا اور اسطرح نذر ماننا
کہ اگر فلاں مریض کو شفا ہوگی یا فلاں آدمی
جو غائب ہے اگر آگیا تو اسقدر کھانا یا شیرینی
آپ کی نذر کرونگا اسکو بطریق مجاز نذر
کہا جاتا ہے ورنہ حقیقۃً امراد نذر ماننے
والے کی یہ ہوتی ہے کہ اگر اللہ آپ کی
دعا سے یہ کام کردیگا تو میں آپ کے مزار
کے خادموں کو اسقدر کھانا یا شیرینی کھلاکر
اسکا ثواب آپ کو پہونچاؤنگا اسواسطے
فقہائے کرام تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے
کسی فقیر کو بطریق قرض کچھ دیا اور نیت یہ
رکھی کہ میں اسکو زکوٰۃ دیتا ہوں تو زکوٰۃ
ادا ہو جائیگی اسواسطے اعتبار معنے کا
ہوتا ہے نہ کہ لفظ کا (اسیطرح گیارہویں
وغیرہ میں جو کھانا یا شیرینی دولتمندوں
پر تقسیم کیجاتی ہے اُسکے یہ معنے ہوتے ہیں
کہ دولتمندوں پر ہبہ کیا جاتا ہے اور
فقراء پر بطریق صدقہ۔ اور اس ہبہ اور
صدقہ کا ثواب پہونچایا جاتا ہے)
لہذا صدقہ غنی پر ہبہ کے معنے میں بولا جاتا ہے

الفاحشة في الغير والغيبة والنميمة
والاستهزاء بالفقراء والسخرية على
المساكين والضعفاء من الناس و
الطعن في اولياء الله تعالى المتقدمين
والخوض في دينهم واعتقاداتهم
بالجهل في معاني كلامهم وعدم معرفة
المطابقة بين كلامهم وكلام الله تعالى
ورسوله وانكار كراماتهم بعد الموت
واعتقاد ان ولايتهم انقطعت بموتهم
ونهي الناس عن التبرك بهم الى غير
ذالك من القبائح التي هم عليها الآن
غالب اهل زماننا في بلادنا وغيرها
نسأل الله العافية فعلى الوعاظ والمفتين
معرفة احوال الناس وعاداتهم
في القبول والرد والسعي والكسل
ونحوها۔ انتهى مختصرا بقدر الضرورة۔

اور ہبہ فقیروں پر صدقہ کے معنے ہیں۔
چنانچہ شیخ ابن حجر مکی جو ائمہ شافعیہ سے
ہیں اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں
نذر اولیاء اللہ جو انتقال فرما گئے اگر اس
نذر میں ناذر یہ دوسری نذر مان لے کہ جس
کھانے یا مال کا بلفظ نذر میں آپ کو ثواب
پہونچاؤنگا وہ مال آپ کی اولاد یا آپ کے
خلیفہ یا آپ کے مزار کے خادموں ہی
پر خرچ کیا جاویگا تو یہ نذر صحیح ہے اور انہی
پر خرچ کرنا ناذر پر واجب ہو جاتا ہے اور
اس امر کے بیان میں بہت بسط فرمایا ہے
اور اس زمانہ میں اکثر لوگوں کی مراد یہی
ہوتی ہے لہذا وہ ہی معنے مراد لینے چاہئیں
جو انکی نیت کے موافق ہیں نہ یہ کہ مخالف
انکی نیت کے معنے قرار دیکر انکو اس کار خیر سے
منع کرنا۔ البتہ ایسے کاموں سے منع کرنا

ضروری ہے کہ جنکی ممانعت پر تمام اماموں کا اجماع ہے۔ جیسے زنا باجا ریاکاری
شراب پینا اہل اسلام خوش عقیدوں کے ساتھ بدگمانی کرنا ظلم اور چنگی کی ملازمت
میں جو سرتاپا ظلم ہے۔ ظلم کرنا لوگوں کا مال چھیننا مالی جرمانہ کرنا اور بیع اور اجارہ میں خیانت
کرنا غاصبوں اور امیروں کا رشوت لینا غرور اور خود پسندی اور حسد اور سرکشی اور بہتان
بندی اور جھوٹ اور فریب اور اپنے نفس کے عیبوں کو بھولکر دوسرے کے عیبوں کی
تلاش اور فحش تہمت لگانے مسلمان مرد اور عورتوں کے سے اور پردہ دری گنہگاروں
سے اور فحش باتوں کے پھیلانے کی محبت اور غیبت اور چغلخوری اور محتاجوں کے ساتھ

ٹھٹھا کرنے اور مسکینوں اور ضعیفوں کے ساتھ مسخرہ پن سے اور اولیاء اللہ پر طعن کرتے ہیں۔ اُنکے دین اور اعتقاد میں بوجہ اپنی جہالت اور ناسمجھی کے اُنکے کلام سے اور انکار کرتے ہیں اُنکی کرامتوں سے بعد الوفات اور اس اعتقاد سے کہ بعد الوفات ولی کی ولایت منقطع ہو جاتی ہے اور منع کرنے لوگوں کے برکت پکڑنے سے ساتھ اولیاء اللہ کے اور ماسوا اسکے جو جو قباحتیں ہمارے زمانہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ واعظ اور مفتیوں پر لازم ہے کہ اپنے زمانہ کے آدمیوں کی حالت اور ضرورتوں کو دیکھکر ایسی طرز پر نصیحت کرے جس سے وہ فائدہ اُٹھاویں۔ انتہی مختصراً۔

بموجب اس قاعدہ کے ہمارے زمانہ میں سب سے اول واعظ اور مفتیوں پر لازم ہے کہ علاوہ امور مذکورہ اُس جماعت سے نفرت دلاویں کہ جنکی زبان اور قلم سے توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلی ہے اور نکلتی رہتی ہے حالانکہ علاوہ جمہور علماء سلف وخلف مذاہب اربعہ وہ خود بھی توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفر جانتے ہیں مگر جو انکے بزرگوں کی قلم یا اُنکی قلم سے جو کلمات توہین نکل گئے ہیں اور ایک عالم اُن کلمات توہین کو توہین انبیاء سمجھتا ہے مگر وہ اپنے کلمات کو کلمات توہین نہیں کہتے اور اُنکی بڑی بڑی تاویلات رکیکہ کر کے لوگوں کو خرابی میں ڈالتے ہیں یا منکر اجماع ختمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسے چکڑالوی یا مدعی نبوت کو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچا جانتے ہیں یا باوجود ثابت ہو جانے دعوے نبوت کے اُس مدعی نبوت کو مسلمان سمجھتے ہیں یا اُسکی تصدیق کرنیوالوں کو مسلمان جانتے ہیں۔ مثل متعدد فرقوں مرزائیوں کے +

دلیل ششم۔ اور نیز تعظیم وقت تشریف آوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے ساتھ اشارۃ النص کے کتاب سے بتصریح ملا علی قاری بھی۔

كَمَا قَالَ فِي رِسَالَتِهِ مَوْرِدُ الرَّوِيِّ فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي قَوْلِهِ تَعَالَى لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ

چنانچہ رسالہ مورد الروی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے اور فرمان خداوندی میں کہ۔ البتہ آچکے تمہارے پاس ایک رسول مطلق تمہاری جنس سے گراں ہے اُنپر

مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہ اشَارَ بِذٰلِكَ وَانْبَاءَ اِلَى التَّعْظِيْمِ وَقْتَ مَجِيْئِہٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ۔

وہ بات جو تجکو رنج میں ڈالے حریص ہیں تمہاری بہتری کے اور مومنوں پر بہت شفیق اور مہربان ہے یعنی لَقَدْ جَآءَکُمْ میں اشارہ اور آگاہی ہے

طرف تعظیم وقت تشریف آوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دار ناپائدار دنیا میں اگر کوئی کہے کہ یہ تعظیم مثبتہ بقول ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مستدلہ بآیۃ کریمہ اُسی وقت کے ساتھ خاص تھی کہ جس وقت آپ رونق افروز اس دار ناپائدار میں ہوئے تھے اور اب ہر سال تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پیدا ہوتے بلکہ بعضہم بعد ازیں گستاخانہ بے ادبانہ لفظ جنم اشٹمی زبان پر لاکر یہ حدیث شریف پڑھتے ہیں مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ تو جواب اسکا یہ ہے کہ التزام تمام لوازمات تعظیم وسرور کا ہر سال بروز معینہ ہمجنس نزول وظہور اُس شئے موجب تعظیم وانشراح کے مثل لوازمات تعظیم وسرور روز نزول وظہور اس شئے باعث فرحت وتعظیم کے کرنا ثابت ہے۔ صراحۃً نص قرآن مجید اور احادیث رسول حمید صلی اللہ علیہ وسلم واقوال مجتہدین وسلف صالحین سے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حِكَايَةً عَنْ عِيْسٰى عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْہِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَفِيْ تَفْسِيْرِ الْجَلَالَيْنِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا الخ اَيْ يَوْمَ نُزُوْلِهَا عِيْدًا نُعَظِّمُہٗ وَنُشَرِّفُہٗ۔ انتہٰی۔ وَفِي الْمَدَارِكِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا الخ اَيْ تَكُوْنُ لَنَا سُرُوْرًا۔ وَفَرَحًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا انتہٰی۔ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَہُ اللّٰهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَى الْيَهُوْدَ يَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے عیسٰے علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے حکایت کرتے ہوئے اے رب ہمارے اُتار تو ہمپر دستر خوان رزق کا آسمان سے کہ ہو وہ دن عید ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے حق میں اور باقی رہے تیری رزاقیت کی نشانی۔ اسکی تفسیر میں صاحب جلالین تحریر فرماتے ہیں۔ قولہ تَكُوْنُ عِيْدًا سے مراد یہ ہے کہ اُس دستر خوان کے اُترنے کا دن بسبب عظمت اور شرف کے عید بنالیا جاوے اور یہی مضمون تفسیر مدارک کا ہے اور بخاری شریف میں ہے حضرت عبد اللہ بن عباس

ما هذا قالوا هذا يوم صالح هذا يوم نجى
الله بني اسرائيل من عدوهم فصامه
موسى عليه السلام قال صلى الله عليه
وسلم فانا احق بموسى منكم فصامه
وامر بصيامه. انتهى - واخرج المسلم
قال سئل رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن صوم الاثنين
فقال فيه ولدت وفيه انزل علي انتهى

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رونق افروز
ہوکر یہود کو دیکھا کہ دسویں تاریخ محرم کو روزہ
رکھتے ہیں آپ نے فرمایا یہ کیسا روزہ
ہے یہود نے عرض کیا کہ یہ نیک دن ہے
اس دن اللہ نے بنی اسرائیل کو اُنکے دشمن
فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی یہ اسکے
شکریہ میں موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا
تھا۔ آپ نے فرمایا مجھپر تمسے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا حق ہے لہذا آپنے خود روزہ
رکھا اور سب کو روزہ کا حکم فرمایا۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ جب آپ سے سوال کیا گیا
کہ آپ پیر کے دن کیوں روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ دن میری ولادت کا
اور شروع ہونے نزول قران کا ہے۔

اور نجات بنی اسرائیل اور موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام اور نزول قران
فرقان بین الحق والبطلان اور ولادت باسعادت سید دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر سال نہیں
ہوتی تھی پھر باوجود اسکے روزہ رکھنا آپکا ہر سال بروز عاشورہ فقط بدیں جہت بمقتضائے
سیاق حدیث اور علیٰ ہذا روزہ آپکا ہر ہفتہ میں بروز پیر بجہت ولادت سعید و نزول قران حمید
صاف دال ہے تجدید تعظیم و سرور ہر یوم ہمجنس یوم تعظیم و سرور پر۔

كما قال حافظ ابن حجر العسقلاني قد
ظهر لي تخريجه (تعيين يوم المولد) على اصل ثابت
وهو ما ثبت في الصحيحين ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قدم المدينة
فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء الخ
فيستفاد منه فعل ذالك اي المولد الشريف

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی مولد
کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک
تعیین روز میلاد شریف کی یہ دلیل ہے جو
حدیث شریف صحیحین میں ہے
کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
مدینہ طیبہ میں تشریف لائے اور یہود کو عاشورہ

شُكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى بِمَا مَنَّ بِهٖ فِيْ يَوْمٍ مُعَيَّنٍ مِنْ اِبْدَاءِ نِعْمَةٍ وَدَفْعِ نِقْمَةٍ وَيُعَادُ ذَالِكَ فِيْ نَظِيْرِ ذَالِكَ الْيَوْمِ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ وَالشُّكْرُ يَحْصُلُ بِاَنْوَاعِ الْعِبَادَاتِ مِنَ السُّجُوْدِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَاَيُّ نِعْمَةٍ اَعْظَمُ مِنْ نِعْمَةِ بُرُوْزِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِيْ ذَالِكَ الْيَوْمِ وَعَلٰى هٰذَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّتَحَرّٰى ذَالِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يُطَابِقَ قِصَّةَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ - انتہی کلامہ مِنْ مَوْلِدِهِ الْكَبِيْرِ - وَفِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ قَالَ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ اِنَّ اَفْضَلَ اللَّيَالِيْ لَيْلَةُ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ثُمَّ لَيْلَةُ الْاِسْرَاءِ انتہی -

کے دن موسیٰ علیہ السلام کی خوشی میں نجات ظلم فرعون سے روزہ رکھتے دیکھا آپنے بھی روزہ رکھا۔ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ خوشی مولود شریف کی بھی ولادت کے دن اسی قسم کی خوشی ہے جسمیں شکر ادا کیا جاتا ہے مختلف عبادتوں کے ساتھ اس نعمت پر کہ اللہ نے ہمارے درمیان اپنے رسول کو پیدا کیا اور انکے ساتھ ظلمت کفر و شرک سے ہمکو نجات عطا فرمائی۔ اور رد محتار میں ہے بعض شافعیہ کا قول ہے کہ تمام راتوں میں افضل آپ کی ولادت کی رات ہے۔ پھر لیلۃ القدر پھر معراج کی رات"۔

اور مدارج النبوۃ میں ہے۔ "بدانکہ استقرار نطفۂ زکیہ مصطفویہ در صدف رحم آمنہ رضی اللہ عنہا در ایام حج بر قول اصح در اوسط ایام تشریق شب جمعہ بود ازیں جہت امام احمد حنبل رحمہ اللہ لیلۃ الجمعہ را افضل تر از لیلۃ القدر دانستہ کہ خیرات و برکات و سعادات کہ در جنس این شب بر عالمیان و مومنان مفاض شدہ در ہیچ شبے نشدہ تا روز قیامت بلکہ تا ابد و اگر بہمیں جہت شب میلاد را افضل از شب قدر دارند نیز مے سزد و قد صرح بہ العلماء رحمہم اللہ" اور اسی میں ہے "و عمل اہل مکہ معظمہ در زیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف را اور آنچہ از آداب و اوضاع آن است در شب دوازدہم ربیع الاول روز دوشنبہ بودہ" انتہی

پس باوجود ثبوت تام انکار کرنے تجدید تعظیم و سرور میان ایام ہمجنس یوم تعظیم و سرور کو بجز کتمان حق یا عدم وقوف دلائل موثقہ کے اور کیا کہا جاوے۔ حالانکہ باوجود

تعیین یوم کو عاملین محفل ہذا سے کوئی ایسا نہ ہوگا کہ جو تعیین یوم وغیرہ کو فرض یا واجب جانتا ہو تا کہ مورد قباحت ہو بلکہ بلا تعیین یوم بھی یہ عمل شریف اکثر ہوتا رہتا ہے اور علیٰ ہذا ایسے فعل مستحسنہ علماء و محدثین سلف و خلف کو مشابہ افعال قبیحہ کفار نابکار ٹھہرا کر حدیث مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ پڑھنے کو بجز تعصب کس بات پر محمول کہا جاوے کسواسطے کہ اگر بنظر انصاف معنی تشابہ ممنوعہ کتب فقہ و اقوال محدثین سے بغور تمام سمجھ لئے جاتے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ یہ الفاظ کبھی زبان پر نہ آتے اور وہ یہ ہیں جو درّ مختار میں مذکور ہیں۔

قَالَ فِي دُرِّ الْمُخْتَارِ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ إِنَّ الْإِشَارَةَ بِالسَّبَابَةِ بَيْنَ التَّشَهُّدِ يُتْرَكُ لِأَنَّ فِيهَا تَشَبُّهًا بِالرَّافِضَةِ الْفَجَرَةِ بِأَنَّ التَّشَبُّهَ بِأَهْلِ الْبِدْعَةِ الْمَمْنُوعَ إِنَّمَا يَكُونُ بِشَيْءٍ ابْتَدَعُوهُ أَوْ يَكُونُ مُخْتَصًّا بِهِمْ وَشِعَارُهُمْ أَمَّا غَيْرُهُ مَا يَكُونُ مَسْنُونًا أَوْ مَنْدُوبًا أَوْ مُسْتَحْسَنًا شَرْعًا فَلَا اعْتِبَارَ لِلتَّشَبُّهِ بِهِمْ وَلَوِ اعْتُبِرَ ذَالِكَ لَلَزِمَ تَرْكُ كَثِيرٍ مِنَ السُّنَنِ وَالْمَنْدُوبَاتِ لِأَنَّهُمْ يُشَارِكُونَ أَهْلَ السُّنَّةِ فِي كَثِيرٍ مِنْ أَعْمَالِ الْعِبَادَاتِ وَكَذَا الْعَادَاتِ وَهٰذَا لَا يَقُولُهُ أَحَدٌ قَالَ وَالشَّيْءُ إِنْ كَانَ مَحْمُودًا فِي نَفْسِهِ لَا يَصِيرُ مَذْمُومًا لِكَوْنِهِ سِمَةً لِأَهْلِ الْبِدْعِ وَيُؤَيِّدُ ذَالِكَ مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ الْإِمَامُ التُّورِبِشْتِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي شَرْحِ الْمَصَابِيحِ عِنْدَ شَرْحِ حَدِيثِ أَهْلِ الْبِدَعِ

درمختار میں اُس شخص کے جواب میں ہے جو کہتا ہے کہ التحیات میں کلمہ کی انگلی کے ساتھ اشارہ نہ کرنا چاہئے اسواسطے کہ اشارہ میں رافضیوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔ صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ اہل بدعت کے ساتھ مشابہت حاصل کرنے سے ایسے امور میں منع کیا گیا ہے جسکو خاص اُنہوں نے نکالا ہو اور وہ اُنکی علامت اور شعار ہوگیا ہو۔ نہ اُن امور میں جو فی نفسہٖ سنت یا مستحب یا مستحسن ہوں ورنہ بہت سی سنت جسمیں ہماری اُنکی شرکت ہے چھوڑنی پڑینگی جسکا کوئی بھی اہل علم سے قائل نہیں اور اسی قول کی تائید کرتا ہے وہ قول جو علامہ تورپشتی سے شرح مصابیح میں شرح حدیث بیان اہل بدعت میں منقول ہے۔ کہ جب صحابہ کرام نے خارجیوں کی علامت دریافت فرمائی

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ
مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ الْحَلْقُ اَيْ بِهٰذَا الْبِنَاءِ
اِمَّا لِتَعْرِيْفِ مُبَالَغَتِهِمْ فِي الْحَلْقِ اَوْ لِاَنَّ
هُمْ مِنْهُ قَدْ حَدَّثَ بِهٖ تَنْبِيْهًا عَلٰى
اِمَارَتِهِمْ وَتَوْفِيْقًا عَلٰى شِعَارِهِمُ الظَّاهِرِ
وَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ مَا يَدُلُّ عَلَى الْوَضْعِ مِمَّنْ
يَتَّخِذُ الْحَلْقَ وَاِلٰى فَقْدِ وَضْعِهِمْ بِكَثْرَةِ
الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ كَمَا وَضْعُهُمْ بِالْحَلْقِ
وَالشَّيْءُ اِذَا كَانَ مَحْمُوْدًا فِيْ نَفْسِهٖ لَا
يَصِيْرُ مَذْمُوْمًا لِاسْتِنَانِ مَنْ يَسْتَنُّ بِهٖ
مِنْ اَهْلِ الزَّيْغِ فِيْ حَقِّ الْعُمُوْمِ وَاِنَّمَا يُذَمُّ
بِالتَّشَبُّهِ بِهِمُ الْعِوَجِ فِيْ قَصْدِهِمْ
وَفَسَادِ نِيَّتِهِمْ. انتهى. وَاَيْضًا فِيْهِ
فِيْ بَابِ مَا يُفْسِدُ الصَّلٰوةَ اَلتَّشَبُّهُ
بِهِمْ لَا يُكْرَهُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ بَلْ فِي الْمَذْمُوْمِ
وَفِيْمَا يَقْصُدُ بِهِ التَّشَبُّهُ كَمَا فِي الْبَحْرِ اھ.
وَفِيْ شَرْحِهٖ رَدُّ الْمُحْتَارِ قَوْلُهٗ لِاَنَّ التَّشَبُّهَ
بِهِمْ لَا يُكْرَهُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ فَاِنَّا نَاْكُلُ وَ
نَشْرَبُ كَمَا يَفْعَلُوْنَ بَحْرٌ عَنْ شَرْحِ الْجَامِعِ
الصَّغِيْرِ لِقَاضِيْ خَانَ. انتهى. وَفِي
الذَّخِيْرَةِ قُبَيْلَ كِتَابِ التَّحَرِّيْ قَالَ هِشَامٌ
رَاَيْتُ عَلٰى اَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ نَعْلَيْنِ
مَخْصُوْفَيْنِ بِمَسَامِيْرَ فَقُلْتُ اَلَا تَرٰى

آپ نے فرمایا سر منڈوانا ہے یہ فرمانا آپ کا
اس بنا پر ہے کہ وہ سر منڈوانے میں مبالغہ
کرینگے اور انکے زمانہ امارت میں سر منڈوانا
انکا شعار ہوجاویگا نہ یہ کہ جو سر منڈوائے
وہ ہی خارجی قرار دیا جاوے اور گمراہ کہا جاوے
حالانکہ انکی ایک علامت یہ بھی بیان کیگئی
ہے کہ وہ نماز روزہ کا اہتمام تمسے زیادہ
اور بہتر کرینگے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اچھی بات
کسی بدعتی کے اختیار کر لینے سے بُری
نہیں ہوجاتی۔ بُری وہ ہی باتیں ہوتی ہیں
کہ جنسے وہ کجرو اور بدعتی کہلائے جاویں۔
اور اسی کتاب کے باب "ما یفسد الصلوۃ" میں ہے
کہ بیشک تشبہ اہل کتاب کے ساتھ ہر بات
میں مکروہ نہیں ہے بلکہ انہیں باتوں میں
مکروہ ہے جو شرعًا فی الواقع مکروہ ہیں۔ یا
جب مکروہ ہے جب مقصود انکی صورت
بنانا ہو۔ ایسے ہی بحر الرائق میں ہے۔ در مختار کی
شرح رد المحتار میں ہے کہ یہ جو در مختار
میں ہے کہ ہر بات میں انکے ساتھ مشابہت
مکروہ نہیں ہے اسواسطے فرمایا کہ جیسے
وہ کھاتے اور پیتے ہیں ہم بھی کھاتے پیتے
ہیں البتہ انکے کھانے پینے کا طریق مکروہ ہے
ایسا ہی بحر الرائق میں ہے شرح جامع صغیر قاضیخان سے

تعیین یوم کو عاملین محفل ہذا سے کوئی ایسا نہ ہوگا کہ جو تعیین یوم وغیرہ کو فرض یا واجب جانتا ہو تا کہ مورد قباحت ہو بلکہ بلا تعیین یوم بھی یہ عمل شریف اکثر ہوتا رہتا ہے اور علیٰ ہذا ایسے فعل مستحسنہ علماء و محدثین سلف و خلف کو مشابہ افعال قبیحہ کفار نابکار ٹھہرا کر حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ پڑھتے ہیں کو بجز تعصب کس بات پر محمول کہا جاوے۔ کسواسطے کہ اگر بنظر انصاف معنی تشابہ ممنوعہ کتب فقہ و اقوال محدثین سے بغور تمام سمجھ لئے جاتے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ یہ الفاظ کبھی زبان پر نہ آتے اور وہ یہ ہیں جو درّ مختار میں مذکور ہیں۔

قَالَ فِي دُرِّ الْمُخْتَارِ فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ إِنَّ الْإِشَارَةَ بِالسَّبَابَةِ بَيْنَ التَّشَهُّدِ يُتْرَكُ لِأَنَّ فِيهَا تَشَبُّهًا بِالرَّفَضَةِ الْفَجَرَةِ بِأَنَّ التَّشَبُّهَ بِأَهْلِ الْبِدْعَةِ الْمَمْنُوعِ إِنَّمَا يَكُونُ بِشَيْءٍ ابْتَدَعُوهُ أَوْ يَكُونُ مُخْتَصًّا بِهِمْ وَشِعَارُهُمْ أَمَّا غَيْرُهُ مَا يَكُونُ مَسْنُونًا أَوْ مَنْدُوبًا أَوْ مُسْتَحْسَنًا شَرْعًا فَلَا اعْتِبَارَ لِلتَّشَبُّهِ بِهِمْ وَلَوِ اعْتُبِرَ ذَالِكَ لَلَزِمَ تَرْكُ كَثِيرٍ مِنَ السُّنَنِ وَالْمَنْدُوبَاتِ لِأَنَّهُمْ يُشَارِكُونَ أَهْلَ السُّنَّةِ فِي كَثِيرٍ مِنْ أَعْمَالِ الْعِبَادَاتِ وَكَذَا الْعِبَادَاتِ وَهٰذَا لَا يَقُولُ بِهِ أَحَدٌ قَالَ وَالشَّيْءُ إِنْ كَانَ مَحْمُودًا فِي نَفْسِهِ لَا يَصِيرُ مَذْمُومًا لِكَوْنِهِ سِمَةً لِأَهْلِ الْبِدَعِ وَيُؤَيِّدُ ذَالِكَ مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ الْإِمَامُ التُّورِبِشْتِي رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي شَرْحِ الْمَصَابِيحِ عِنْدَ شَرْحِ حَدِيثِ أَهْلِ الْبِدَعِ

درّ مختار میں اُس شخص کے جواب میں ہے جو کہتا ہے کہ التحیات میں کلمہ کی انگلی کے ساتھ اشارہ نہ کرنا چاہئے اسواسطے کہ اشارہ میں رافضیوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔ صاحب درّ مختار فرماتے ہیں کہ اہل بدعت کے ساتھ مشابہت حاصل کرنے سے ایسے امور میں منع کیا گیا ہے جسکو خاص اُنہوں نے نکالا ہو اور وہ اُنکی علامت اور شعار ہو گیا ہو۔ نہ اُن امور میں جو فی نفسہ سنت یا مستحب یا مستحسن ہوں ورنہ بہت سی سنت جسمیں ہماری اُنکی شرکت ہے چھوڑنی پڑینگی جسکا کوئی بھی اہل علم سے قائل نہیں اور اسی قول کی تائید کرتا ہے وہ قول جو علامہ تورپشتی سے شرح مصابیح میں شرح حدیث بیان اہل بدعت میں منقول ہے۔ کہ جب صحابہ کرام نے خارجیوں کی علامت دریافت فرمائی

قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ
مَا سِیْمَاھُمْ قَالَ الْحَلْقُ اَیْ بِھٰذَا الْبِنَاءِ
اِمَّا لِتَعْرِیْفِ مُبَالَغَتِھِمْ فِی الْحَلْقِ اَوْ لِاَنَّہٗ
ھُمْ مِنْہُ قَدْ حَدَّثَ بِہٖ تَنْبِیْھًا عَلٰی
اِمَارَتِھِمْ وَتَوْفِیْقًا عَلٰی شِعَارِھِمُ الظَّاھِرِ
وَلَیْسَ فِیْ ذٰلِکَ مَا یَدُلُّ عَلَی الْوَضْعِ مِمَّنْ
یَتَّخِذُ الْحَلْقَ وَاِلٰی فَقْدِ وَضْعِھِمْ بِکَثْرَۃِ
الصَّلٰوۃِ وَالصِّیَامِ کَمَا وَضَعَھُمْ بِالْحَلْقِ
وَالشَّیْءُ اِذَا کَانَ مَحْمُوْدًا فِیْ نَفْسِہٖ لَا
یَصِیْرُ مَذْمُوْمًا لِاسْتِنَانِ مَنْ یَسْتَنُّ
مِنْ اَھْلِ الزَّیْغِ فِیْ حَقِّ الْعُمُوْمِ وَاِنَّمَا یُذَمُّ
بِالتَّشَبُّہِ اِلَیْھِمُ الْعِوَجَ فِیْ قَصْدِھِمْ
وَفَسَادِ نِیَّتِھِمْ ۔ انتھی ۔ وَاَیْضًا فِیْہِ
فِیْ بَابِ مَا یُفْسِدُ الصَّلٰوۃَ اَلتَّشَبُّہُ
بِھِمْ لَا یُکْرَہُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ بَلْ فِی الْمَذْمُوْمِ
وَفِیْمَا یُقْصَدُ بِہِ التَّشَبُّہُ کَمَا فِی الْبَحْرِ ۔ اھ ۔
وَفِیْ شَرْحِہٖ رَدِّ الْمُحْتَارِ قَوْلُہٗ لِاَنَّ التَّشَبُّہَ
بِھِمْ لَا یُکْرَہُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ فَاِنَّا نَاْکُلُ وَ
نَشْرَبُ کَمَا یَفْعَلُوْنَ بَحْرٌ عَنْ شَرْحِ الْجَامِعِ
الصَّغِیْرِ لِقَاضِیْ خَانَ ۔ انتھی ۔ وَفِی
الذَّخِیْرَۃِ قُبَیْلَ کِتَابِ التَّحَرِّیْ قَالَ ھِشَامٌ
رَاَیْتُ عَلٰی اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَہُ اللّٰہُ نَعْلَیْنِ
مَخْصُوْفَیْنِ بِمَسَامِیْرَ فَقُلْتُ اَلَا تَرٰی

آپ نے فرمایا سر منڈوانا ہے یہ فرمانا آپ کا
اس بنا پر ہے کہ وہ سر منڈوانے میں مبالغہ
کرینگے اور انکے زمانہ امارت میں سر منڈوانا
انکا شعار ہوجاویگا نہ یہ کہ جو سر منڈوائے
وہ ہی خارجی قرار دیا جاوے اور گمراہ کہا جاوے
حالانکہ انکی ایک علامت یہ بھی بیان کیگئی
ہے کہ وہ نماز روزہ کا اہتمام تمسے زیادہ
اور بہتر کرینگے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اچھی بات
کسی بدعتی کے اختیار کر لینے سے بُری
نہیں ہوجاتی ۔ بُری وہ ہی باتیں ہوتی ہیں
کہ جنسے وہ کجرو اور بدعتی کہلائے جاویں ۔
اور اسی کتاب کے باب مایفسد الصلوۃ میں ہے
کہ بیشک تشبہ اہل کتاب کے ساتھ ہر بات
میں مکروہ نہیں ہے بلکہ انہیں باتوں میں
مکروہ ہے جو شرعًا فی الواقع مکروہ ہیں ۔ یا
جب مکروہ ہے جب مقصود انکی صورت
بنانا ہو ۔ ایسے ہی بحر الرائق میں ہے اسکی
شرح رد المحتار میں ہے کہ یہ جو در مختار
میں ہے کہ ہر بات میں انکے ساتھ مشابہت
مکروہ نہیں ہے اسواسطے فرمایا کہ جیسے
وہ کھاتے اور پیتے ہیں ہم بھی کھاتے پیتے
ہیں (البتہ انکے کھانے پینے کا طریق مکروہ ہے)
ایسا ہی بحر الرائق میں ہے شرح جامع صغیر قاضیخان سے

بِهٰذَا الحَذْوِ بَأْسًا قَالَ لَاقُلْتُ سُفْيَانُ وَثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ كَرِهَا ذَالِكَ لِاَنَّ فِيْهَا تَشْبِيْهًا بِالرُّهْبَانِ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَلْبِسُ النِّعَالَ الَّتِيْ بِهَا شَعْرٌ وَاِنَّهَا مِنْ لِبَاسِ الرُّهْبَانِ فَقَدْ اَشَارَ اِلٰى اَنَّ صُوْرَةَ الْمُشَابَهَةِ فِيْمَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ صَلَاحُ الْعِبَادِ لَا يَضُرُّ فَاِنَّ الْاَرْضَ مِمَّا لَا يُمْكِنُ قَطْعُ الْمَسَافَةِ الْبَعِيْدَةِ فِيْهَا اِلَّا بِهٰذَا النَّوْعِ اھ۔

اور کتاب النحری سے پہلے ذخیرہ میں ہے حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ جوتیں کوکوں سے سلی ہوئی پہنے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کے نزدیک کیا ایسی جوتیوں کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت سفیان ثوری اور ثور ابن یزید رحمہما اللہ تو مکروہ سمجھتے تھے اسواسطے کہ ایسی جوتیوں میں مشابہت لازم آتی ہے راہبوں کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالدار جوتی پہنتے تھے حالانکہ وہ بھی راہبوں کے لباس سے ہے۔ حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمانے میں اشارہ ہے اس امر کیطرف کہ جن امور میں آدمیوں کی بہتری ہو اور بغیر ایسی جوتیوں کے سفر بعید طے کرنا مشکل ہو صورتا مشابہت لازم آنے میں کوئی حرج نہیں"۔

پس جبکہ روایات ہذا سے مضمون پر باحسن وجوہ واضح ہو چکا کہ تشبہ ممنوع افعال مختصہ کفار اور شعار فرق ضالہ بدعتیان نابکار میں ہے اور افعال مستحسنہ اور امور مندوبہ فی نفسہ لزوم مشابہت کسی فرقہ ضالہ سے زنہار مذموم نہیں ہوسکتی بلکہ مشابہت ممنوع اُسوقت تک نہیں ہوتی جبتک کفار یا بدعتیوں سے مشابہت مقصود نہ ہو۔ تو اب جان لینا چاہئے کہ محفل تجدید تعظیم وسرور ولادت باسعادت سید الانبیاء کو مشابہ فعل ناشائستہ کفار شرار بمشابہت مذموم و ممنوع خیال کرنا محض خیال خام ہے کسواسطے کہ کسیکا اہل اسلام سے محفل ہذا میں ذرا بھی خیال نیت وقصد مشابہت فعل قبیحہ کفار نہیں ہوتا (نعوذ باللہ من ذالک) علاوہ بریں لزوم مشابہت کو شرکت بعض افعال قبیحہ میں ضرور ہے حالانکہ یہاں ایک امر میں بھی مشارکت نہیں پائی جاتی کسواسطیکہ

فعل کفار لا اعتبار سراسر مشتمل ہوتا ہے افعال کفر و شرک پر بخلاف فعل تقریر بزم ہذا سید الانبیاءؐ
کے کہ استحباب ہر ایک امر کا امور متعاملہ بزم ہذا سے ثابت ہے بموجب احادیث و اقوال
فقہا و محدثین کے اور برتقدیر ثبوت استحباب ہر یک امور مذکور اگر مشابہت بھی لازم
آجاتی تو بھی ممنوع و مذموم نہیں ہو سکتا تھا۔ کسواسطے کہ روایات مذکورہ میں گذر چکا
ہے کہ امور مستحسنہ و مستحبہ فی نفسہٖ نفس مشابہت کیسکی فرق ضالہ سے بلانیت مشابہت
ہرگز مذموم نہیں ہو سکتی بلکہ بعض افعال کفار کا تو بعض اوقات بجہت کسی عمدگی خاص
کے خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مطلوب ہونا ثابت ہے مثل امر روزہ یوم عاشورہ کے
بجہت روزہ رکھنے یہود کے اس دن میں بسبب نجات موسیٰ علیہ السلام کے اور مانند سیدھے
رکھنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو مثل اہل کتاب کی قبل نزول حکم مانگ رکھنے کے
ہاں البتہ یہ فعل تعظیم وغیرہ فرحت و نشاط مشابہ فعل ملائکہ تو ہے کسواسطے کہ ملائکہ باستماع خبر
ولادت شریف کھڑے تھے اور یہاں صورت ہم بھی وقت ذکر خبر ولادت حضرت رحمۃ
للعالمین قبل از ولادت باسعادت و ظہور نور نبوت بادشاہ انام بجہت اظہار تعظیم سید الانام
و ذکر ظہور نور رسالت دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور دیگر لوازم محفل شریف مثل
عود سوزی و اہتمام فرش وغیرہ مشابہ ہیں ساتھ افعال امام مالک علیہ الرحمۃ کے چنانچہ
روایت شاہد بریں مدعا گذر ہی چکی بریں تقدیر اب حدیث مذکور بدینطور پڑھنا لازم ہوا
کہ بجہت قیام ملائکہ ہم بھی کھڑے ہوتے ہیں اور حصول مشابہت امام مالک علیہ الرحمۃ
کو یہ جملہ اہتمام کیا جاتا ہے و مَن تَشَبَّہَ بِقَومٍ فَھُوَ مِنھُم فقط بالخ اگر کوئی کہے کہ بموجب
روایات ہذا تجدید تعظیم و سرور کا ہر سال تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ مستحب ہے مگر مراد تعظیم سے
قول مذکورہ ملا علی قاری مستدلہ بآیۃ کریمہ میں فقط ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ساتھ کمال خشوع و خضوع معہ تقسیم شیرینی وغیرہ اسباب مسرت و نشاط ہے نہ بہ قیام متعارف
اہل اسلام تو سنئے کہ علاوہ برآنکہ مراد لفظ تعظیم مذکورہ قول ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے ہی قیام
تعظیمی ہونا ثابت ہے بمقتضائے مقام ہذا۔ بجہت تعارف قیام مذکور کے زمان قدیم سے
اور پیش از زمانہ ملا علی قاری نیز ثابت ہے بدیں دلیل کہ تعظیم ہر وقت اور ہر شئے کی جداگانہ

ہوتی ہے جیسی کہ عادت صحابہ کرام کی آپ کی حین حیات کرامت سماتیں تھی اور بعد وفات ونیز جملہ سلف صالح کی تعظیم ہر وقت و ہر شئے متعلقہ با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مختلف تھی جیساکہ شفائے قاضی عیاض میں مروی و ماثور ہے اور اُسکے مطالعہ کرنے والے پر اظہر الظہور ہے۔ اور نیز دیگر کتب سیر میں۔ چنانچہ اولاً مختصراً بعض روایات مبالغہ فی التعظیم صحابہ مختلف بحین حیات کہ جسکا سابق میں وعدہ بھی کیا گیا تھا شفائے قاضی عیاض سے بطور نمونہ بیان ہوتی ہیں۔

بیان تعظیم صحابہ کا بوقت حضوری حضور اور محبت صحابہ کا آپ کے کھنکار۔ تھوک اور غسالہ کے ساتھ

رَوٰی اُسَامَۃُ ابْنُ شَرِیْکٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ حَوْلَہٗ کَاَنَّمَا عَلٰی رُؤُسِہِمُ الطَّیْرُ وَقَالَ عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ حِیْنَ وَجَّھَہٗ قُرَیْشٌ عَامَ الْقَضِیَّۃِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَاٰی مِنْ تَعْظِیْمِ اَصْحَابِہٖ لَہٗ مَا رَاٰی وَاَنَّہٗ لَا یَتَوَضَّاُ اِلَّا ابْتَدَرُوْا وَضُوْئَہٗ وَکَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلَیْہِ وَلَا یَبْصُقُ بُصَاقًا وَلَا یَتَنَخَّمُ نُخَامَۃً اِلَّا تَلَقَّوْھَا بِاَکُفِّھِمْ فَدَلَکُوْا بِھَا وُجُوْھَھُمْ وَاَجْسَادَھُمْ وَلَا تَسْقُطُ مِنْہُ شَعْرَۃٌ اِلَّا ابْتَدَرُوْھَا وَاِذَا اَمَرَھُمْ بِاَمْرٍ ابْتَدَرُوْا اَمْرَہٗ وَاِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَہٗ وَمَا یُحِدُّوْنَ اِلَیْہِ النَّظَرَ تَعْظِیْمًا لَّہٗ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰی قُرَیْشٍ قَالَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ

حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ میں جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا میں نے آپ کے اصحاب کو بمقتضائے ادب آپ کے گرد گردن جھکائے اسطرح بیٹھا دیکھا کہ گویا اُنکے سروں پر پرند جانور بیٹھے ہیں (اور وہ ڈرتے ہیں کہ حرکت کرنے سے اُڑ نہ جاویں) اور فرماتے ہیں عروۃ بن مسعود کو حدیبیہ میں جب قریش نے آپ کی خدمت میں بھیجا اور اُس نے آپ کے اصحاب کو آپکی بیحد تعظیم کرتے دیکھا اور دیکھا کہ آپکا وضوء کا پانی زمین پر نہیں گرنے پاتا اور نہ تھوک اور نہ سنک مگر اُسکے لینے کو اتنا جھپٹتے ہیں کہ آپسمیں ایک دوسرے پر گر پڑتا ہے اور آپکے کھنکار تھوک سنک آب وضوء کو

اِنِّیْ جِئْتُ کِسْریٰ فِیْ مُلْکِہٖ وَقَیْصَرَ فِیْ مُلْکِہٖ وَالنَّجَاشِیَّ فِیْ مُلْکِہٖ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا رَأَیْتُ مَلِکًا فِیْ قَوْمِہٖ قَطُّ مِثْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَصْحَابِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَاِنْ رَأَیْتُ مَلِکًا قَطُّ یُعَظِّمُہٗ اَصْحَابُہٗ کَمَا یُعَظِّمُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْحَابُہٗ

ہاتھوں میں لے لیکر اپنے مونھ اور جسموں پر ملتے ہیں اور جب کوئی آپکا موئے مبارک گرتا ہے تو آپسمیں لینے کو جھپٹتے ہیں اور جب آپ کوئی امر فرماتے ہیں اسکی اطاعت میں ایک پر ایک گرتا ہے۔ اور جب آپ سے بات کرتے ہیں نہایت پست آواز سے بات کرتے ہیں اور بوجہ تعظیم آپ کیطرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے، وہ نے آپ کی خدمت سے لوٹ کر قریش سے جاکر کہا کہ میں کسریٰ کے ملک میں کسریٰ کے پاس اور قیصر کے ملک میں قیصر کے پاس اور نجاشی کے ملک میں نجاشی کے پاس گیا ہوں مگر میں نے خدا کی قسم کسی بادشاہ کو اپنی قوم میں اس شان و عظمت کے ساتھ نہیں دیکھا جس شان کے ساتھ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اصحاب کے درمیان میں دیکھا اور کسی بادشاہ کی اتنی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی جتنی آپ کی تعظیم آپ کے اصحاب کرتے تھے"۔

دیکھو اس روایت سے مبالغہ فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کا کسقدر ظاہر و باہر ہے۔

بیان تعظیم صحابہ کا وقت تشریف بری حضور صلی اللہ علیہ وسلم و تنخانہ کیطرف

رَوَی اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُنَا فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِیَامًا حَتّٰی نَرَاہُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُیُوْتِ اَزْوَاجِہٖ

اور ابو داؤد میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں نصیحت فرماتے رہتے جب آپ بارادہ تشریف بری کھڑے ہوتے تو ہم سب کھڑے ہوجاتے اور جبتک آپ اپنے بعض ازواج مطہرات کے گھر میں داخل نہ ہوجاتے اور ہمکو نظر آتے رہتے اُسوقت تک ہم کھڑے رہتے"۔

اور قسطلانی شرح بخاری کی جلد ہشتم میں ہے اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے بسند قوی کہ کھڑے ہوئے ہم واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بوسہ دیا ہم نے

آپ کے ہاتھ کو۔ اور فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا جب آپ اُنکے ہاں تشریف لیجاتے تو قیام کیا کرتی تھیں۔ اور بموجب آیۃ کریمہ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ جسکے معنے تبالغوفی تعظیمہ ہیں۔ انصار وقت خبر تشریف آوری حضور سننے سے اسقدر مبالغہ قیام تعظیمی میں منقول ہے کہ خبر تشریف آوری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ کیطرف سنکر محض امید آمد آمد پر بلا ناغہ صبح سے دوپہر ڈھلنے تک حضور کے انتظار میں بمقتضاء محبت و تعظیم جسطرف سے مکہ کے قافلے آیا کرتے تھے مدینہ طیبہ سے باہر کھڑے رہتے تھے جسکی تفصیل عنقریب آئیگی۔ یہ روایت مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔

بیان بے ایمان ہوجانیکا آپکے سامنے بلند کرنے آواز یا آپکے احکام میں دخل دینے سے

وَفِی الشِّفَاءِ فِی الْبَابِ الثَّالِثِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ۔ قَالَ فِی تَفْسِیْرِ الْاٰیَةِ الْاُوْلٰی وَنَهٰی عَنِ التَّقَدُّمِ بَیْنَ یَدَیْهِ بِالْقَوْلِ وَسُوْءِ الْاَدَبِ بِسَبْقِهٖ بِالْكَلَامِ عَلٰی قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَیْرِهٖ قَالَ السُّلَمِی اتَّقُوا اللّٰهَ فِی اِهْمَالِ حَقِّهٖ وَتَضْیِیْعِ حُرْمَتِهٖ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ لِقَوْلِكُمْ عَلِیْمٌ بِفِعْلِكُمْ ثُمَّ نَهَاهُمْ عَنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فَوْقَ صَوْتِهٖ وَالْجَهْرِ لَهٗ بِالْقَوْلِ كَمَا یَجْهَرُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ وَیَرْفَعُ صَوْتَهٗ قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْمَكِّیُّ اَیْ لَا تُسَابِقُوْهُ

قال الماوردی یعنی بالقول یعنی بالتقدم

باب سویم شفا میں ہے فرمایا اللہ جلشانہ نے اے ایمان والو مت آگے بڑہو تم اللہ و رسول سے اور ڈرو اللہ سے بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور اے ایمان والو مت بلند کرو تم اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اور نام لیکر مت پکارو آپ کو جیسے آپسمیں ایک دوسرے کو پکارتے ہو ورنہ تمہارے تمام عمل نیست و نابود اور حبط ہوجاوینگے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ مفسرین فرماتے ہیں کہ آیۃ اول میں آپ کے آگے چلنے سے ممانعت ہے اور آپ کے کلام میں دخل دینے سے اور یہی قول ماوردی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ علامہ سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعد آیۃ لَا تُقَدِّمُوْا کے جو فرمایا اِتَّقُوا اللّٰهَ اسکے معنے

بِالْكَلَامِ وَلَا تَغْلِظُوْا لَهٗ بِالْخِطَابِ وَلَا
تُنَادُوْهُ بِاِسْمِهٖ نِدَاءَ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ
وَلٰكِنْ عَظِّمُوْهُ وَوَقِّرُوْهُ وَنَادُوْهُ بِاَشْرَفِ
مَا يُنَادٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَرُوِيَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ لَمَّا نَزَلَتْ
هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ لَا اُكَلِّمُكَ
بَعْدَهَا اَبَدًا اِلَّا كَاَخِي السِّرَارِ وَاَنَّ
عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا حَدَّثَهٗ
حَدَّثَهٗ كَاَخِي السِّرَارِ مَا كَانَ يُسْمِعُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ
هٰذِهِ الْاٰيَةِ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهٗ۔ انتهى ملخصا

یہ ہیں کہ ڈرو اللہ سے سستی سے آپ کے
حق ادا کرنے میں اور آپ کی تعظیم اور حرمت
میں کوتاہی کرنے سے بیشک اللہ سننے
والا ہے تمہارے اقوال کو اور جاننے والا
ہے تمہارے افعال کو۔ بعد اسکے تفصیلاً
بیان فرما دیا کہ آپ کے حضور میں تمہاری
آواز تک بلند نہ ہونے پاوے ایسا ہی
علامہ ابو محمد مکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ اور
مروی ہے کہ اس آیت کو سنکر حضرت
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ
قسم ہے اللہ کی یا رسول اللہ صلی اللہ
علیک اب میں کبھی حضور کے سامنے
ذرا بھی اونچی آواز سے بات نہ کرونگا

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضور میں ایسی پوشیدہ طور پر بات کرتے کہ بعض
اوقات دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پڑتی۔

اور جس کسیکو زیادہ توضیح منظور ہو تو چاہئے کہ رجوع کرے طرف شفاء وغیرہ دیگر
کتب سیر وحدیث کی جب تعظیم صحابہ بحین حیات بیان ہو چکی تو اب سنئے بیان تعظیم
صحابہ وسلف صالح اہل زمانہ مشہود بالخیر کا اور اقوال انکے دربارہ تعظیم بعد وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ذکر اسم مبارک اور وقت بیان کلمات معجز
سمات اور وقت حضوری مسجد شریف اور ساتھ اماکن قیام وقعود آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے۔ اور کیوں نہ ہو حالانکہ تمام اہلسنت والجماعت متفق ہیں اسبات
پر کہ حرمت وتوقیر وتعظیم آپ کی بعد وفات بعینہ مثل تعظیم حین حیات ہی ہے
چنانچہ شفاء میں ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ حُرْمَةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَوْقِیْرَہٗ وَتَعْظِیْمَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَازِمٌ کَمَا کَانَ حَالَ حِیْنَ حَیَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَالِکَ عِنْدَ ذِکْرِہٖ اَوْ ذِکْرِ حَدِیْثِہٖ وَسُنَّتِہٖ وَسِمَاعِ اِسْمِہٖ وَسِیْرَتِہٖ وَمُعَامَلَۃِ اٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ۔ انتھی۔

وَفِی الشِّفَاءِ قَالَ اَبُوْ اِبْرَاھِیْمَ التُّجِیْبِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ مَتٰی ذَکَرَہٗ اَوْ ذُکِرَ اِسْمُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّخْضَعَ وَیَخْشَعَ وَیَتَوَقَّرَ وَیَسْکُنَ مِنْ حَرَکَتِہٖ وَیَاْخُذَ فِیْ ھَیْبَتِہٖ وَاِجْلَالِہٖ بِمَا کَانَ یَاْخُذُ بِہٖ نَفْسَہٗ لَوْ کَانَ بَیْنَ یَدَیْہِ وَیَتَاَدَّبَ بِمَا اَدَّبَنَا اللّٰہُ بِہٖ قَالَ الْقَاضِیْ اَبُو الْفَضْلِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھٰذِہٖ کَانَتْ سِیْرَۃُ سَلَفِنَا الصَّالِحِ وَاَئِمَّتِنَا الْمَاضِیِّیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَفِیْہِ بَعْدَ ذِکْرِ السَّنَدِ الطَّوِیْلِ ثنا حُمَیْدٌ قَالَ نَاظَرَ اَبُوْ جَعْفَرٍ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَالِکًا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ مَالِکٌ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَرْفَعْ صَوْتَکَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَدَّبَ قَوْمًا فَقَالَ تَعَالٰی لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ

جان لینا چاہیئے کہ بعد وفات کے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور توقیر و تعظیم ویسی ہی لازم ہے جیسی وقت ظاہری حیات کے لازم تھی۔ آپکا نام آپکی حدیث آپکا ذکر آپکی خصلتیں آپکے معاملات آپ کی آل و اولاد کے ذکر سننے کے وقت۔ جیسے کہ شفاء وغیرہ کتب سیر میں منقول ہے۔

اور نیز شفاء میں ہے حضرت ابوابراہیم تجیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہر مومن پر واجب ہے کہ جب آپکا نام یا آپکا ذکر سنے بے حس و حرکت ہوکر اسقدر ہیبت اور عظمت آپ کی ظاہر کرے جیسی آپکی حضوری میں ظاہر کرنا واجب تھا قاضی ابوالفضل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہی خصلت تھی ہمارے سلف صالح اور ہمارے ائمہ کرام کی اور شفاء ہی میں بعد ذکر کرنے لمبی سند کے ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حمید سے روایت ہے کہ ابوجعفر امیر المومنین نے مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں جب کسی امر میں مناظرہ کیا اور ابوجعفر بلند آواز سے بات کرنے لگے امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امیر المومنین کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آواز بلند کرنا روا نہیں اللہ جلشانہ مومنین کو ادب

فوقَ صوتِ النبيِّ صلّى الله عليه
وسلّم ومدح قوماً فقال تعالى
إنّ الذين يغضّون أصواتهم عند
رسولِ اللهِ صلّى الله عليه وسلّم الآية
وذمّ قوماً فقال إنّ الذين ينادونك
من وراء الحجرات الآية وانّ حرمته
ميّتاً كحرمته حيّاً فاستكان لها ابو
جعفر وقال يا ابا عبد الله أستقبل
القبلة ام أستقبل رسول الله صلّى
الله عليه وسلّم فقال ولم تصرف
وجهك عنه وهو وسيلتك ووسيلة
ابيك آدم عليه السلام عند الله
يوم القيامة بل استقبله واستشفع
به فيشفّعك الله وفيه وقال مصعب
ابن عبد الله وكان مالك اذا ذكر
النبيّ صلّى الله عليه وسلّم يتغيّر
لونه وينحني حتّى يصعب ذالك على
جلسائه فقيل له يوماً في ذالك
فقال لو رأيتم ما رأيت لما انكرتم
على ما ترونه لقد كنت ارى محمد
ابن المنكدر وكان سيّد القرّاء
لا نسأله عن حديث ابداً الّا يبكي
حتّى نرحمه الناس وقال مالك

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھلاتا ہے اور فرماتا
ہے مت بلند کرو تم اپنی آوازوں کو ہمارے نبی
کی آواز پر اور جو لوگ آپ کے حضور میں
پست آواز سے باتیں کرتے تھے انکی اسطرح
تعریف فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ
اَصْوَاتَہُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الآیۃ اور
آپ کو بلند آواز سے پکارنیوالوں کی شان
میں بطریق مذمت فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ
یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ الآیۃ اور خبردار
رہو کہ آپ کی حرمت و تعظیم ویسی ہی لازم
ہے جیسی حین حیات میں تھی۔ یہ سنکر
امیر المومنین ابو جعفر نے نہایت عجز و نیاز
سے گردن جھکالی اور عرض کیا کہ اے امام
مدینہ ابو عبد اللہ امام مالکؒ میں قبلہ کی
طرف منہ کرکے بیٹھوں یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیطرف۔ فرمایا آپکیطرف سے
منہ کیوں پھیرتے ہو حالانکہ آپ تمہارے
اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے
وسیلہ ہیں اللہ کے نزدیک قیامت کے
دن۔ لہذا آپ کیطرف منہ کر اور آپ
ہی سے شفاعت طلب کر۔ اللہ آپ کی
شفاعت تمہارے حق میں قبول کرتا ہے
مصعب ابن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ وقت

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ الْمُسَيَّبِ فَسَأَلَهُ عَنْ
حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ مُضْطَجِعٌ فَجَلَسَ وَحَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ
الرَّجُلُ وَدِدْتُ اَنَّكَ لَمْ تَتْعَبْ فَقَالَ
اِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اُحَدِّثَكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُضْطَجِعٌ قَالَ
اَبُوْ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ مَالِكُ
ابْنُ اَنَسٍ اِذَا اَحَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَتَهَيَّأَ وَلَبِسَ
ثِيَابَهُ ثُمَّ يُحَدِّثُ قَالَ اَبُوْ مُصْعَبٍ
فَسُئِلَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ اِنَّهُ حَدِيْثُ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مُطَرِّفٌ كَانَ اِذَا اَتَى النَّاسُ مَالِكًا خَرَجَتْ
اِلَيْهِمُ الْجَارِيَةُ فَتَقُوْلُ لَهُمْ يَقُوْلُ لَكُمُ
الشَّيْخُ تُرِيْدُوْنَ الْحَدِيْثَ اَوِ الْمَسَائِلَ
فَاِنْ قَالُوا الْمَسَائِلَ خَرَجَ اِلَيْهِمْ وَاِنْ
قَالُوا الْحَدِيْثَ دَخَلَ مُغْتَسَلَهُ وَاغْتَسَلَ
وَتَطَيَّبَ وَلَبِسَ ثِيَابًا جُدُدًا وَتَعَمَّمَ
وَوَضَعَ عَلٰى رَأْسِهٖ رِدَاءَهُ وَتُلْقٰى
لَهُ مِنَصَّةٌ فَيَخْرُجُ فَيَجْلِسُ عَلَيْهَا وَعَلَيْهِ
الْخُشُوْعُ وَلَا يَزَالُ يَتَبَخَّرُ بِالْعُوْدِ حَتّٰى يَفْرُغَ
مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ غَيْرُهُ وَلَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ

سنتے ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
امام مالک رحمہ اللہ کا رنگ بدل جاتا تھا۔
اور اتنا جھکتے تھے کہ اہل مجلس پر شاق
گذرتا تھا جب اس معاملہ میں آپ سے
عرض کیا گیا فرمایا اگر تم ان لوگوں کو دیکھتے
جنکو میں نے دیکھا ہے تو تم پر میرا یہ فعل شاق
نہ گزرتا۔ میں نے حضرت حمید بن منکدر
کو جو عالموں اور قاریوں کے سردار تھے
دیکھا ہے کہ کبھی اُن سے کوئی حدیث نہیں
پوچھی گئی مگر آپکا نام سنتے ہی اسقدر
روتے تھے کہ جو دیکھتا انپر رحم کرتا۔ امام
مالک فرماتے ہیں کہ حضرت ابن المصعب
رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے کسی نے
آپ سے آکر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پوچھی۔ آپ فوراً ادب سے بیٹھ گئے اور
حدیث بیان کی۔ سائل نے عرض کیا کہ
آپ نے اتنی تکلیف کیوں فرمائی کہ بیٹھ
گئے آپ نے فرمایا میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے
لیٹے بیان کروں۔ حضرت ابو مصعب
ابن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ
اللہ علیہ جب حدیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بیان فرماتے تو اول وضو کرتے

بعد سننے احادیث کے حضرت ہشام نے عرض کیا کہ کاش آپ اس سے زیادہ چابک لگاتے اور اس سے زیادہ احادیث سنا دیتے تو بہتر ہوتا۔ اور شفارہی میں ہے کہ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سو بار بلکہ اس سے زیادہ قبر مبارک پر حاضر ہوتے تھے اور اسطرح عرض کیا کرتے تھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ حَفْصٍ۔ اور ایک دن آپ کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ رکھ رکھکر اپنے منہ پر پھیرتے تھے۔
سبحان اللہ صحابہ کا تو یہ حال تھا مگر آجکل اگر کوئی ایسا کرے تو نزد وہابیہ تو بالکل مشرک یا بدعتی ہو جاوے۔ استغفر اللہ من ذالک۔ اور ابو عبداللہ بوصری رضی اللہ عنہ آپکی تعریف میں فرماتے ہیں۔ شعر

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

کیوں نہ پکڑوں پناہ میں تم سے
وقت آنے بلا کے اے شاہا

اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعد وفات آپ کی کے۔ شعر

مَا لِعَیْنِیْ لَا تَنَامُ کَاَنَّمَا
کُحِلَتْ مَاقِیْ بِکُحْلِ الْاَرْمَدِ
جَزَعًا عَلَی الْمَھْدِیِّ اَصْبَحَ ثَاوِیًا
یَا خَیْرَ مَنْ وَطِیَ الْحَصَا لَا تَبْعُدْ

اڑ گیا کیوں میری آنکھوں سے ہے خواب راحت
کیوں ہیں بیخوابی کے سرمہ سے مکحل آنکھیں
ہے فراق شہ بطحا میں یہ میری حالت
کاش ہر لحظہ تمہیں دیکھتی رہتی آنکھیں

اور نیز جذب القلوب میں قصہ بلال رضی اللہ عنہ میں ہے۔ "چوں بقبر شریف رسید گریہ کرد و روئے بخاک نیاز مالید"۔ پس جب روایات گذشتہ سے ثابت ہو چکا کہ تعظیم کلام اور ہے اور تکریم سماع اسم ذوی الاکرام اور توقیر حضوری مسجد ملائک قیام اور ہے اور تعظیم اماکن متبرکہ متعلقہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور۔ پس علیٰ ہذا القیاس جان لینا چاہیئے کہ تعظیم وقت تشریف آوری کے قیام متعاملہ متعارفہ اہل اسلام ہے کسواسطے کہ تعظیم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت رونق افروزی کے اس وارفتا ہیں

مسلمین ومؤمنین حاضرین اُسوقت سے کہ بجز ملائکہ کرام کے اُسوقت فیض وبرکت
میں اور کوئی نہ تھا ہمیں نہج ثابت ہے کہ ملائکہ و طائفہ حوران بہشت وحضرت آسیہ
ومریم قبل از ولادت تاظہور نور حضور کھڑے تھے۔ کما مرّ ؎

دلیل خامس۔ جملہ اہل بصیرت پر ظاہر ہے کہ متبوع تابع سے افضل ہوتا ہے
اور حقوق متبوع حقوق تابع پر مقدم اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تعظیم ذکر احادیث اور اسم
مبارک و دیگر اشیاء متعلقہ بآنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد وفات حضوری وغیبت
میں مثل تعظیم احادیث بوقت حضور حین حیات میں ہے اور حدیث وغیرہ تابع ذات ہیں۔
جب ذکر تابع کی تعظیم وہی بلکہ زیادہ تر اُس سے جو کہ حین حیات میں تھی ثابت ہو چکی
تو ذکر متبوع یعنے ظہور نور ذات اقدس کے تعظیم بدرجہ اولی ثابت ہو گئی اور وہ یہی قیام ہے جو بغرض
اظہار فرحت صحابہ سے اور کھڑے رہنے ملائکہ سے پئے تعظیم ذکر ولادت سید الانام
اُسوقت میں ثابت ہے پھر اب بھی باوصف اینہمہ دلائل واضح اگر کسی صاحب کو یہ شک
مشکوک وہم میں ڈالے کہ مطلق تجدید قیام میں تو بدیں مناسبت مذکورہ کچھ حرج نہیں
بلکہ امور مستحسنہ سے ہے لیکن منع تو ہم بدیں جہت کرتے ہیں کہ فی زماننا ہذا عامۃ الناس اُسوقت میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھکر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر ناظر سمجھنا غیر خدا کو شرک
ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ حاضر ناظر سے اگر حضور و نظور بالذات مثل حضور و نظور باریتعالی
ہر وقت و لحظہ مراد ہے تو یہ عقیدہ محض غلط ومفضی الی الشرک ہے الا اہل اسلام میں
یہ عقیدہ کسی جاہل اجہل کا بھی نہ ہوگا۔ استغفر اللہ من ذالک۔ اور اگر معنے حاضر و ناظر یہی ہیں کہ
روح پُر فتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوقت ذکر ولادت شریف رونق افروز محفل ہوتی
ہے یا اُسوقت خاص میں بسبب کثرت ورود سلام آپکو اس محفل مقدس کیطرف ایک توجہ
خاص کہ موجب کشف جملہ احوال قائمین ہو ہو جاتی ہے تو عامۃ الناس نہیں بلکہ خاصۃ الناس
بعض علماء سلف سے بھی خاص یہ عقیدہ ثابت ہے چنانچہ فتاوے علماء اہل حرمین
شریفین مندرجہ رسالہ احسن الکلام فی جواز المولد والقیام میں کہ انشاء اللہ تعالی آخر میں بطور
سند نقل کیا جاویگا یہ عقیدہ علماء سلف کا ہونا فتوی محمد بن یحیی مفتی الحنابلہ فی المکۃ المعظمہ

بھی ثابت ہے مگر اوّلاً از روئے تفاسیر و کتب عقائد معنی شرک سمجھ لینا چاہئے تاکہ پھر ایراد شبہہ لزوم شرک کا وہم بھی خاطر منصفین میں خطور نہ کرے اور وہ غیر اللہ کو شریک ٹھہرانا ہے ساتھ اللہ جل مجدہٗ کے وجوب وجود یا مستحق عبادت ہونے میں۔

كَمَا فِي شَرْحِ الْعَقَائِدِ لِلنَّسَفِي اَلْاِشْرَاكُ هُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِيْكِ فِي الْاُلُوْهِيَّةِ بِمَعْنٰى وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ كَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنٰى اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ كَمَا لِعَبَدَةِ الْاَصْنَامِ وَكَذَا فِي تَفْسِيْرِ الْمَظْهَرِيْ لِلْقَاضِيْ ثَنَاءُ اللّٰهِ پَانِيْ پَتِيْ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ تَحْتَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ فِيْ وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ اَوِ الْعِبَادَةِ اِذَا مَاتَ وَهُوَ مُشْرِكٌ انتهى۔

چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے شرک اللہ کے واسطے ساجی بنانا ہے کسی غیر کو مثل اللہ کی واجب الوجود سمجھکر جیسے مجوسیوں کا عقیدہ ہے کہ (بھلائیوں کے پیدا کرنیوالے کو واجب الوجود (یزداں) کہتے ہیں اور برائیوں کے پیدا کرنیوالے کو واجب الوجود (اہرمن) یا شرک نام غیر اللہ کو مستحق عبادت سمجھ لینے کا نام ہے (یعنے غیر اللہ کے سامنے عجز و نیاز اور سرجھکانیکے ساتھ اس عقیدہ سے پیش آوے کہ میرے جسم و جان اور موت و زندگی کا غیر خدا ایسا ہی مالک ہے جیسا اللہ مثل بت پرستوں کے) اور ایسا ہی تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ آیۃ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں۔

اور یا معنے شرک یہ ہیں کہ اللہ کی صفات میں کہ جملہ صفات اُسکی قدیم ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگی اور ہر وقت اور ہر لحظہ میں وہ متصف ہے ساتھ اُن صفات مقدسہ کے اور معدوم ہونا یک صفت کا بھی اُس ذات پاک سے یک آن میں بھی محال ہے

كَمَا فِي شَرْحِ الْعَقَائِدِ النَّسَفِيْ وَلَهٗ صِفَاتٌ اَزَلِيَّةٌ قَائِمَةٌ بِذَاتِهٖ وَفِيْ قَصِيْدَةِ اللَّامِيَّةِ

شعر

صِفَاتُ الذَّاتِ وَالْاَفْعَالِ طُرًّا
قَدِيْمَاتٌ مَصُوْنَاتُ الزَّوَالِ

چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے کہ اور اللہ کی صفتیں سب ازلی ہیں جو بغیر حاصل کرنیکے ہمیشہ سے اُسکی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔ اور قصیدہ لامیہ میں ہے۔ شعر

سب اُسکے فعل اور سب اُسکی صفات پاک
ساری قدیم ہیں کہ زوال اُنکا ہے محال

غیر اللہ کو شریک کرنا اور مثل صفات قدیم باریتعالی غیر اللہ کے واسطے صفات قدیمہ ثابت کرنا

كَمَا فِي تَفْسِيرِ ابُو سَعُود تَحْتَ قَوْلِهِ تَعَالَى
سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ تَنْزِيهٌ لَهُ تَعَالَى
عَمَّا يُشْرِكُونَ بِهِ تَعَالَى اَوْعَنْ مَا اَشْرَكُوهُ
عَلَى اَثَرِ صِفَاتِهِ الَّتِي لَا يُمْكِنُ الشَّرِيكُ
لَهُ تَعَالَى فِي شَيْءٍ مِنْهَا شَيْئًا مَا اَصْلًا۔

چنانچہ تفسیر ابوسعود میں تحت آیۃ کریمہ سبحان اللہ
عما یشرکون کے ہے یہ بیان پاکی اللہ جلشانہ کا ہے
شرک سے اور غیر اللہ کے واسطے جو انہوں نے
اللہ کی صفات ثابت کی تھیں ایسے جنمیں
کوئی اسکا شریک (یعنے ساجھی)
نہیں ہوسکتا"۔

اور یہ سمجھنا قائمین بوقت ذکر ولادت شریف کا کہ اسوقت خاص میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ رونق افروز محفل شریف ہوتے ہیں یا آپ کو اسوقت
خاص میں بسبب کثرت درود وسلام کے اس محفل مقدس کیطرف ایک توجہ خاص کہ موجب
کشف جملہ احوال قائمین درود خوان ہو ہوتی ہے۔ زنہار زنہار شرک نہیں ہوسکتا کسواسطے
کہ اسوقت کوئی نہ آپ کی ذات مقدس کو واجب الوجود سمجھتا ہے نہ مستحق عبادت
اور نہ کوئی کسی صفت قدیمہ واجب تعالی کو ثابت کرتا ہے ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے اسواسطے کہ یہ قول قائل کہ اسوقت خاص میں ذات محمدی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وصحبہ وسلم کو بسبب کثرت درود وسلام حاضر یا ناظر سمجھتے ہیں نہ دیگر اوقات میں صراحۃً
دلالت حدوث پر کرتا ہے اور صفات حادثہ بندہ کو ثابت کرنا کسیکے نزدیک شرک نہیں ہے۔ پس
درینصورت بلاتحقیق لفظ شرک زبان پر لاکر اکثر مسلمین ومؤمنین خاصہ علماء حرمین مکرمین
کو کہ انکا یہ عقیدہ ہونا ثابت ہے بموجب فتوی محمد بن یحیی مفتی الحنابلہ فی المکۃ المعظمہ کے
کہ عنقریب انشاء اللہ نقل کیا جاویگا مشرک وکافر ٹھہرا کر مورد اس حدیث صحیح مرویہ صحیح مسلم
کا بننا ہے۔

مَنْ قَالَ لِاَخِيهِ الْمُسْلِمِ يَا كَافِرُ فَقَدْ
بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا اِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا
رَجَعَتْ عَلَيْهِ۔

جس نے کہا اپنے بھائی مسلمان کو اے
کافر تو دونوں میں سے اس کفر کے ساتھ ایک
ضرور ٹھکانا پکڑیگا۔ اگر فی الواقع جسکو کافر کہا
ہے وہ کافر ہے جب تو وہ ورنہ کہنے والا۔

باآنکہ بوقت قیام ہذا توجہ خاص فرمانا آپکا بجانب قائمین مصلین محفل ہذا ایسی توجہ کہ موجب کشف احوال مصلین قائمین ہو بسبب کثرت درود وسلام کے ثابت ہے بموجب احادیث صحیحہ اور اخبار قویہ کے مثل توجہ خاص دیگر اوقات درود خوانی اور سلام رسانی کے۔

كَمَا فِي الشِّفَاءِ لِقَاضِي عِيَاضٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا حَمَلَهَا مَلَكٌ حَتّٰى يُؤَدِّيَهَا اِلَيَّ وَيُسَمِّيَهٗ حَتّٰى اَنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّ فُلَانًا يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا وَفِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ لِلسُّيُوْطِيْ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ تَحْتَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

شفا میں ہے ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اوپر کثرت سے درود بھیجو کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو میرے اوپر درود بھیجے مگر اُسکے درود کو فرشتہ میرے سامنے لاکر پیش کرتا ہے اور نام لیکر کہتا ہے کہ فلاں فلاں کا بیٹا آپ پر اسطرح درود بھیج رہا ہے اور تفسیر آیہ کریمہ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا درمنثور میں ہے بسند صحیح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے اوپر درود بہترین صیغوں کے ساتھ بھیجا کرو اسواسطے کہ تمہارے درود میرے اوپر مع تمہارے ناموں اور جسم اور صورتوں کے پیش کئے جاتے ہیں۔

اور نیز بدیں عنوان کہ فلان ابن فلان مثل کمترین بندگان ابو محمد سید احمد المعروف بہ ویدار علی بن سید نجف علی عفی اللہ عنہا یسلم علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک پہونچانا ملائکہ کا درود کو حضور اقدس میں ثابت ہے بموجب روایت ہذا۔ جذب القلوب مذکورہ باب فضائل وآداب صلوٰۃ بر سرور کائنات کے کہ از اتم و اعظم رغائب صلوٰۃ عرض اسم مصلی است در حضور رفائض النور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم۔ شعر

لك البشارة فاخلع ما عليك لقد
ذكرت ثم على ما فيك من عوج

مژدہ باد اے دل کہ تیرا ذکر او وہ جناب پاک
کجروی سے پاک ہوجا اور خودی سے صاف و پاک

بیت ۔ جاں سید ہم در آرزو آنکہ قاصد آخر باز گو ۔ در مجلس آں نازنین حرفے کہ از ما میرود

وتبلیغ ملائکہ سیاحین صلوٰۃ او بحضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم بایں عنوان کہ فلان بن فلان مثل کمترین بندگان عبدالحق بن سیف الدین یسلم علیک یارسول اللہ انتہی مختصراً بقدر الحاجۃ ۔ اور نیز بموجب ان احادیث کے ۔

اَخرجَ الدَّیلمیُّ وَالقاضی عیاضٌ رحمہما اللہُ عَنِ ابنِ مَسعودٍ رَضِیَ اللہُ عَنہُ مَرفوعاً اِذا صَلّیتُم عَلَیَّ فَاَحسِنوا الصَّلوٰۃَ فَاِنَّکُم لاتَدرُونَ لَعَلَّ ذٰلِکَ تُعرَضُ عَلَیَّ الخ فَقُولُوا اَللّٰھُمَّ اجعَل صَلواتِکَ وَبَرَکاتِکَ عَلیٰ سَیِّدِ المُرسَلِینَ وَاِمامِ المُتَّقِینَ وَخاتِمِ النَّبِیّینَ ۔ وَفی سِیرَۃِ المُحَمَّدیۃِ رَوی ابنُ ماجۃَ بِاِسنادٍ جَیِّدٍ عَن اَبِی الدَّرداءِ قالَ قالَ رَسولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَکثِرُوا مِنَ الصَّلوٰۃِ عَلَیَّ یَومَ الجُمُعَۃِ فَاِنَّہُ یَومٌ مَشہودٌ تَشہَدُہُ المَلٰئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَداً لَن یُصَلِّیَ عَلَیَّ اِلّا عُرِضَت عَلَیَّ صَلوٰتُہُ حَتّی یَفرُغَ مِنہا قالَ قُلتُ وَبَعدَ المَوتِ قالَ اِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَی الاَرضِ اَن تَأکُلَ اَجسادَ الاَنبِیاءِ قالَ ابنُ ماجۃَ فَنَبِیُّ اللہِ حَیٌّ یُرزَقُ فی قَبرِہٖ ۔ وَرَواہُ الطَّبَرانیُّ بِلَفظِ لَیسَ مِن عَبدٍ یُصَلِّی عَلَیَّ اِلّا بَلَغَنی صَوتُہٗ

چنانچہ دیلمی اور شفا قاضی عیاض میں ہے بسند مرفوع حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب درود بھیجو تم اوپر میرے پس اچھے لفظوں سے درود بھیجو اسواسطے کہ تم نہیں جانتے کہ وہ میرے اوپر پیش کیجاتی ہے ۔ لہذا اسطرح کہا کرو ۔ اَللّٰھُمَّ اجعَل صَلواتِکَ وَبَرَکاتِکَ عَلیٰ سَیِّدِ المُرسَلِینَ وَاِمامِ المُتَّقِینَ وَخاتِمِ النَّبِیّینَ اور سیرۃ احمدیہ طریقہ محمدیہ میں ہے ابن ماجہ سے ساتھ سند جید کے حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم جمعہ کے دن بہت کثرت سے میرے اوپر درود بھیجا کرو اسواسطے کہ جمعہ وہ دن ہے کہ جس میں خاص ملائکہ مقربین حاضر ہوتے ہیں اور بیشک کوئی میرے اوپر درود نہیں بھیجتا مگر جبتک وہ درود سے فارغ ہو مجھپر اسکی درود پیش ہوتی رہتی ہے حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضور بعد وفات کے درود پیش ہوگی کیا

حَيْثُ كَانَ وَرِجَالُهُمَا ثِقَاتٌ لٰكِنَّهُ مُنْقَطِعٌ وَفِي مُقَدِّمَةِ الشَّيْخِ لِلْمِشْكٰوةِ اَلْمُرْسَلُ وَالْمُنْقَطِعُ بِمَعْنًى وَعِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمَالِكٍ اَلْمُرْسَلُ مَقْبُوْلٌ مُطْلَقًا انْتَهٰى مُخْتَصَرًا۔ وَفِيْ دَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ وَقِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ صَلٰوةَ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَّاْتِيْ بَعْدَكَ مَا حَالُهُمَا عِنْدَكَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوةَ اَهْلِ مُحَبَّتِيْ وَاَعْرِفُهُمْ وَتُعْرَضُ عَلَيَّ صَلٰوةُ غَيْرِهِمْ عَرْضًا۔

صورت ہوگی فرمایا بیشک اللہ نے حرام کردیا ہے زمین پر یہ کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے بعد نقل حدیث ابن ماجہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اپنی قبر میں رزق دئے جاتے ہیں۔ اور طبرانی کے لفظوں کے یہ معنے ہیں کہ کوئی بندہ میرے اوپر درود نہیں بھیجتا مگر اُسکی آواز مجھ تک پہونچ جاتی ہے جہاں کہیں بھی ہو راوی ان دونوں حدیثوں کے ثقہ ہیں مگر منقطع ہے اور مقدمہ شیخ میں ہے کہ منقطع جسکو مرسل بھی کہتے ہیں نزدیک امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کے مطلقاً مقبول ہے۔ اور دیباچہ دلائل الخیرات میں ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ خبر دیجئے اُن درود پڑھنے والوں کے درود سے جو آپ سے غائب ہیں اور اُنکے درود سے جو آپ کے بعد پیدا ہونگے انکے درود کا آپکے حضور میں کیا حال ہے اور ہوگا۔ فرمایا میں اہل محبت کے درود تو خود سنتا ہوں اور سنتا رہونگا اور اُنکو پہچانتا ہوں اُنکے علاوہ دوسروں کے درود میرے اوپر پیش کئے جاتے ہیں اور پیش ہوتے رہینگے"۔

اگر کوئی کہے کہ ان احادیث مذکورہ سے اثبات توجہ خاص محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیچ جمیع اوقات درود خوانی کے ہے پھر قیام بجہت توجہ احمدی علیہ الصلوۃ والسلام وقت درود خوانی ذکر ولادت شریف ہی مخصوص رکھنا تحکم ہے۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ مقصود ہمارا نقل روایات ہذا سے تو فقط اتنا ہی تھا کہ اُسوقت خاص میں بھی آپکو بوجہ کثرت صلوٰۃ وسلام بجانب حاضرین بزم شریف چونکہ ایک نہج کی توجہ خاص ہوتی ہے اگر معہ دیگر وجوہات مذکورہ مؤیدہ تخصیص قیام بوقت خاص درود خوانی ذکر ولادت سید الانام بوجہ

توجہ فرمائی سید الثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام بجانب محفل ہذا بھی قیام کیا جاوے تو بھی کچھ حرج نہیں بلکہ بجہت استحباب سلف بدیں نیت نیز مستحب ہے نہ یہ کہ فقط بوجہ نفس توجہ شریف ہی کے قیام کیا جاتا ہے بلکہ وجوہات قیام تو علاوہ بریں سابق ازیں بتفصیل تمام مذکور ہو چکی ہیں حالانکہ فقط بوجہ نفس توجہ شریف بھی اگر قیام ہذا بدیں نیت کیا جاوے کہ بعد حصول توجہ خاص چونکہ بموجب کشف آپکا تشریف لانا بزم ہذا میں ثابت ہے لہذا تعظیماً کھڑے ہوتے ہیں جب بھی کیا ہرج ہے۔ دیکھو فتوے محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ میں ہے

نَعَمْ يُسْتَحَبُّ الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا اِسْتَحْسَنَهُ الْعُلَمَاءُ الْاَعْلَامُ وَقُدْوَةُ الدِّيْنِ وَالْاِسْلَامِ فَذَكَرُوْا عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَحْضُرُ رُوْحَانِيَّتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔ انتہٰی۔

ہاں مستحب ہے قیام وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسواسطے کہ مستحسن رکھا ہے اسکو بہت سے علماء دین اور پیشوایان اسلام نے وہ فرماتے ہیں وقت ذکر ولادت آپ کی روح مبارک رونق افروز مجلس ہوتی رہتی ہے۔

اور نیز بموجب بیان کرامت ترجمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رویائے صادقہ مومنین ہیں۔

كَمَا فِيْ رِسَالَةِ الْمُسَمّٰى بِتَرْوِيْحِ الْجِنَانِ بِتَشْرِيْحِ حُكْمِ شُرْبِ الدُّخَانِ لِمَوْلَانَا عَبْدُ الْحَيِّ صَاحِبُ نَقْلًا عَنْ صَاحِبِ النَّصِيْحَةِ حَكٰى اَنَّ رَجُلًا كَانَ مَدَّاحًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰلِهٖ وَكَانَ يَشْرَبُ الدُّخَانَ فَرَاٰى فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَهٗ اِنَّكَ اِذَا قَرَاْتَ الْمَوْلَدَ اَحْضُرُ الْمَجْلِسَ وَاِذَا جَاءَ الدُّخَانُ فِيْهِ اَتْرُكُهٗ وَاَذْهَبُ انتہٰی

رسالہ ترویح الجنان مولانا عبد الحی مرحوم میں ہے کتاب النصیحۃ سے ہے کہ ایک آدمی نعت خوان تھا اور حقہ بھی پیتا تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم مولد شریف پڑھتے ہو تو ہم رونق افزائے مجلس ہوتے ہیں۔ مگر جب حقہ آجاتا ہے تو ہم فوراً مجلس سے واپس ہو جاتے ہیں۔

دلیل سادس رونق افروز ہونا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بوقت ذکر ولادت شریف ہر اُس محفل ذکر ولادت شریف میں کہ بموجب کثرت محبت جیبنا صلے اللہ علیہ وسلم کہ وہ نشانی ہے ایمان کی منعقد کیجاوے مظنون ہے۔

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے ہاتھوں میں میری جان ہے کبھی تم میں سے کوئی مومن کامل نہیں ہوسکتا جبتک اُسکو مجھسے محبت ماں باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو۔ یہ حدیث بخاری کی ہے۔

لہذا برائے استقبال بانتظاری تشریف آوری حضور صلے علیہ رب الغفور بحسب امکان معہ اشتمال نیت تعظیم قدوم میمنت لزوم قیام ہذا کرتے ہیں تو بھی زنہار خالی استحباب سے نہ ہوگا بجہت صحت ظن مذکور اور اباحت نیت مسطور کے اسواسطے کہ اس قسم کا قیام برائے استقبال و تعظیم سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام جب آپ جہاد سے تشریف لاتے تھے اور نیز برائے تعظیم قدوم بانتظار تشریف آوری سید الانبیاء باوصف مظنون ہونے تشریف آوری حضور کے صحابہ کرام اُٹھا کرتے تھے اور نکلنا صحابہ کا بانتظار رسول اکرم بیرون حد مدینہ منورہ جا جا کر واپس پھر پھر آنا صاف دال بریں مدعا ہے اور ثابت ہے صحابہ کرام سے معہ تقریر رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے بحسب اشارۃ النص کہ وہ قطعی الدلالت ہے ایجاب حکم میں مثل عبارۃ النص کی

كَمَا فِي نُورِ الْأَنْوَارِ أَنَّ كُلًّا مِنَ الْعِبَارَةِ وَالْإِشَارَةِ قَطْعِيُّ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمُرَادِ انتهى لِمَا أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ فِي بَابِ اسْتِقْبَالِ الْغُزَاةِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَائِبُ ابْنُ يَزِيدَ ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصِّبْيَانِ

نور الانوار میں ہے کہ بلاشک عبارت اور اشارۃ ثبات مدعا میں قطعی الدلالت ہوتی ہے اسواسطے کہ باب استقبال الغزاۃ بخاری شریف میں زہری فرماتے ہیں کہ حضرت سائب ابن یزید فرماتے تھے کہ وقت تشریف آوری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی سفر سے

اکثر صحابہ کرام

إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَأَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِي حَدِيثٍ
طَوِيلٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ بِمَخْرَجِ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
مَكَّةَ فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى
الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ
الظَّهِيرَةِ فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا
انْتِظَارَهُمْ فَأَوَوْا إِلَى بُيُوتِهِمْ إِذْ أَتَى
رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ
يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَيَّضِينَ يَزُولُ
بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ
أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ
هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِي تَنْتَظِرُونَهُ
فَثَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ
حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ
وَذٰلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ
الْأَوَّلِ۔ انتهى

ہم تمام لڑکوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع تک
مدینہ طیبہ سے حضور کے استقبال کو
جایا کرتے تھے۔ اور ایک حدیث طویل
بخاری شریف میں ہے کہ جب مدینہ طیبہ کے
مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کیطرف ہجرت کی
خبر پہونچی اور انہوں نے سنا کہ آپ مکہ
معظمہ سے روانہ ہو چکے روز علی الصباح
تمام مسلمان مقام حرہ تک پہونچکر آپکی انتظار
کرتے رہتے تھے یہانتک کہ وقت غالب
آنے دوپہر کی گرمی کے واپس لوٹتے چنانچہ
ایک دن واپس لوٹ کر اپنے گھروں میں
پہونچگئے تھے کہ ناگاہ ایک یہودی اپنے
ٹیلوں سے ایک ٹیلہ پر آکر آپ کو دیکھنے لگا
کہ اسکی نگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر پڑی کہ آپ نہایت سفید کپڑے پہنے
ہوئے ہیں پھر بلند آواز سے بے اختیار
پکارا کہ اے اہل عرب یہ تمہارے مقصود ہیں
جنکی تمکو انتظار تھی۔ یہ سنتے ہی تمام مسلمان
مسلح ہوکر مقام ظہر الحرہ میں آپ سے جا ملے حضور سب سے داہنی طرف ہوکر بنی عمرابن عوف
میں ماہ ربیع الاول کے پیر کے دن جا رونق افروز ہوئے۔"

اور محض گمان آمد آمد پر جب استقبال کو نکلنا بعبارۃ النص ثابت ہے تو محض گمان آمد پر
قیام کرنا بغرض تعظیم بموجب کشف ورؤیا د صالحین دلالۃ النص سے ثابت ہے بلا تناقض

اگر کوئی صاحب یہ خیال کریں کہ یہ تقریر تمہاری مورد چند شکوک ہے کہ ارتفاع انکا ضرور ہے۔ اوّل یہ کہ قیام صحابۂ کرام برائے تعظیم واستقبال بظن تشریف آوری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بسبب سننے خبر رونق افروزی آپ کی کے زبانی مردمان آئندہ مدینہ منورہ کے تھا اور رونق افروزی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محفل ہذا میں مظنون ہے باستماع رویاے مومنین اور الہام علماء ربانی وقدوۂ فضلاء حقانی کے کہ وہ شرع شریف میں قابل اعتماد نہیں۔

كَمَا قَالَ مُلَّا عَلِي رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي رِسَالَتِهِ الْمُسَمّٰى بِمُقَدَّمَةِ السَّالِمَةِ فِي خَوْفِ الْخَاتِمَةِ لَا اِعْتِمَادَ عَلٰى رُؤْيَةِ الْمَنَامِ فِي حَقِّ غَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ فَلَوْ فُرِضَ اَنَّ اَحَدًا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهُ بِفِعْلِ شَيْءٍ اَوْ بِتَرْكِهِ عَلٰى خِلَافِ قَوَاعِدِ الْاِسْلَامِ فَلَيْسَ لَهُ الْقِيَامُ بِذٰلِكَ الْاَمْرِ بِاِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ الْاَعْلَامِ وَفِي حِرْزِ الثَّمِيْنِ اَنَّ الْاَحْكَامَ الْمَنَامِيَّةَ وَالْاَحْكَامَ الْكَشْفِيَّةَ لَا اِعْتِبَارَ لَهَا فِي الْاُمُوْرِ الشَّرْعِيَّةِ۔ انتهى۔

چنانچہ ملا علی قاری رسالہ مقدمۃ السالمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سوائے پیغمبروں کے خواب کے کسیکے خواب پر اعتماد نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اسکو کسی امر کے کرنیکو یا نہ کرنے کو مخالف قواعد اسلام فرماتے ہیں تو باجماع علماء اسکو اسپر عمل کرنا جائز نہیں۔ اور حرز الثمین میں ہے کہ خواب کے حکم اور کشفی باتوں پر شرعی احکام میں اعتبار نہیں کیا جاتا۔"

شک دویم۔ یہ کہ قیام ہذا بحسب احادیث مذکورہ ثابت ہے بدلالۃ النص یا اقتضاء النص اور خروج برائے استقبال ثابت ہے بعبارۃ النص۔ پھر اسکی کیا وجہ کہ امر ثابت بدلالۃ یا اقتضا النص کو عمل میں لاتے ہو اور امر ثابت بعبارۃ النص پر کہ وہ خروج برائے استقبال ہے عمل نہیں کرتے۔ شک سوم۔ یہ کہ قیام تعظیمی صحابہ بعزم استقبال حین حیات آنسرور علیہ افضل الصلوٰۃ میں تھا کہ آنکھوں سے دیکھکر تعظیم آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام قرین قیاس تھی اور بغیر آنکھوں سے دیکھنے کے کسی شخص معظم کی تعظیم شرع میں نہیں آئی اور نہ قرین قیاس۔ شک چہارم

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو باوصف آنکھوں سے دیکھنے کے بھی کھڑے
ہونے کو برائے تعظیم کہ جو قرین قیاس ہے منع فرمادیا تھا اور بسبب مکروہ جاننے
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قیام تعظیمی کو کوئی برائے تعظیم نہیں کھڑا ہوتا تھا۔

كَمَا اَخْرَجَ اَبُوْ دَاؤُدَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ
قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى عَصًى فَقُمْنَا لَهٗ
فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ
يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا انتهى۔ وَاَخْرَجَ
التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ
شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا
اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ
مِنْ كَرَاهَتِهٖ لِذٰلِكَ۔ انتهى۔

چنانچہ ابوداؤد میں ہے حضرت ابوامامہ
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ایک بار عصائے مبارک پر تکیہ لگائے
ہوئے باہر تشریف لائے ہم آپ کے
واسطے کھڑے ہوگئے آپ نے فرمایا ایسے
مت کھڑے رہو جیسے عجمی کھڑے ہوتے
ہیں اور انکا بعض بعض کی تعظیم کرتا ہے
اور ترمذی شریف میں ہے حضرت انس
فرماتے ہیں کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے زیادہ صحابہ کرام کو پیارا
نہ تھا۔ مگر باوجود اسکے جب آپ کو دیکھتے کھڑے نہوتے کسواسطے کہ جانتے تھے کہ
آپ کو اسطرح کھڑے ہونے سے کراہیت ہے۔

شک پنجم۔ یہ کہ چونکہ قیام ہذا بدوں دیکھنے شخص معظم کے دست بستہ وقوع
میں آتا ہے لاریب مشابہ ہے ساتھ قیام مخصوصہ نماز کے کہ وہ مخصوص
عبادۃ ہے لہذا بدیں جہت بیشک سوہم شرک ہے۔ **شک ششم**
یہ کہ قیام ہذا البطن رونق افروزی حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہر یک بزم ذکر ولادت
شریف میں ہوتا ہے اور رونق افروزی حضور علیہ الصلوۃ والصلوۃ ہر یک بزم ذکر ولادت
شریف میں ممنوع ہے بجہت منعقد ہونے لاکھوں محافل متبرکہ ذکر ولادت شریف
کے یک وقت خاص میں کہ بکذات مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یک وقت
خاص میں درمیان جملہ محافل ہذا کے رونق افروز ہونا ہی محال ہے عند العقل والنقل

باآنکہ اطراف زمین سے یک جگہہ بھی سیر کرنا افعال مخصوصہ حیات ہیں چہ جائیکہ لاکھوں جگہ لہذا بلا شبہ قیام ہذا بھی ممنوع۔ اور ہفتم یہ کہ اتنے بون بعید سے آپ کو ہر یک محفل کی خبر ہونا محال ہے کہ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ[1] پھر بغیر حصول خبر آپ رونق افروز ہر یک محفل کیونکر ہو سکتے ہیں۔ تو امید کہ اَجْوِبَہ جملہ شکوک بنظر انصاف بغور تمام ملاحظہ فرما کر ہرگز انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں تعصب کو کام نفرماویں کہ اَلدِّیْنُ نَصِیْحَۃٌ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ[2] اور وہ یہ ہیں۔

جواب شک اول۔ بیشک الہام اولیاء اللہ اور امر آنحضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم درمیان رویائے صالحہ مؤمنین اثبات کسی حکم میں احکام حلت وحرمت سے اگر وہ حکم مخالف ہو ساتھ قواعد اسلام کے زنہار زنہار قابل اعتبار نہیں چنانچہ قول مذکورہ ملا علی قاری رحمہ اللہ جو اثبات شک اول میں ذکر کیا گیا ہے صاف دال برین مدعا ہے لیکن الہام اولیاء اللہ اور امر سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم درمیان رویائے علماء وصلحا اگر موافق شرع شریف ہو تو بیشک سزاوار ہے ہمکو عمل کرنا اسپر اور جائز ہے اخذ کرنا ساتھ اسکے۔

کَمَا فِیْ نُوْرِ الْاَنْوَارِ شَرْحِ الْمَنَارِ۔ وَالْھَامُ الْاَوْلِیَآءِ حُجَّۃٌ فِیْ حَقِّ اَنْفُسِھِمْ اِنْ وَافَقَ الشَّرِیْعَۃَ وَلَمْ یَتَعَدَّ اِلٰی غَیْرِھِمْ اِلَّا اِذَا اَخَذَ نَا بِقَوْلِھِمْ بِطَرِیْقِ الْاَدَبِ۔ وَقَالَ الْعَارِفُ ابْنُ جَمْرَۃَ الْاَنْدَلُسِیُّ فِیْ بَھْجَۃِ النُّفُوْسِ شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْبُخَارِیْ مَنْ رَاٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ صُوْرَۃٍ

چنانچہ نور الانوار میں ہے الہام اولیاء اللہ کا اگر شریعت کے موافق ہو اُسکے حق میں حجت ہے اور دوسرونکو اُسپر عمل کرنا واجب نہیں ہوتا۔ لیکن بطریق ادب دوسرے اسپر عمل کریں تو کوئی حرج نہیں اور عارف ابن جمرہ اندلسی بہجۃ النفوس شرح مختصر بخاری میں فرماتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت شکل میں

[1] نہیں جانتا غیب کی باتوں کو سوا اللہ کے کوئی۔

[2] دین خیر خواہی کرنا ہے ہر ایک مرد اور عورت مومن کی۔

الحسنة فذالك حسن في دين الرأئي وان كان في جوارحه شين او نقص فذالك خلل في الرائي من جهة الدين وكذالك يقال في كلامه في النوم انه يعرض على سنته فما وافقها فهو حق وما خالفها فالخلل في سمع الرائي فرؤيا الذات الكريمة حق والخلل انما هو في سمع الرائي وبصره وهذا خير ما سمعته في ذالك۔ انتهى۔ وفي نسيم الرياض شرح الشفاء لقاضي عياض للشهاب احمد الخفاجي الحنفي سئل النووي عمن راه في منامه يأمره هل يجب عليه ام لا فاجاب بانه ان لم يخالف الشرع وكان خاصة في نفسه ينبغي العمل به وانما لم يجب لان النائم لا يضبط ما قيل له وربما لهم يفهمه او يكون اشارة تحتاج الى التأويل۔ انتهى۔

زیارت کرے وہ دلیل اُسکے دین کی خوبی کی ہے۔ اور اگر آپ کے کسی اعضاء میں عیب یا نقصان پاوے تو وہ دلیل ہے اسکے دین کے نقصان کی ایسے ہی اگر خواب میں آپ کچھ فرماویں اُسکو آپ کی سنت پر پیش کرکے دیکھنا چاہیئے پھر اگر وہ موافق سنت ہے تو حق ہے اور اگر مخالف سنت تو دیکھنے والے کی سماعت کا قصور ہے اور حضور کی زیارت بلاشبہ حق ہے۔ بعدہٗ حضرت عارف فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں نے آپ کی زیارت کے متعلق سنا اُن سب قولوں میں بہتر یہی قول ہے۔ اور نسیم الریاض شرح شفاء میں ہے کہ حضرت امام نووی سے جب سوال کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں جو کچھ حکم فرماویں اسکی اطاعت واجب ہے کہ نہیں۔ جواب دیا کہ اگر مخالف شریعت کے نہ ہو اور اپنے دل میں اسکا اثر پاوے تو ضرور اسپر عمل کرے اور واجب العمل اسواسطے نہیں کہا جاتا کہ سونیوالے کو پوری بات یاد نہیں رہتی۔ اور کبھی خواب میں اشارہ قابل تاویل ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات مضمون خواب یاد نہیں رہتا۔"

خاصتہ الہام اولیاء اللہ اور امر شریف سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ المہتدی

باآنکہ اطراف زمین سے یک جگہہ بھی سیر کرنا افعال مخصوصہ حیات ہیں چہ جائیکہ
لاکھوں جگہ لہذا بلا شبہ قیام ہذا بھی ممنوع۔ اور ہفتم یہ کہ اتنے بون بعید سے
آپ کو ہر یک محفل کی خبر ہونا محال ہے کہ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ[1] پھر بغیر حصول
خبر آپ رونق افروز ہر یک محفل کیونکر ہو سکتے ہیں۔ توامید کہ اَجْوِبَہ جملہ شکوک
بنظر انصاف بغور تمام ملاحظہ فرما کر ہرگز انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں تعصب کو کام
نفرماویں کہ اَلدِّیْنُ نَصِیْحَۃٌ لِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ[2] اور وہ یہ ہیں۔

جواب شک اول۔ بیشک الہام اولیاء اللہ اور امر آنحضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ
وسلم درمیان رویائے صالحہ مؤمنین اثبات کسی حکم میں احکام حلت وحرمت سے اگر وہ
حکم مخالف ہو ساتھ قواعد اسلام کے زنہار زنہار قابل اعتبار نہیں چنانچہ قول مذکورہ
ملا علی قاری رحمہ اللہ جو اثبات شک اول میں ذکر کیا گیا ہے صاف دال بریں مدعا
ہے لیکن الہام اولیاء اللہ اور امر سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم درمیان رویائے
علماء وصلحا اگر موافق شرع شریف ہو تو بیشک سزاوار ہے ہمکو عمل کرنا اسپر اور جائز
ہے اخذ کرنا ساتھ اسکے۔

کَمَا فِیْ نُوْرِ الْاَنْوَارِ شَرْحِ الْمَنَارِ ۔ وَ
اِلْھَامُ الْاَوْلِیَآءِ حُجَّۃٌ فِیْ حَقِّ اَنْفُسِھِمْ
اِنْ وَّافَقَ الشَّرِیْعَۃَ وَلَمْ یَتَعَدَّ اِلٰی
غَیْرِھِمْ اِلَّا اِذَا اَخَذَنَا بِقَوْلِھِمْ
بِطَرِیْقِ الْاَدَبِ۔ وَقَالَ الْعَارِفُ
اِبْنُ جَمْرَۃَ الْاَنْدَلُسِیُّ فِیْ بَھْجَۃِ النُّفُوْسِ
شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْبُخَارِیْ مَنْ رَّاٰہُ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ صُوْرَۃٍ

چنانچہ نور الانوار میں ہے الہام اولیاء اللہ
کا اگر شریعت کے موافق ہو اُسکے حق میں
حجت ہے اور دوسرونکو اُسپر عمل کرنا واجب
نہیں ہوتا لیکن بطریق ادب دوسرے
اسپر عمل کریں تو کوئی حرج نہیں اور عارف
ابن جمرہ اندلسی بہجۃ النفوس شرح مختصر
بخاری میں فرماتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت شکل میں

[1] نہیں جانتا غیب کی باتوں کو سوا اللہ کے کوئی۔
[2] دین خیرخواہی کرنا ہے ہر ایک مرد اور عورت مومن کی۔

الْحَسَنَةِ فَذَالِكَ حُسْنٌ فِي دِيْنِ الرَّائِي وَاِنْ كَانَ فِي جَوَارِحِهِ شَيْنٌ اَوْ نَقْصٌ فَذَالِكَ خَلَلٌ فِي الرَّائِي مِنْ جِهَةِ الدِّيْنِ وَكَذَالِكَ يُقَالُ فِي كَلَامِهِ فِي النَّوْمِ اَنَّهُ يُعْرَضُ عَلٰى سُنَّتِهِ فَمَا وَافَقَهَا فَهُوَ حَقٌّ وَمَا خَالَفَهَا فَالْخَلَلُ فِي سَمْعِ الرَّائِي فَرُؤْيَا الذَّاتِ الْكَرِيْمَةِ حَقٌّ وَالْخَلَلُ اِنَّمَا هُوَ فِي سَمْعِ الرَّائِي وَبَصَرِهِ وَهٰذَا خَيْرُ مَا سَمِعْتُهُ فِي ذَالِكَ - اِنْتَهٰى - وَفِي نَسِيْمِ الرِّيَاضِ شَرْحِ الشِّفَاءِ لِقَاضِي عِيَاضٍ لِلشِّهَابِ اَحْمَدَ الْخَفَاجِيِّ الْحَنَفِيِّ سُئِلَ النَّوَوِيُّ عَمَّنْ رَاٰهُ فِي مَنَامِهِ يَاْمُرُهُ هَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَاَجَابَ بِاَنَّهُ اِنْ لَمْ يُخَالِفِ الشَّرْعَ وَكَانَ خَاصَّةً فِي نَفْسِهِ يَنْبَغِي الْعَمَلُ بِهِ وَاِنَّمَا لَمْ يَجِبْ لِاَنَّ النَّائِمَ لَا يَضْبِطُ مَا قِيْلَ لَهُ وَرُبَّمَا لَمْ يَفْهَمْهُ اَوْ يَكُوْنُ اِشَارَةً تَحْتَاجُ اِلَى التَّاوِيْلِ - اِنْتَهٰى -

زیارت کرے وہ دلیل اُسکے دین کی خوبی کی ہے۔ اور اگر آپ کے کسی اعضاء میں عیب یا نقصان پاوے تو وہ دلیل ہے اسکے دین کے نقصان کی ایسے ہی اگر خواب میں آپ کچھ فرماویں اُسکو آپ کی سنت پر پیش کرکے دیکھنا چاہیئے پھر اگر وہ موافق سنت ہے تو حق ہے اور اگر مخالف سنت تو دیکھنے والے کی سماعت کا قصور ہے اور حضور کی زیارت بلاشبہ حق ہے۔ بعدہٗ حضرت عارف فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں نے آپ کی زیارت کے متعلق سنا اُن سب قولوں میں بہتر یہی قول ہے۔ اور نسیم الریاض شرح شفاء میں ہے کہ حضرت امام نووی سے جب سوال کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں جو کچھ حکم فرماویں اسکی اطاعت واجب ہے کہ نہیں۔ جواب دیا کہ اگر مخالف شریعت کے نہ ہو اور اپنے دل میں اسکا اثر پاوے تو ضرور اسپر عمل کرے اور واجب العمل اسواسطے نہیں کہا جاتا کہ سونیوالے کو پوری بات یاد نہیں رہتی۔ اور کبھی خواب میں اشارہ قابل تاویل ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات مضمون خواب یاد نہیں رہتا۔"

خاصتہ الہام اولیاء اللہ اور امر شریف سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ المہتدی

درمیان رویائے صلحا در بارہ کسی ایسی چیز کے کہ وہ بھی مطابق ہو ساتھ روایات معتبرہ علمائے دین اور مضامین احادیث رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ المہدیین کے اور عمل کرنا موافق اسکے کوئی عمل مستحب کہ وہ نہ مستلزم حلت حرام ہو نہ مستوجب حرمت حلال بیشک قابل الاعتماد اور واجب الیقین ہوگا اور عمل کرنا موافق اسکے کوئی عمل مستحب لاریب موجب اجر عظیم اور رضائے رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اسواسطے کہ واجب الیقین اور حق ہونا زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں اور نہ متمثل ہونا شیطان کا ساتھ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے تاکہ نہ جھوٹ بول سکے مشابہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہوکر کہ موجب غوایت اہل اسلام ہو ثابت ہے ساتھ روایات قویہ اور احادیث صحیحہ کے تا آنکہ غیر معتمد ہونا امور رویائے زیارت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا اثبات احکام حلت اور حرمت میں بھی بجہت احتمال بھول چوک خواب دیکھنے والے کے ہے اسواسطے کہ احادیث خواب اکثر کم یاد رہتی ہیں اور کبھی امورات خواب اشارات محتاجہ الی التاویل ہوتی ہیں نہ کہ بجہت عدم حقیت زیارت کے خواب میں چنانچہ روایات بہجۃ النفوس ونسیم الریاض مصرح مدعا ہذا گذر ہی چکیں اور احادیث صحیحہ اور روایات قویہ والہ حقیت خواب زیارت رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور عدم تکذیب شیطان کے زبان حق ترجمان صلی علیہ الرحمن پر یہ ہیں۔

اَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ وَکَذَا اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَاَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ

بخاری ومسلم شریف میں ہے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے خواب میں مجھکو دیکھا بلاشبہ سچ ہی دیکھا۔ اور فقط مسلم میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے خواب میں مجکو دیکھا بلاشبہ مجھی کو دیکھا

فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِیْ وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ
عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ
فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ
لَا يَتَخَيَّلُ بِیْ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ
سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ
وَفِی النَّوَوِیِّ شَرْحِ الْمُسْلِمِ اِخْتَلَفَ
الْعُلَمَآءُ فِیْ مَعْنٰی قَوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَقَالَ ابْنُ
الْبَاقِلَانِیْ مَعْنَاهُ اَنَّ رُؤْيَاهُ صَحِيْحَةٌ
لَيْسَتْ بِاَضْغَاثٍ وَلَا مِنْ تَشَبُّهِ
الشَّيْطَانِ وَيُؤَيِّدُهٗ قَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اَیِ
الرُّؤْيَةَ الصَّحِيْحَةَ قَالَ وَقَدْ يَرَاهُ
الرَّائِیْ خِلَافَ صِفَتِهِ الْمَعْرُوْفَةِ
كَمَنْ رَاٰهُ اَبْيَضَ اللِّحْيَةِ وَقَدْ يَرَاهُ
شَخْصَانِ فِیْ زَمَنٍ وَاحِدٍ اَحَدُهُمَا
فِی الْمَشْرِقِ وَالْاٰخَرُ فِی الْمَغْرِبِ وَيَرَاهُ
كُلٌّ مِّنْهُمَا فِیْ مَكَانِهٖ وَحَكَی الْمَازَرِیُّ
هٰذَا عَنِ ابْنِ الْبَاقِلَانِیِّ ثُمَّ قَالَ وَ
قَالَ اٰخَرُوْنَ بَلِ الْحَدِيْثُ عَلٰی ظَاهِرِهٖ
وَالْمُرَادُ اَنَّ مَنْ رَاٰهُ فَقَدْ اَدْرَكَهٗ وَلَا
مَانِعَ يَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ وَالْعَقْلُ لَا يُحِيْلُهٗ

اسواسطے کہ شیطان خواب میں بھی میری
شکل بنا کر نہیں دکھا سکتا اور بخاری
شریف میں ہے حضرت انس فرماتے
ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جس نے مجھکو خواب میں دیکھا بلا شبہہ
مجکوہی دیکھا اسواسطے کہ شیطان
میری شکل میں وہم وخیال میں بھی نہیں
آسکتا اور مومن کی خواب ایک جزو
ہے چھیالیس جزوں نبوت کی سے۔
اور نووی شرح مسلم میں ہے کہ فقد
رانی کے معنے میں علماء کا اختلاف ہے،
علامہ باقلانی فرماتے ہیں کہ معنی یہ ہیں
کہ مجھکو خواب میں دیکھنا صحیح ہوتا ہے
نہ کہ شیطانی خیال۔ اور اسی کی تائید کرتی
ہے وہ حدیث مذکور جسمیں فقد رای الحق
کا لفظ ہے۔ اور کبھی دیکھنے والا آپ کی
زیارت مختلف حلیہ میں کرتا ہے
اور کبھی دو شخص ایک آن میں مختلف
جگہ مشرق اور مغرب میں حضور کی
زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔
باوجودیکہ ہر شخص اپنے مکان ہی پر
موجود ہوتا ہے۔ اور مازری رحمہ اللہ
باقلانی سے قول مذکور نقل کر کے

حتی یضطر الی صرفہ عن ظاہرہ
فاما قولہ بانہ قد یری علی خلاف
صفتہ او فی مکانین معا فان ذالک
غلط فی صفاتہ و تخیل لہا علی خلاف
ما ھی علیہ وقد یظن الظان بعض
الخیالات مرئیات لکون ما یتخیل
مرتبطا بما یری فی العادۃ فیکون
ذاتہ صلی اللہ علیہ وسلم مرئیۃ
وصفاتہ متخیلۃ غیر مرئیۃ والادراک
لا یشترط فیہ تحدیق الابصار
ولا قرب المسافۃ ولا کون المرئی
مدفونا فی الارض ولا ظاہرا علیہا
وانما یشترط کونہ موجودا ولم یقم
دلیل علی فناء جسمہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم بل جاء فی الاحادیث
ما یقتضی بقاءہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ولو راہ یامر بقتل من یحرم
قتلہ کان ھذا من الصفات المتخیلۃ
لا المرئیۃ۔ ھذا کلام المازری
قال القاضی ویحتمل ان یکون
قولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فقد رانی او فقد رای الحق فان
الشیطان لا یتمثل فی صورتی۔ المراد بہ

بعد میں فرماتے ہیں کہ بعض اہل حدیث
ظاہر معنے حدیث پر عمل کر کے فرماتے ہیں
کہ مراد آپکو صحیح طور پر دیکھنے کی یہ ہے
کہ فی الواقع ذات مقدس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہی ملاقات ہوتی ہے
نہ کہ صورت مثالی سے اور یہ امر مخالف
عقل نہیں تاکہ ظاہر معنے سے پھیر کر
اور صورت مثالی مراد لیں اور بعض اوقات
ذات مقدس کی زیارت فی الواقع ہوتی
ہے۔ اور صفات میں تغیر دیکھنے والے
کے خیالات منتشرہ سے ہو جاتا ہے
اور خواب میں نہ ان آنکھوں کے سامنے
ہونا ضروری ہوتا ہے نہ باعتبار مسافت کے
نزدیک ہونا اور نہ اس امر کی ضرورت ہے
کہ جسکی زیارت ہو وہ مدفون زمین میں
ہو یا نہ ہو بلکہ جسکو خواب میں دیکھے اسکا
موجود فی الواقع ہونا ضروری ہے اور آپکا
جسم مبارک فنا ہونے پر تو کوئی دلیل پائی
ہی نہیں جاتی البتہ باقی رہنے جسم مطہر
پر بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔ اور
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جو لکھا ہے
کہ اگر زیارت حلیہ کے مطابق ہو تو بعینہ
آپ ہی کی زیارت ہے ورنہ وہ خواب قابل تاویل ہوتا ہے

إِذَا رَآهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى صِفَتِهِ الْمَعْرُوفَةِ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَيٰوتِهٖ فَإِنْ رَآهُ عَلٰى خِلَافِهَا كَانَتْ رُؤْيَا تَأْوِيلٍ لَا رُؤْيَا حَقِيقَةٍ وَهٰذَا الَّذِي قَالَهُ الْقَاضِيْ ضَعِيفٌ بَلِ الصَّحِيحُ أَنَّهٗ يَرَاهُ حَقِيقَةً سَوَاءٌ كَانَ عَلٰى صِفَتِهِ الْمَعْرُوفَةِ أَوْ غَيْرِهَا لِمَا ذَكَرَهُ الْمَازَرِيُّ۔

یہ قول نہایت ضعیف ہے۔ قول صحیح یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں بموجب تحقیق مذکورہ مازری رحمہ اللہ حقیقۃً حضور ہی کی زیارت ہوتی ہے۔ صفت معروفہ مشہورہ پر ہوں یا کسی اور صورت پر۔

اور مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ **تنبیہ**۔ "اگرچہ رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درخواب حق وثابت است بےشک وشبہہ ولیکن گفتہ اند کہ آنچہ رائی بشنود از احکام عمل بآں نکنند نہ ازبرائے شک در رویت بلکہ ازبرائے آنکہ از رائے ضبط مفقود است درحالت نوم کذا قالوا۔ ومراد آں احکام شرعیہ است کہ مخالف قرارداد دین است والا بعضے علوم کہ نہ ازیں قبیل باشد در قبول آں وعمل بداں خلافی نخواہد بود وبسیارے از محدثین تصحیح احادیث کہ مروی است از حضرت وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمودہ وعرض کردہ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک فلاں ایں حدیث از حضرت تو روایت کردہ است پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعم۔ والا در رویت کہ در یقظہ است بعض مشائخ نیز ہمچنیں استفادہ علوم نمودہ اند۔ واللہ اعلم"۔ اور علی ہذا حقیت الہام اولیاء اللہ اور نیز خواب صالح پر ناطق ہے قرآن اور روایات علماء حق تبیان۔

كَمَا قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ وَهُوَ مَا بَرَّيَهُمْ فِي الرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ وَيَسْنَحُ لَهُمْ مِنَ الْمُكَاشَفَاتِ انتهٰی مختصرًا

چنانچہ بیضاوی میں ہے کہ آیۂ کریمہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا میں بشارت سے مراد نیک خواب ہیں جنکو مومن دیکھتے رہتے ہیں اور مکشوفات اولیاء

وَفِی قَمَرِ الْاَقْمَارِ وَقَدْ یُسْتَدَلُّ عَلَیْہِ بِاَنَّ الْاِلْہَامَ لَیْسَ اِلَّا الْاِلْقَاءُ فِی الْقَلْبِ وَھٰذَا مِنَ الْخَیَالَاتِ فَلَا اِعْتَدَادَ وَھٰذَا الْاِسْتِدْلَالُ وَاہٍ فَاِنَّ اِلْہَامَ الْوَلِیِّ لَیْسَ کَخَطْرَاتِنَا بَلْ اِلْہَامُہٗ اَنْ یَّقَعَ فِی قَلْبِہٖ اَمْرٌ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی مَعَ عِلْمِہِ الضَّرُوْرِیِّ الْقَطْعِیِّ بِاَنَّہٗ حُجَّۃٌ بِلَا رَیْبٍ کَذَا قِیْلَ اِنْتَھٰی ۔

اور قمر الاقمار میں ہے یہ جو بعض نے کہا ہے کہ الہام دل کے خیالات کا نام ہے جو قابل اعتبار نہیں ہوتا یہ قول بالکل لغو ہے اسواسطے کہ الہام ولی کو مثل ہمارے خطروں اور خیالوں کے نہیں ہوتا بلکہ انکے قلب پر من جانب اللہ ایسی بات ڈالی جاتی ہے جسکی حقانیت کا انکو بالبداہت یقین ہوتا ہے

اور جبکہ حقیقت خبر سید البشر کی میان رویائے صلحا اور نیز حقیقت الہام اولیا ثابت ہو چکی تو بیشک عمل کرنا موافق اُسکے کوئی عمل خاصة وہ عمل کہ جو مستحب ہو فی نفسہٖ بیشک موجب اجر عظیم ہوگا اور چونکہ الہام اور خواب مذکور بھی کہ جو دلالت کرنیوالا ہے رونق افروزی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر محفل ذکر ولادت شریف میں خبر ہے اور حق جاننا اسکا نہ موجب حلت حرام ہے اور نہ مستوجب حرمت حلال بیشک قابل الیقین اور واجب التصدیق ہوگا اسواسطے کہ الہام اور خواب مذکورہ موافق ہیں ساتھ روایات قویہ علماء معتبرہ کے بدینجہت کہ خواب اور الہام مذکور دال ہے سیر کرنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اطراف زمین میں اور وہ ثابت ہے ساتھ اقوال علماء معتبرین دین متین کے چنانچہ شیخ الامام جلال الدین سیوطی مصنف تفسیر جلالین رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ انتباہ الاذکیا فی حیوۃ الانبیا میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ نظر کرنا اعمال امت میں اور امت کی برائیوں کے واسطے استغفار کرنا اور بلیات دور ہونے کی دعا کرنا اور اطراف زمین میں آمد رفت کرنا برکت کے ساتھ اور جو کوئی نیک بندہ امتی مرجاوے اُسکے جنازہ پر آنا یہ حضرت کے بعض شغل ہیں عالم برزخ میں منجملہ اور اشغال کے چنانچہ اسمیں حدیثیں اور آثار وارد ہوئے ہیں۔ اور اُسی میں ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

زندہ ہیں اور خوش ہوتے ہیں امت کی عبادات سے اور غمگین ہوتے ہیں انکی
نافرمانیوں سے۔ اور انبیا کا مر جانا صرف اتنا ہی ہے کہ وہ ہماری نظر سے چھپ گئے
اور واقع میں زندہ موجود ہیں مثل فرشتوں کی مگر جس ولی اللہ کو بطور کرامت خداوند کریم
دکھلادے وہ دیکھ لیتے ہیں۔ انتہیٰ۔ چنانچہ مدارج النبوہ مصنفہ شیخ الشیوخ شیخ عبدالحق
محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والغفران میں ہے۔ "وعلمار اور رؤیت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در یقظہ بعد از موت خلاف است وصاحب مواہب لدنیہ از شیخ خود نقل
کردہ است کہ گفت نرسیدہ است بما ازیں از ہیچ یکے از صحابہ ومن بعدہم وتحقیق سخت
شدہ اندوہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بر فوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا مرد وے
رضی اللہ عنہا ماندوہ نہانی بعد از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ شش ماہ بقول صحیح
وخانہ وے ہمسایۂ قبر شریف بود و نقل کردہ نشدہ از وے رؤیت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم دریں مدت فراق لیکن از بعضے صالحین حکایات از نفس خود منقول ست
چنانکہ در توشیق عبری الایمان مازری وبہجۃ النفوس ابن ابی حمیرہ وروض الریاحین
عفیف یافعی ودیگر تصنیفات دیست شیخ صفی الدین بن منصور در رسالہ خود وہم در مواہب
عبارت ابن حمیرہ را نقل کردہ است کہ گفت بتحقیق ذکر کردہ است از سلف وخلف
از جماعہ کہ تصدیق کردہ اند باین حدیث یعنی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ
فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ کہ دیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در منام پس از اں دیدند در
یقظہ وپرسیدند از حضرت وے صلی اللہ علیہ وسلم از اشیا کہ مشوش بودند پس خبر داد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ایشاں را بکشادے ہمو د طریقہ ہا را کہ از اں کشاد حاصل شد ہمچنیں آمد
بے زیادۃ ونقصان وگفت کہ منکر اما تصدیق دارد بکرامات اولیا یا نہ اگر ندارد با وے
بحث نشواند کرد بہر چہ اثبات کند وے تکذیب خواہد کرد واگر تصدیق دارد باید گفت
ایں از انجملہ است زیرا کہ کشف کردہ میشود مر اولیا را بخرق عادت از اشیاء عدید
وغریب بر عالم علوی وسفلی کہ سائر ناس را باں راہ نیست وہم صاحب مواہب گفتہ
کہ شیخ ابو منصور در رسالۂ خود گفتہ کہ میگویند کہ شیخ ابو العباس قسطلانی در آمد یکبارے

برحضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرا ورا اخذ اللّٰہ بیدک یا احمد "دستگیری فرمائی اللہ نے تیری اے احمد"۔ واز شیخ ابی السعود آوردہ کہ گفت زیارت میکردم شیخ مرا کہ ابو العباس است ومشائخ دیگر را از صلحاء عصر پس مشغول شدم ومنقطع گشتم از ہمہ وفتح کردہ شد بر من پس نبود مرا شیخ مگر حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ومصافحہ میکردم آنحضرت بعد از ہر کار۔ وامام حجۃ الاسلام در کتاب خود المنقذ من الضلال میگوید کہ ارباب قلوب مشاہدہ میکنند در بیداری ملائکہ را وارواح انبیاء را ومے شنوند از ایشان آوازہا واقتباس میکنند از ایشان انوار واستفادہ میکنند فوائد وبدانکہ صاحب مواہب بعد از نقل اقوال مشائخ در رؤیت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در یقظہ بر قاعدۂ علم واقوال علماء رفتہ از شیخ بدر الدین حسن بن الاہدل نقل کردہ کہ وقوع رؤیت شریف در یقظہ مراورا متواتر شدہ بدان اخبار وحاصل باں علم قوی است ومنتفی است ازاں شک وشبہہ" انتہی مختصراً۔

اور در الثمین فی مبشرات سید الامین مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ میں ہے

اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِیَ الْوَالِدُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ شَیْخِیَ السَّیِّدُ عَبْدُاللّٰہِ الْقَارِیْ حَفِظْتُ الْقُرْاٰنَ عَلٰی قَارِی الزَّاھِدِ کَانَ یَسْکُنُ فِی الْبَرِیَّۃِ فَبَیْنَا نَحْنُ نَتَدَارَسُ الْقُرْاٰنَ اِذْ جَاءَ قَوْمٌ مِّنَ الْعَرَبِ یَقْدُمُھُمْ سَیِّدُھُمْ فَاسْتَمَعَ قِرَاءَۃَ الْقَارِیْ وَقَالَ بَارَکَ اللّٰہُ اَدَّیْتَ حَقَّ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ رَجَعَ وَجَاءَ رَجُلٌ اٰخَرُ بِذٰلِکَ الزِّیِّ فَاَخْبَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَھُمُ الْبَارِحَۃَ اَنَّہٗ سَیَذْھَبُ اِلَی الْبَرِیَّۃِ الْفُلَانِیَّۃِ لِاسْتِمَاعِ قِرَاءَۃِ الْقَارِیْ

خبر دی مجھکو میرے والد ماجد نے فرماتے تھے کہ میرے شیخ سید عبد اللہ قاری فرماتے تھے کہ میں نے قاری زاہد سے جو جنگل میں رہا کرتے تھے قرآن حفظ کیا ایک دن ہم اُستاد شاگرد قرآن مجید کا دور کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک جماعت عرب کی آئی جنکے آگے آگے اُنکے سردار تھے اُنہوں نے ہمارا قرآن سنکر فرمایا اللہ تمکو قرآن میں برکت دیجیو تمنے قرآن کا حق ادا کر دیا یہ فرما کر وہ روانہ ہوگئے اُنکے بعد ایک اور شخص جو ہر شب عالم مکاشفہ میں آنحضرت

هُنَاكَ فَعَلِمْنَا اَنَّ السَّيِّدَ الَّذِيْ كَانَ يَقْدُمُهُمْ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ رَأَيْتُهُ بِعَيْنَيَّ هَاتَيْنِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ انتھیٰ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونیوالے تھے نمودار ہوئے اور انہوں نے فرمایا کہ آج رات کو آپ نے فرمایا تھا کہ کل فلاں جنگل میں فلاں قاری کلام قرآن سے ہم جاوینگے

جب ہمکو معلوم ہوا کہ پہلے جماعت عرب کی جو آئی تھی انکے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ یہ واقعہ بیان کر کے سید عبد اللہ فرمانے لگے کہ میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے زیارت کی"۔

اور نیز قول اور خواب مذکور مطابق ہے ساتھ مضمون احادیث صحیحہ کے۔ بدیہیت کہ چلنا پھرنا آپکا اطراف زمین میں کہ مقتضی ہے اسکو خواب مذکور بداہتہً خواص زندگی اور عادات زندوں سے ہے اور آپکا زندہ رہنا مثل زندگی دنیا کے بلکہ بافضل حیات۔ حیاتِ دنیوی سے معہ ترتیب بعض احکام حیات مثل عدم جواز نکاح بہ ازواج مطہرات اور عدم تقسیم ورثہ ثابت ہے ساتھ احادیث قویہ اور روایات واضحہ کے چنانچہ جذب القلوب میں ہے۔

وابو یعلیٰ بنقل ثقات از انس بن مالک رضی اللہ عنہما مے آرد قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ۔

اور ابو یعلیٰ ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پیغمبر زندہ ہیں اپنی اپنی قبروں میں۔ نماز پڑھتے ہیں۔" اور نیز جذب القلوب میں ہے۔

و فرمودہ است صلی اللہ علیہ وسلم عِلْمِيْ بَعْدَ وَفَاتِيْ كَعِلْمِيْ فِيْ حَيَاتِيْ رَوَاهُ الْحَافِظُ الْمُنْذِرِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ

اور فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم نے جیسے میرے علم کی حالت زندگی میں ہے ویسی ہی بعد وفات باقی رہیگی۔ روایت کیا اسکو حافظ منذری نے اور ابن عدی نے کامل میں"۔

اور بھی اُسی میں ہے وبیہقی در کتاب الاعتقاد میگوید کہ ارواح انبیاء علیہم السلام

بعد از قبض بازفرستادہ میشود بر ایشاں و ایشاں زندہ اند پیش خدا مثل شہدا زیرا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ المرتضیٰ با جماعتے از ایشاں در شب معراج اجتماع نمود و ملاقات کرد صاحب تلخیص از شافعیہ گفتہ است حالی کہ از آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماندہ است ہم بر ملک وے صلی اللہ علیہ وسلم باقی است چنانکہ در حالت حیات بود و انتقال نمیکند بملک ورثہ چنانکہ اموات را باشد و سبیل او آنست کہ بر اہل و عیال او انفاق نمودہ شود بے اعتبار قسمتے کہ میراث را کنند و ایں را از خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شمردہ و امام الحرمین ایں قول را تصحیح نمودہ و فرمودہ کہ موافق سیرت صدیق است رضی اللہ تعالیٰ عنہ در آنچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از اموال گذاشتہ بود۔ انتہیٰ۔ و کلام ایں ائمہ اعلام اقتضائے اثبات در احکام دنیا نیز میکند پس حیات ایشاں علیہم السلام اخص و اکمل و اتم از حیات شہدا باشد چنانچہ مذہب مختار و منصور است و ظاہر کلام بیہقی در بعضی مواضع ناظر دراں است کہ آں حیات مثل حیات شہدا است بلکہ مراد وے تشبیہہ است در اصل حیات و رفع استبعاد نہ در جمیع خصوصیات پس وارد نشود آنچہ بعضے علما در ینجا نزاع کردہ و گفتہ اند کہ اگر مراد بایں حیات آنحالت است کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ شہدا را اثبات نمودہ است بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ صحیح است ولیکن خلافے نیست در آنکہ بر شہدا احکام موت از انقطاع ملک و غیرہ جاری گشت و گفتہ کہ عجب است از امام کہ خود میگوید مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَذَا رَسُوْعَةٍ وَمَاتَ وَهُوَ رَاضٍ مِنَ الْعَشَرَةِ نسبت موت با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میکند باز اثبات حیات چگونہ باشد و زرکشی میگوید کہ ہیچ محل تعجب نیست مَاتَ فَاَحْيَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَمَّ نَوَالُهٗ چنانچہ سابق ازیں کتاب ہذا میں اس باب میں حدیث بھی گذر چکی ہے اور وہ یہ ہے۔

و ابو یعلی بنقل ثقات از انس بن مالک مے آرد قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ۔

اور ابو یعلی ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پیغمبر زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں

وبیہقی از روایت انس مے آرد وتصحیح سیکند کہ
اَلْاَنْبِیَاءُ لَایُتْرَکُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃٍ وَّلٰکِنَّھُمْ یُصَلُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ حَتّٰی یُنْفَخَ فِی الصُّوْرِ۔

تمام انبیاء چالیس روز کے بعد اپنی قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے بلکہ وہ نماز پڑھتے رہتے ہیں اللہ کے حضور میں یہانتک کہ صور پھونکا جاوے"۔

بیہقی گوید کہ اگر بصحت رسد کہ لفظ حدیث ہمیں است مراد آں بود کہ حیاتِ ایشاں در قبر دائم ومستمر است ولیکن در مدت اربعین مجال نماز وعبادت ظاہر نبود

وَفِیْ سِیْرَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ وَقَالَ الشَّیْخُ عَفِیْفُ الدِّیْنِ الْیَافِعِیُّ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ غَیْرُ اَمْوَاتٍ تَرِدُ عَلَیْھِمْ اَحْوَالٌ یُشَاھِدُوْنَ فِیْھَا اَحْوَالَ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَنْظُرُوْنَ کَمَا یَنْظُرُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَبْرِہٖ قَالَ وَقَدْ تَقَرَّرَ اَنَّ مَا جَازَ لِلْاَنْبِیَاءِ مُعْجِزَۃً جَازَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَرَامَۃً بِشَرْطِ عَدَمِ التَّحَدِّیْ وَلَا یُنْکِرُ ذٰلِکَ اِلَّا الْجَاھِلُ وَنُصُوْصُ الْعُلَمَاءِ فِیْ حَیٰوۃِ الْاَنْبِیَاءِ کَثِیْرَۃٌ۔ وَاَیْضًا فِیْ سِیْرَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ قَالَ الْقُرْطُبِیُّ فِی التَّذْکِرَۃِ نَقْلًا عَنْ شَیْخِہٖ اَلْمَوْتُ لَیْسَ بِعَدَمٍ مَحْضٍ وَاِنَّمَا ھُوَ اِنْتِقَالٌ مِّنْ حَالٍ وَّیَدُلُّ عَلَیْہِ اَنَّ الشُّھَدَاءَ بَعْدَ قَتْلِھِمْ وَمَوْتِھِمْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ

اور سیرۃ محمدیہ میں ہے علامہ شیخ عفیف الدین یافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام پیغمبر اپنی قبروں میں زندہ ہیں ایسی حالت میں کہ تمام حالات آسمانوں اور زمینوں کے دیکھتے رہتے ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کو اپنی قبر مبارک سے دیکھتے رہتے ہیں۔ اور یہ ثابت ہو چکا کہ جو امور بطریق معجزہ کے پیغمبروں سے ممکن ہیں بطریق کرامت اولیاء اللہ سے انکا ظہور ممکن بغیر دعویٰ نبوت کے اور اسکا انکار بجز جاہل کے کوئی نہیں کرسکتا اور زندگی انبیاء علیہم السلام میں بہت علماء کے اقوال صریح موجود ہیں۔ اور سیرۃ محمدیہ میں ہے قرطبی تذکرہ میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں کہ موت عدم محض کو نہیں کہتے بلکہ وہ حالت کے بدلنے کا نام ہے

يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ وَهٰذِهٖ صِفَةُ الْاَحْيَاءِ فِي الدُّنْيَا وَاِذَا كَانَ هٰذَا فِي الشُّهَدَاءِ فَالْاَنْبِيَاءُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ وَاَوْلٰى وَقَدْ صَحَّ اَنَّ الْاَرْضَ لَا تَاْكُلُ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعَ بِالْاَنْبِيَاءِ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ فِيْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَفِي السَّمَاءِ وَرَاٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمًا يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ وَاَخْبَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّهٗ يَرُدُّ السَّلَامَ عَلٰى كُلِّ مَنْ يُّسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ فَمَا يَحْصُلُ مِنْ جُمْلَةِ الرِّوَايَاتِ الْقَطْعُ بِاَنَّ مَوْتَ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّمَا هُوَ رَاجِعٌ اِلٰى اَنْ غُيِّبُوْا عَنَّا بِحَيْثُ لَا نُدْرِكُهُمْ وَاِنْ كَانُوْا مَوْجُوْدِيْنَ اَحْيَاءً وَذٰلِكَ كَالْحَالِ فِي الْمَلَائِكَةِ فَاِنَّهُمْ مَوْجُوْدُوْنَ اَحْيَاءً وَلَا يَرَاهُمْ اَحَدٌ مِنْ نَوْعِنَا الْاَمَنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِكَرَامَةٍ مِنْ اَوْلِيَائِهٖ ۔

اور دلیل اس امر کی یہ ہے کہ شہید بعد قتل اور موت کے نزدیک اللہ کے زندہ رہتے ہیں رزق دیئے جاتے ہیں خوش ہوتے ہیں خوشخبریاں سنتے ہیں اور یہ صفتیں زندگی دنیا کی ہیں۔ جب شہیدوں کی یہ حالت ہو تو انبیاء علیہم السلام تو اُنسے بہت کچھ اعلیٰ و بالا ہیں اور یہ حدیث صحت کو پہنچ چکی ہے کہ پیغمبروں کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی۔ اور معراج کی رات بیت المقدس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام پیغمبروں سے ملاقات کی اور انکی امامت کی اور پھر آسمانوں پر اکثر پیغمبروں سے کلام اور سلام ہوا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو تو آپ نے اپنی قبر مبارک میں نماز پڑھتا بھی دیکھا اور آپ نے یہ بھی خبر دی کہ جو کوئی موسے علیہ السلام پر سلام کرتا ہے موسے علیہ السلام اسکا جواب بھی دیتے ہیں۔ ان ساری روایتوں سے یہ امر یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ موت پیغمبروں کی فقط اتنی ہے کہ ہم انکو نہیں دیکھ سکتے مگر فی الواقعہ وہ زندہ موجود ہیں جیسے فرشتے فی الواقعہ زندہ موجود ہیں۔ اور بنی نوع انسان سے انکو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ مگر جسکو اللہ اپنے کرم کے ساتھ انکے دیکھنے کی خصوصیت عطا فرمائے "۔

اور تفسیر قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ میں بھی تحت تفسیر قولہ تعالیٰ
بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ میں بعد تھوڑی عبارت کے ہے۔

فَذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ اِلٰی اَنَّ
هٰذِهِ الْحَيٰوةَ مُخْتَصٌّ بِالشُّهَدَاءِ وَ
الْحَقُّ عِنْدِيْ عَدَمُ اِخْتِصَاصِهَا
بِهِمْ بَلْ حَيَاةُ الْاَنْبِيَاءِ اَقْوٰی مِنْهُمْ
وَاَشَدُّ ظُهُوْرًا آثَارُهَا فِی الْخَارِجِ
حَتّٰی لَا يَجُوْزُ النِّكَاحُ بِاَزْوَاجِ النَّبِيِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ
بَعْدَ وَفَاتِهٖ بِخِلَافِ الشُّهَدَاءِ وَالصِّدِّيْقُوْنَ
اَيْضًا اَعْلٰی دَرَجَةً مِّنَ الشُّهَدَاءِ وَ
الصَّالِحِيْنَ يَعْنِي الْاَوْلِيَاءَ مُلْحَقُوْنَ بِهِمْ
كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ التَّرْتِيْبُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی
مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِيْنَ وَلِذٰلِكَ قَالَتِ الصُّوْفِيَّةُ
الْعَلِيَّةُ اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا اَجْسَادُنَا
اَرْوَاحُنَا وَقَدْ تَوَاتَرَ عَنْ كَثِيْرٍ مِّنَ
الْاَوْلِيَاءِ اَنَّهُمْ يَنْصُرُوْنَ اَوْلِيَاءَهُمْ
وَيُدَمِّرُوْنَ اَعْدَاءَهُمْ وَيَهْدُوْنَ
اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مَنْ يَّشَاءُ اللّٰهُ تَعَالٰی
وَقَدْ ذَكَرَ الْمُجَدِّدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّ
اَرْبَابَ كَمَالَاتِ النُّبُوَّةِ بِالْوِرَاثَةِ
وَقُلْتُ وَهُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ الْمُقَرَّبُوْنَ

ایک جماعت علماء کی اسطرف گئی ہے کہ
ایسی زندگی جس میں رزق بھی دئے جائیں
اور خوش بھی ہوں۔ اور خوشخبری اور بشارت
بھی سنتے رہیں فقط شہیدوں کے ساتھ
خاص ہے۔ مگر میرے نزدیک حق یہ
ہے کہ انکی زندگی سے پیغمبروں کی زندگی
زیادہ قوی ہے یہانتک کہ پیغمبروں
کی زندگی کے آثار دنیا میں بھی ظاہر ہیں
چنانچہ انکی بیویوں سے بعد وفات پیغمبروں
کے کسیکو نکاح جائز نہیں ہوتا۔ اور
صدیق بھی درجے میں شہیدوں سے
افضل ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ انکے
ہم پایہ۔ چنانچہ اس آیت کی ترتیب سے
یہ امر نہایت ظاہر ہے۔ پارہ پنجم
میں اللہ جلشانہ فرماتا ہے "اور جو لوگ
تابعداری کریں اللہ اور اللہ کے رسول
کی وہ ہوں گے ان لوگوں کے ساتھ جنپر
اللہ نے انعام کیا ہے کہ وہ نبی ہیں اور
صدیق اور شہید اور نیکوکار" اسیواسطے
صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسم کا
کام دیتی ہیں اور جسم ہمارے روح کا

فِی لِسَانِ الشَّرْعِ فَیُعْطِی لَھُمُ اللّٰہُ وُجُوْدًا مَوْھُوْبًا وَیَدُلُّ عَلٰی ھٰذَا اَنَّ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ وَالشُّھَدَآءِ وَبَعْضِ الصُّلَحَآءِ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ لَا یَاْکُلُھَا الْاَرْضُ مَا اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ ہ - وَاَخْرَجَ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ نَحْوَہٗ اِنْتَھٰی

اور بہت سے اولیاء اللہ سے یہ خبر تواتر کو پہونچ چکی ہے کہ وہ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک اور جسکو اللہ چاہے اسکی راہنمائی فرماتے ہیں۔ انہی کی شان میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیشک یہ لوگ بواسطے پیروی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب کمالات نبوۃ ہوتے ہیں انہی کو اصطلاح شریعت میں صدیق اور مقرب کہتے ہیں۔

اور اللہ انکو وجود خاص بخشش فرماتا ہے اور دلیل اس امر پر یہ ہے کہ انبیاء اللہ اور شہداء اور بعض صالحین کے جسم کو زمین نہیں کھاتی۔ چنانچہ صحیح حاکم اور سنن ابو داؤد میں ہے حضرت اوس بن اوس فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ نے حرام کردیا زمین پر پیغمبروں کے جسموں کو اور ابن ماجہ میں حضرت ابوالدرداء سے مثل اسکی کے مروی ہے۔

اور نیز منجملہ احادیث دالہ سے حیات صلحاپر یہ حدیث ہے

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ فِیْ اَبْوَابِ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِبَائَہٗ عَلٰی قَبْرٍ وَھُوَ لَا یَحْسَبُ اَنَّہٗ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْہِ قَبْرُ اِنْسَانٍ یَقْرَءُ سُوْرَۃَ الْمُلْکِ حَتّٰی خَتَمَھَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ

اور ابواب فضائل قرآن ترمذی شریف میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ناواقفی سے ایک مقام پر جنگل میں اپنا خیمہ قائم کرلیا۔ حالانکہ فی الواقعہ وہاں زمین دوز ایک قبر تھی ناگاہ اس قبر سے سورۂ تبارک الذی پڑھنے کی آواز آنے لگی صحابہ کرام

ضَرَبْتُ خِبَائِیْ عَلٰی قَبْرٍ وَاَنَا لَا اَحْسِبُ اَنَّہٗ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْہِ اِنْسَانٌ یَقْرَءُ سُوْرَۃَ الْمُلْکِ حَتّٰی خَتَمَہَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہِیَ النَّاجِیَۃُ ہِیَ تُنْجِیْہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

واپس آکر جب یہ واقعہ حضور کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ سورۃ عذاب قبر سے محفوظ رکھنے والی ہے اور جو مبتلائے عذاب ہو اُسکو نجات دلوانے والی ہے عذاب قبر سے۔

جواب شک ثانی ۔ دلالۃ النص یا اقتضاء النص احادیث مذکورہ پر عمل کرنے سے اعتراض جب واقع ہوتا جب دلالت یا اقتضاء پر عمل کرنے سے مخالفت عبارت النص لازم آتی اور ما نحن فیہ میں تو بصورت استقبال عبارۃ النص احادیث مذکورہ پر جو تعظیماً استقبال کو بیرون شہر تک جانا ہے عمل ہی جب ہو سکتا ہے جب اول تعظیماً قیام کیا جاوے جو دلالۃ النص حدیث سے ثابت ہے اسواسطے کہ علت استقبال کی اظہار تعظیم ہے تمام افراد تعظیم کے ساتھ جن افراد سے ایک فرد قیام تعظیمی بہی ہے اور اسیکو دلالۃ النص کہتے ہیں یا یوں کہو کہ استقبال بغیر قیام کے ہو نہیں سکتا۔ لہذا احادیث مذکورہ سے قیام تعظیمی باقتضاء النص ثابت ہوتا ہے اور استقبال جو بعبارۃ النص ثابت ہے اُسپر عمل اسوجہ سے نہیں کیا جاتا کہ مجلس میلاد میں تشریف آوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مظنون ہے بعد وفات اُس عالم کے زندوں کے واسطے آمد و رفت کی کوئی جہت معیّن نہیں ہوتی جیسے انصار کے لئے جہت تشریف آوری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جانب حرہ اور ثنیۃ الوداع سے معین تھی۔

جواب شک ثالث ۔ اگرچہ کلام ہمارا مورد اس شک کا مطلقاً نہیں ہے کسواسطے کہ قیام مذکورہ مثبتہ باحادیث مسطورہ وہ قیام نہیں ہے کہ کسیکو اہل فضل و کمال سے دیکھکر تعظیماً قیام کیا کرتے ہیں اور غالباً وجہ ایراد شک شاک کو شاید یہ ہی ہوئی ہو بلکہ قیام مذکورہ مثبتہ باحادیث مسطورہ وہ قیام ہے کہ بمجرد استماع خبر آمد آمد کسیکے اہل فضل و کمال سے بارادۂ استقبال اور اظہار تعظیم آنیوالے معظم کے کھڑے ہو جایا کرتے ہیں اور بعدۂ واسطے لینے کے بیرون شہر تک جایا کرتے ہیں

اور یہ قیام لاریب بدون آنکھوں سے دیکھنے کے شخص معظم کے ہوتا ہے مگر تاہم دفع کرنا شک فنک کنندہ کا چونکہ وہ مخالف ہے ساتھ شرع شریف کے ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ دعوی شک کنندہ کا عدم ثبوت تعظیم شخص معظم میں بدون آنکھوں سے دیکھنے کے گو وہ سامنے ہی آموجود ہو لاریب ممنوع اسواسطے کہ بدون آنکھوں سے دیکھنے کے تعظیم شخص معظم کی اگر وہ وہاں موجود ہو ثابت ہے عقلا جیسے نابینا اہل بصارت کے ساتھ تعظیماً بغیر آنکھوں سے دیکھنے کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور نیز باحادیث صحیحہ

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَۃٍ فَرَاٰی نَاسًا رُکْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ اِنَّ مَلَائِکَۃَ اللّٰہِ عَلٰی اَقْدَامِھِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰی ظُھُوْرِ الدَّوَابِّ وَفِی الْبَابِ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ وَفِی اللَّمْعَاتِ فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ یُفْھَمُ مِنْہُ کَرَاھَۃُ الرُّکُوْبِ ھٰذَا الْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْمَلَائِکَۃَ تَحْضُرُ الْجَنَازَۃَ وَالظَّاھِرُ اَنَّ ذٰلِکَ عَامٌّ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ بِالرَّحْمَۃِ وَمَعَ الْکُفَّارِ بِاللَّعْنَۃِ قَالَ اَنَسٌ مَرَّتْ جَنَازَۃٌ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فَقِیْلَ اِنَّھَا جَنَازَۃُ یَھُوْدِیٍّ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا قُمْنَا لِلْمَلَائِکَۃِ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ انتھی۔ وَفِیْہِ اِیْمَاءٌ

(از لفظ [illegible] ۱۲)

ترمذی ابوداؤد وابن ماجہ میں ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ لیجارہے تھے آپ نے جنازے کے ہمراہ چند آدمیوں کو سوار دیکھکر فرمایا کیا تم نہیں شرماتے اس امر سے کہ تم سوار ہو اور اللہ کے فرشتے پیدل چل رہے ہیں ایسا ہی حضرت مغیرہ بن شعبہ اور جابر بن سمرہ سے منقول ہے۔ لمعات میں ہے اس حدیث سے جنازے کے ساتھ تعظیم فرشتوں کے لحاظ سے سوار ہو کر چلنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اور مرقاۃ میں ہے اسی حدیث کی شرح میں ازہار کے حوالہ سے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ فرشتے جنازے کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے جنازے میں شان رحمت کے ساتھ اور کافروں کے جنازے کے ہمراہ ساتھ لعنت کے

اِلٰی نَدْبِ الْقِیَامِ لِتَعْظِیْمِ الْفُضَلَاءِ وَالْکُبَرَاءِ۔ انتھی عبارۃ المرقاۃ۔ اَقُوْلُ وَفِیْ مِشْکٰوۃِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَرَّتْ بِکَ جَنَازَۃُ یَھُوْدِیٍّ اَوْ نَصْرَانِیٍّ فَقُوْمُوْا لَھَا فَلَسْتُمْ لَھَا تَقُوْمُوْنَ اِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ لِمَنْ مَعَھَا مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

چنانچہ نسائی میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک جنازے کو دیکھکر آپ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا گیا یہ تو یہودی کا جنازہ ہے آپ نے فرمایا ہم تو ان فرشتوں کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں جو اس جنازے کے ہمراہ ہیں۔ اس حدیث میں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ کھڑے ہو جانا واسطے تعظیم اہل فضل وکمال کے مستحب ہے۔ انتھی عبارۃ المرقاۃ۔ میں کہتا ہوں کہ تعظیم ملائکہ کی نسبت جو جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں امر بھی وارد ہوا ہے چنانچہ مشکوۃ شریف میں ہے حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تمہارے قریب سے جنازہ یہودی یا نصرانی کا نکلے تو تم اسکے واسطے کھڑے ہو جایا کرو۔ اسواسطے کہ تم اس جنازے کیواسطے نہیں کھڑے ہوتے بلکہ ان فرشتوں کے واسطے کھڑے ہوتے ہو جو جنازے کے ساتھ ہیں۔ اس حدیث کو احمد بن حنبل اپنی مسند میں نقل فرماتے ہیں ہاں اگرچہ عند الحنفیہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

جواب شک چہارم۔ چونکہ بجواب شک سوم دفع شک کردیا گیا کہ مراد قیام مذکورہ سے وہ قیام نہیں ہے کہ کسیکو اہل فضل وکمال سے دیکھکر تعظیما کھڑے ہو جایا کرتے ہیں لہذا کلام مذکور مورد شک ہذا ہی مطلقا نہیں رہا مگر چونکہ یہ شک بھی مخالف تھا ساتھ احادیث صحیحہ اور روایات قویہ فقہیہ کے اور دونوں حدیثیں مذکورہ شک قابل حجت نہیں ہیں اسواسطے کہ اول تو انہیں سے حدیث مرویہ ابوداود۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ نُمَیْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ اَبِی الْعَنْبَسِ عَنْ اَبِی الْعَدَبَّسِ عَنْ اَبِیْ مَرْزُوْقٍ

روایت ہے ابی بکر بن ابی شیبہ سے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن نمیر نے مسعر سے انہوں نے ابی العنبس سے

عَنْ اَبِیْ غَالِبٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی عَصًا الخ

اخرجہ ابو داؤد ضعیف ہے اور مضطرب السند اور بعض رجال ہیں

اُنہوں نے ابی العدبّس سے اُنہوں نے ابی مرزوق سے اُنہوں نے ابی غالب سے اُنہوں نے ابی امامہ رضی اللہ عنہم سے کہا کہ نکلے ہمارے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در آنحالیکہ آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے عصا پر۔

کَمَا فِیْ مِرْقَاۃِ الصَّعُوْدِ قَالَ الطَّبْرَانِیُّ هٰذَا الْحَدِیْثُ ضَعِیْفٌ مُضْطَرِبُ السَّنَدِ فِیْهِ مَنْ لَا یُعْرَفُ۔ انتھی۔

چنانچہ مرقاۃ الصعود میں ہے کہا طبرانی نے کہ یہ حدیث ضعیف مضطرب السند ہے اسکی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

اور نیز بعض رجال اسکے لین الحدیث اور مخطی۔

کَمَا فِیْ تَقْرِیْبِ التَّهْذِیْبِ اَبُو الْعَدَبَّسِ کُوْفِیٌّ مَجْهُوْلٌ مِّنَ السَّادِسَۃِ وَاَبُوْ مَرْزُوْقٍ عَنْ اَبِیْ غَالِبٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ لَیِّنٌ مِّنَ السَّادِسَۃِ وَلَا یُعْرَفُ اِسْمُہٗ وَاَبُوْ غَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صَاحِبُ اَبِیْ اُمَامَۃَ بَصْرِیٌّ نَزَلَ اَصْبَهَانَ قِیْلَ اِسْمُہٗ حَزَوَّرٌ وَقِیْلَ سَعِیْدُ بْنُ الْحَزَوَّرِ وَقِیْلَ نَافِعٌ صَدُوْقٌ یُخْطِیُٔ مِنَ الْخَامِسَۃِ۔ انتھی

چنانچہ تقریب التہذیب میں ہے کہ ابو العدبّس کوفی مجہول الحال ہے اور ابو مرزوق جو ابی غالب سے روایت کرتا ہے اور وہ ابی امامہ سے لین الحدیث ہے اور اسکا نام تک معلوم نہیں اور ابو غالب صاحب ابی امامہ کسی نے کہا کہ وہ بصرہ میں رہا۔ اسکا نام حزور ہے اور کسی نے سعید بن الحزور بتایا اور کسی نے کہا نافع اگرچہ سچے ہیں مگر بیان حدیث میں بہت خطا کرتے ہیں۔

علاوہ بریں معنے اُسکے اور ہیں نہ وہ معنے جو معترض نے سمجھے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ قیام منہی عنہ مذکورہ حدیث ہذا وہ قیام نہیں ہے کہ کسکو اہل فضل وکمال سے دیکھکر تعظیماً ومحبتہً کھڑے ہو جایا کرتے ہیں۔ اسواسطے کہ یہ قیام تو مخصوص اہل عجم نہ تھا

بلکہ اہل عرب میں بھی مروج و معمول تھا چنانچہ احادیث مثبتہ قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بعض صحابہ کرام کے اور قیام صحابہ کرام کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نیز احادیث متضمنہ امر کرامت اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اس قسم کے قیام کے جو انشاء اللہ عنقریب نقل کیجاوینگی صاف دال برین مدعا بلکہ قیام منہی عنہ بحدیث ہذا بدلالت لَا تَقُوْمُوْا كَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ کے وہ قیام ہے کہ شخص معظم آکر بیٹھ جائے اور تعظیم کنندگان دست بستہ کھڑے رہیں اسواسطے کہ قیام مخصوصہ اہل عجم یہی قیام تھا کہ بعض انکا تعظیم کرتا تھا بعض کی بہمیں نہج یعنی بعض لوگ جو مرتبہ میں چھوٹے ہوتے تھے تعظیم کرتے تھے اُن لوگوں کی جو مرتبہ میں بڑے ہوتے تھے اور چھوٹے بڑوں کے سامنے ہرگز نہیں بیٹھتے تھے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بقرینہ حال قصد صحابہ کا بمقتضائے کثرت شوق اُنکے کے مبالغہ تعظیم نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں کہ وہ ظاہر و باہر ہے حدیث مذکورہ عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بعد قیام تعظیم کے اس قسم کے کھڑے رہنے کی طرف دیکھا فرمادیا کہ نہ کھڑے ہو تم جیسے کہ عجمی کھڑے ہوتے ہیں۔

كَمَا فِي الْمِرْقَاةِ وَلَعَلَّ الْاَوْجَهَ اَنْ يُّقَالَ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُتَمَثِّلِيْنَ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَعَبَّرَ عَنْهُ بِمُطْلَقِ الْقِيَامِ لِلْمُبَالَغَةِ فِي الْمَرَامِ وَالْمُرَادُ بِالْقِيَامِ الْوُقُوْفُ انتهى۔ وَقَالَ الشَّيْخُ وَلِيُّ اللّٰهِ الْمُحَدِّثُ الدِّهْلَوِيُّ فِي حُجَّةِ اللّٰهِ الْبَالِغَةِ وَعِنْدِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا فِي الْحَقِيْقَةِ فَاِنَّ الْمَعَانِيَ الَّتِيْ يَدُوْرُ عَلَيْهَا الْاَمْرُ وَالنَّهْيُ مُخْتَلِفَةٌ فَاِنَّ الْعَجَمَ كَانَ مِنْ اَمْرِهِمْ اَنْ يَّقُوْمَ الْخَدَمُ بَيْنَ

چنانچہ اس حدیث مذکورہ ابوداؤد کی شرح میں صاحب مرقاۃ تحریر فرماتے ہیں کہ غالباً اس حدیث کی عمدہ توجیہ یہ ہے کہ وہ لوگ کھڑے ہو کر کھڑے رہگئے ہونگے لہذا حضور نے فرمایا کہ عجمیوں کیطرح سے مت کھڑے رہو نہ یہ معنی کہ مطلقاً تعظیم کو نہ کھڑے ہو۔ ایسا ہی مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اسمیں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں کیونکہ جن معانی سے کام لیا جاتا ہے

اَيْ لِذِي سِيَادَتِهِمْ وَهُوَ مِنْ اِفْرَاطِهِمْ فِي التَّعْظِيْمِ فَهَذِي عَنْهُ وَاِلَى هٰذَا وَقَعَتِ الْاِشَارَةُ فِي قَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ انتهٰى۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب جدا ہے اسلیئے کہ عجمیونکا دستور تھا کہ خدمتگذار اپنے سرداروں کے سامنے کھڑے رہتے تھے اور یہ بدرجہ غایت تعظیم میں اُنکی زیادتی تھی پس ہدایت فرمائی اس سے اور اسی کی طرف اشارہ ہے فرمان حضور صلے اللہ علیہ وسلم میں کما یقوم الاعاجم۔ انتہی۔

كَمَا فِي حَدِيْثِ الْمَرْوِيَّةِ التِّرْمِذِيِّ وَاَبُوْدَاؤُدَ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ صَفْوَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حِيْنَ رَاَوْهُ فَقَالَ اِجْلِسَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

چنانچہ ترمذی اور ابوداؤد میں ہے کہ ابو مجلز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے انکو دیکھکر حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن صفوان رضی اللہ عنہما کھڑے ہوگئے اور غالبا بعد بیٹھ جانے حضرت معاویہ کے کھڑے ہی رہے لہذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم دونوں بیٹھ جاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس شخص کو یہ بات خوش آوے کہ لوگ اُسکے سامنے تعظیما کھڑے رہیں اسکو چاہیئے کہ اپنی جگہ جہنم سے ڈھونڈ لے۔

مضمون اسکا بھی متفق ہے ساتھ مضمون حدیث مذکور کے اسواسطے کہ جسطرح حدیث سابق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو کھڑا دیکھکر منع کرنا قیام سے ثابت ہے اسیطرح منع کرنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا قیام سے حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن صفوان رضی اللہ عنہما کو بمتابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ہذا سے ثابت ہے۔ اور قیام نہی عنہ بھی قیام مخصوصہ اہل عجم معلوم ہوتا ہے یا حرمت محبت قیام نفس جیسا کہ شارحین معتبرین نے وہ قیام کہ جوکسیکو اہل فضل وکمال سے

آتے ہوئے دیکھکر تعظیماً کھڑے ہوجاتے ہیں۔

كَمَا فِي فَتْحِ الْوَدُودِ شَرْحِ اَبُوْدَاوُدَ قَوْلُهٗ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّتَمَثَّلَ الخ اَىْ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَقُوْمَ بَيْنَ يَدَيْهِ اَوْ عَلٰى رَأْسِهٖ اَحَدٌ لِلتَّعْظِيْمِ وَقِيْلَ اَنْ يَقُوْمُوْا بَيْنَ يَدَيْهِ اَوْ عَنْ جَانِبَيْهِ كَمَا يُفْعَلُ بِالْاُمَرَاءِ فِي مَجَالِسِهِمْ وَهُوَ زِيُّ الْاَعَاجِمِ تَكَبُّرًا اَوْ اِذْلَالًا لِلنَّاسِ وَعَلٰى هٰذَا فَلَعَلَّ مُعَاوِيَةَ كَرِهَ الْقِيَامَ لَهٗ خَوْفًا مِّنَ التَّشَبُّهِ بِهٰذَا الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ وَكَذَا فِي الْمِرْقَاةِ الصُّعُوْدِ شَرْحِ اَبُوْدَاوُدَ۔ قَالَ الطَّبَرِيُّ هٰذَا الْخَبَرُ اِنَّمَا فِيْهِ نَهْيٌ عَنْ اَنْ يُّقَامَ لَهٗ مِنَ السُّرُوْرِ بِذَالِكَ لَا مِنْ اَنْ يَّقُوْمُوْا لَهٗ اِكْرَامًا وَقَالَ اِبْنُ قُتَيْبَةَ مَعْنَاهُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَقُوْمَ الرِّجَالُ عَلٰى رَأْسِهٖ كَمَا يَقُوْمُ بَيْنَ اَيْدِي الْمُلُوْكِ الْاَعَاجِمِ وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِهٖ نَهْيَ الرَّجُلِ عَنِ الْقِيَامِ لِاَخِيْهِ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَجَّحَ النَّوَوِيُّ مَقَالَ الطَّبَرِيِّ فَقَالَ لَا يَصِحُّ وَالْاَوْلٰى بَلِ الَّذِي لَا حَاجَةَ اِلٰى مَا سِوَاهُ اَنَّ مَعْنَاهُ زَجْرٌ وَكَفٌّ عَنْ مُحَبَّتِهٖ قِيَامَ النَّاسِ اِلَيْهِ

چنانچہ فتح الودود شرح ابوداؤد میں ہے فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّتَمَثَّلَ الخ سے یہ مراد ہے کہ جو شخص دوست رکھے اس بات کو کوئی اُس کے سامنے یا اُسکے پیچھے تعظیماً کھڑا رہے اور بعض فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جو دوست رکھے اُسکی دونوں طرف یا اُسکے سامنے لوگ کھڑے رہیں جیساکہ امراء عجم کے ہاں مروج ہے بطریق تکبر کے دوسرے لوگوں کو ذلیل سمجھکر اور غالباً یہی معنی سمجھکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیام حضرت زبیر و صفوان سے کراہت ظاہر فرمائی ڈرکر عزت حاصل کرنے سے اُس قیام کے ساتھ جو شرعاً ممنوع ہے اور ایسا ہی مرقات الصعود شرح ابوداؤد میں ہے علامہ طبری فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نہی اس امر سے ہے کہ لوگوں کے قیام سے شخص معظم اظہار مسرت کرے نہ اس سے کہ لوگ تعظیماً اُسکے واسطے کھڑے ہوں اور ابن قتیبہ فرماتے ہیں معنی حدیث کے یہ ہیں کہ مستحق وعید وہ شخص ہے جو اس امر کا خواہشمند ہو کہ میرے حضور میں لوگ کھڑے رہیں جیسے شاہان عجم کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اُس قیام کی نہی نہیں ہے جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی تعظیم کو کھڑا ہوجاوے جب وہ اسلام علیک کہے اور علامہ طبری ہی کے قول کو علامہ نووی نے ترجیح دی ہے اور فرمایا ہے کہ اسکے سوا اور معنے کرنیکی حاجت نہیں بیشک

قَالَ وَلَيْسَ فِيْهِ تَعْرِيْضٌ لِلْقِيَامِ بِنَهْيٍ
بِغَيْرِهٖ وَهٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَالْمَنْهِيُّ عَنْهُ
مَحَبَّةُ الْقِيَامِ فَلَوْ لَمْ يَخْطُرْ بِبَالِهٖ فَقَامُوْا لَهٗ
فَلَا لَوْمَ عَلَيْهِ وَاِنْ اَحَبَّ ارْتَكَبَ
التَّحْرِيْمَ سَوَاءٌ قَامُوْا اَوْ لَمْ يَقُوْمُوْا۔ انتہی
اور حدیث ثانی مذکورہ شک مرویہ ترمذی
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا عَفَّانُ
نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ
يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ
لَمْ يَقُوْمُوْا مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ۔

اسکے معنے یہی ہیں کہ لوگوں کو تعظیمی قیام سے بطریق تکبر جھڑکا
گیا ہے اور روکا ہے اور حدیث میں قیام تعظیمی سے مطلقاً
نہی نہیں ہے اور یہ متفق علیہ ہے البتہ نہی اس امر کی ہے کہ دوسرے
سے قیام تعظیمی کی خواہش کی جائے اور بلا خواہش اگر لوگ کھڑے
ہوں کوئی محل ملامت نہیں ہے اور اگر خواہشمند قیام ہے
بلاشبہ مرتکب فعل حرام ہے خواہ کوئی کھڑا ہو یا نہ ہو۔
حضرت عبداللہ عفان سے اور عفان حماد اور
حماد حضرت انس سے روایت فرماتے ہیں
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ صحابہ
کرام کو کوئی پیارا نہ تھا۔ مگر جب آپکو دیکھتے
تو کھڑے نہوتے جانتے تھے کہ ایسے کھڑے
رہنے سے آپ کراہت کرتے ہیں"۔ علاوہ برآنکہ بعض رواۃ اسکے بھی فی الجملہ متکلم فیہ ہیں

كَمَا فِيْ تَقْرِيْبِ التَّهْذِيْبِ عَفَّانُ ابْنُ
مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَاهِلِيُّ اَبُوْ عُثْمَانَ
الصَّفَّارُ الْبَصْرِيُّ ثِقَةٌ ثَبْتٌ وَرُبَّمَا
وَهِمَ وَقَالَ ابْنُ مَعِيْنٍ اَنْكَرْنَاهُ فِيْ
صَفَرٍ سَنَةَ تِسْعَ عَشْرَةَ وَمَاتَ
بَعْدَهَا بِيَسِيْرٍ مِنْ كِبَارِ الْعَاشِرَةِ
وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ دِيْنَارُ الْبَصْرِيُّ
اَبُوْ سَلَمَةَ ثِقَةٌ عَابِدٌ اَثْبَتُ النَّاسِ
وَلٰكِنَّهٗ قَدْ تَغَيَّرَ حِفْظُهٗ بِاٰخِرِهٖ
مِنْ كِبَارِ الثَّامِنَةِ انتہی۔

چنانچہ تقریب میں ہے عفان بن مسلم
اگرچہ ثقہ ہیں مگر وہمی ہیں۔ اور
ابن معین فرماتے ہیں کہ ماہ صفر سنہ ۱۹ میں
بوجہ وہم ہمنے اس سے حدیث سننا چھوڑ
دیا۔ ایسے ہی حماد بن سلمہ ثقہ اور عابد
ہیں مگر اخیر میں انکا حافظہ بگڑ گیا
تھا"۔ یہ مخصوص ہے ساتھ اُن اصحاب
کے کہ جو ہر وقت حاضر خدمت والا
رہتے تھے مثل انس رضی اللہ عنہ
رواۃ حدیث ہذا کے بموجب قواعد
اصول۔ اسواسطے کہ ضمیر جمع غائب لفظ الیہم مذکورہ حدیث ہذا الفاظ کنایہ سے ہے

اور معنی مراد بہا الفاظ کنایہ سے نہیں مفہوم ہوتے مگر بقرینہ۔

كَمَا فِي الْمَنَارِ مَتْنِ نُوْرِ الْاَنْوَارِ اَمَّا الْكِنَايَةُ فَمَا اسْتَتَرَ الْمُرَادُ بِهٖ وَلَا يُفْهَمُ اِلَّا بِقَرِيْنَةٍ حَقِيْقَةً كَانَ اَوْ مَجَازًا مِثْلُ اَلْفَاظِ الضَّمِيْرِ خَاصَّةً۔

چنانچہ منار میں ہے کہ کنایہ اسکو کہتے ہیں کہ جو بغیر قرینہ کے مراد متکلم کو نہ سمجھا سکے۔ مثل الفاظ ضمیر کے خاصکر"۔ جس وقت کہ مرجع بھی ضمیر کا نہ مذکور ہو جیسا کہ یہاں ہے۔ لہذا بقرینہ حال راوی حدیث ہذا یعنی انس رضی اللہ عنہ کے مرجع الیہم کا بجز اُن اصحاب کے کہ جو ہر وقت ملازم خدمت شریف رہتے تھے مثل راوی حدیث ہذا کی کہ دس برس تک یہاں تک ملازم خدمت والا ہے کہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشہور ہو گئے۔

كَمَا فِي تَقْرِيْبِ التَّهْذِيْبِ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ خَادِمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَدَمَهٗ عَشْرَ سِنِيْنَ صَحَابِيٌّ مَشْهُوْرٌ۔

چنانچہ تقریب التہذیب میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں جو دس برس تک حضور کی خدمت میں رہے"۔ جملہ صحابہ اور عامۂ مومنین نہیں ہو سکتے بدلالت دیگر احادیث آئندہ مثبتہ قیام۔ اور یا مخصوص ہے ساتھ اُن اوقات کے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز محفل صحابہ ہو کر حدیث فرماتے۔ اگر کسی حاجت ضروری کے واسطے اُٹھتے تو صحابہ ہر بار نہیں کھڑے ہوتے تھے چنانچہ مشیر ہے طرف اس معنی کے مضمون حدیث دیگر مرویہ مشکوٰۃ۔

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَامَ فَاَرَادَ الرُّجُوْعَ نَزَعَ نَعْلَهٗ اَوْ بَعْضَ مَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ فَيَثْبُتُوْنَ انتہی

مشکوٰۃ میں ہے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور بیٹھ جاتے تو ہم سب آپ کے گرد بیٹھ جاتے پھر جب آپ لوٹنے کے ارادہ سے اٹھو کھڑے

یا کسی اور کام کو) اُٹھتے اور اپنی نعلین مبارک یا اور کوئی چیز چھوڑ دیتے جس سے اصحاب کرام جان لیتے کہ آپ واپس تشریف لاوینگے اپنی حالت پر بدستور بیٹھے رہتے اور کھڑے نہوتے "

ورنہ بوقت قدوم تو ثابت ہے قیام صحابہ کا واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیماً و محبۃً۔ اور نیز قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے بعض صحابہ کے محبۃً و اجلالاً بموجب احادیث صحیحہ صحاح کے۔

كما أخرج أبو داؤد عن عائشة رضي الله عنها قالت ما رأيت رجلاً كان أشبه حديثاً وكلاماً برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت إذا دخلت عليه قام إليها فاخذ بيدها فقبلها وأجلسها في مجلسه وكان إذا دخل عليها قامت إليه فأخذت بيده فقبلته وأجلسته في مجلسها۔ وأخرج الترمذي عن عائشة رضي الله عنها قالت قدم زيد بن حارثة المدينة ورسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتي فقرع الباب فقام إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم عرياناً يجر ثوبه والله ما رأيته عرياناً قبله فاعتنقه وقبله وفي المشكوة عن أبي هريرة رضي الله عنه قال كان

ابو داؤد میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بات چیت اور طرز انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ تر مشابہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی آدمی کو نہیں دیکھا۔ جب آپ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور کھڑے ہو جاتے اور حضرت خاتون جنت کا ہاتھ پکڑ کر پیشانی پر بوسہ دیکر بمقتضائے محبت اپنی جگہ بٹھلا لیتے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت کے ہاں تشریف لاتے بغرض تعظیم حضرت خاتون جنت کھڑی ہو جاتیں اور آپکا دست مبارک پکڑ کر حضور کی پیشانی کو بوسہ دیکر آپکو اپنی جگہ پر بٹھلا لیتیں۔

اور ترمذی شریف میں ہے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْلِسُ مَعَنَا فِی الْمَسْجِدِ یُحَدِّثُنَا فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِیَامًا حَتّٰی نَرَاہُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُیُوْتِ اَزْوَاجِہٖ۔

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت میرے گھر میں تھے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جب دروازہ کھٹکھٹایا آپ بمقتضائے محبت چادر کھینچتے ہوئے برہنہ کھڑے ہو گئے قسم ہے اللہ کی اس سے پہلے میں نے آپکو ایسا برہنہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور حضور حضرت زید سے بغلگیر ہوئے اور انکی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور مشکوۃ شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھکر نصیحت آمیز باتیں فرماتے رہتے جب آپ تشریف بری کے ارادہ سے کھڑے ہوتے تو ہم سب کھڑے ہو جاتے اور اسوقت تک کھڑے رہتے جب آپ کو دیکھ لیتے کہ بعض ازواج مطہرات کے گھر میں داخل ہو گئے"۔

اگر کوئی کہے کہ حدیث ہذا سے تو قیام صحابہ برائے تعظیم نہیں پایا جاتا بلکہ حدیث ہذا بیان حال واقعی ہے کہ جب آپ بارادۂ تشریف بری کھڑے ہوتے کہ وہ پہچان لیا جاتا تھا وقت نہ رکھنے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے کوئی چیز بمقام جلوس بوقت قیام چنانچہ مضمون ہذا حدیث گذشتہ مرویہ مشکوۃ سے واضح ولائح ہے ہم بھی کھڑے ہو جاتے تھے تو جواب اسکا یہ ہے کہ عبارت حَتّٰی نَرَاہُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُیُوْتَ اَزْوَاجِہٖ صراحۃً دال ہے قیام صحابہ پر برائے تعظیم اسواسطے کہ اگر قیام صحابہ بلا ارادۂ تعظیم ہوتا تو صحابہ کو کھڑے رہنے کی یہانتک کہ آپ داخل بیوت ازواج مطہرات ہو جاویں۔ اور نظر نہ آویں کچھ حاجت نہ تھی۔ پس بدیں جہت کھڑا رہنا صحابہ کا مدت مذکور تک صراحۃً دال ہے قیام ہذا پر برائے تعظیم۔ اور نیز اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بسند قوی کہ کھڑے ہوئے ہم واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بوسہ دیا ہم نے آپ کے ہاتھ کو۔ چنانچہ روایت ہذا قسطلانی شرح بخاری کی جلد تاسع مطبوعہ مصر میں موجود ہے۔

وَفِی الشِّفَاءِ عَنْ عُمَرَ بْنِ السَّائِبِ

اور شفا میں ہے حضرت عمر بن سائب سے فرماتے ہیں

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ جَالِسًا یَوْمًا فَاَقْبَلَ اَبُوْہُ مِنَ الرَّضَاعَۃِ فَوَضَعَ لَہٗ بَعْضَ ثَوْبِہٖ فَقَعَدَ عَلَیْہِ ثُمَّ اَقْبَلَتْ اُمُّہٗ فَوَضَعَ لَھَا ثَوْبَہٗ مِنْ جَانِبِہِ الْاٰخَرِ ثُمَّ اَقْبَلَ اَخُوْہُ مِنَ الرَّضَاعَۃِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ قَالَ عَلَّامَۃُ الْخَفَاجِیْ فِیْ شَرْحِ الشِّفَاءِ وَفِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ یَجُوْزُ الْقِیَامُ تَعْظِیْمًا لِّمَنْ یَسْتَحِقُّ التَّعْظِیْمَ انتھٰی

کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے رضاعی باپ تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنا کپڑا انکے واسطے بچھا دیا۔ پھر آپ کی رضاعی والدہ تشریف لائیں آپنے انکے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا پھر جب آپ کے رضاعی بھائی آئے آپ انکے واسطے کھڑے ہو گئے اور انکو اپنے سامنے بٹھالیا۔ علّامہ خفاجی شارح شفا فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس امر پر کہ جو مستحق تعظیم ہو اُسکے واسطے تعظیمًا کھڑا ہو جانا جائز ہے"۔

اور نیز ثابت ہے حکم فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا برائے قیام واسطے تعظیم قدوم اہل فضل وکمال کے بوقت قدوم باحادیث صحیحہ صحیحین۔

کَمَا اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ نَزَلَ بَنُوْ قُرَیْظَۃَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَاَرْسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْہِ فَجَاءَ فَقَالَ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اَوْ خَیْرِکُمْ وَفِی الْمُسْلِمِ فَاَتَاہُ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنٰی قَرِیْبًا مِّنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اَوْ خَیْرِکُمْ

بخاری شریف میں ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر راضی ہو کر حضور کی خدمت میں آکر حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا جب حضرت سعد تشریف لائے آپ نے بنو قریظہ کو فرمایا کہ اپنے سردار کیطرف تعظیمًا کھڑے ہو جاؤ

اور مسلم شریف میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار جب مسجد سے قریب ہوئے آپ نے انصار کو فرمایا کہ اپنے سردار کیطرف کھڑے ہو جاؤ"۔

چنانچہ بموجب انہی احادیث مذکورہ کے مستحب رکھا ہے جمہور علماء سلف و خلف نے قیام ہذا کو۔

كما قال النووي في شرحه للمسلم
تحت هذا الحديث قوله قوموا الى
سيدكم فيه اكرام اهل الفضل
وتلقيهم بالقيام لهم اذا اقبلوا هكذا
احتج به جماهير العلماء لاستحباب
القيام قال القاضي وليس هذا
من القيام المنهي عنه وانما ذالك
لمن يقوموا عليه وهو جالس ويمثلوا
قياما طول جلوسه قلت القيام للقادم
من اهل لفضل مستحب وقد جاء فيه
احاديث ولم يصح في النهي عنه شئ
صريح وقد جمعت كل ذالك مع
كلام العلماء عليه في جزء واجبت
فيه عما توهم النهي عنه والله اعلم
انتهى كلام النووي۔ وفي در المختار
وفي الوهبانية يجوز بل يندب القيام
تعظيما للقادم كما يجوز القيام لو للقاري
بين يدي العالم وفي رد المحتار قوله
يجوز بل يندب القيام تعظيما للقادم
اي ان كان يستحق التعظيم قال
في القنية قيام الجالس في المسجد

شرح مسلم میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ
علیہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے
ہیں کہ اس حدیث میں سند ہے اہل فضل
اور کمال کی تعظیم کرنے پر اور جب وہ آدیں
کھڑے ہوکر انکی تعظیم کرنے اور ملاقات
کرنے پر اسیطرح حجت پکڑی ہے ساتھ
اس حدیث کے جمہور علماء نے اوپر
مستحب ہونے قیام تعظیم کے۔ قاضی عیاض
رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں وہ قیام
جس سے حضور نے منع فرمایا ہے وہ یہ
قیام تعظیمی نہیں ہے بلکہ جس سے منع فرمایا
ہے وہ وہ قیام ہے کہ صاحب فضل
بادشاہ وغیرہ آکر بیٹھ جاوے اور جب
تک وہ بیٹھا رہے کوئی بیٹھنے نہ پائے
بلکہ سب کھڑے رہیں۔ میں کہتا ہوں کہ
قیام تعظیمی علماء اور فضلاء کے واسطے
مستحب ہے اور اسکے استحباب میں بہت
سی حدیثیں آئی ہیں اور ممانعت میں اس
قیام سے کوئی حدیث صریح صحت کو
نہیں پہونچی۔ اور میں نے اس بحث میں
ایک پورا رسالہ لکھا ہے جسمیں مانعین کے

لِمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ تَعْظِيْمًا وَقِيَامُ قَارِي
الْقُرْاٰنِ لِمَنْ يَجِيُّ تَعْظِيْمًا لَا يُكْرَهُ اِذَا
كَانَ مِمَّنْ يَسْتَحِقُّ التَّعْظِيْمَ وَفِيْ مُشْكِلِ
الْاٰثَارِ الْقِيَامُ لِغَيْرِهٖ لَيْسَ بِمَكْرُوْهٍ
لِعَيْنِهٖ اِنَّمَا الْمَكْرُوْهُ مَحَبَّةُ الْقِيَامِ لِمَنْ
يُقَامُ لَهٗ فَاِنْ قَامَ لِمَنْ لَا يُقَامُ لَهٗ لَا يُكْرَهُ
قَالَ ابْنُ وَهْبَانَ اَقُوْلُ وَفِيْ عَصْرِنَا
يَنْبَغِيْ اَنْ يَسْتَحِبَّ ذٰلِكَ اَيِ الْقِيَامُ
لِمَا يُوْرِثُ تَرْكُهٗ مِنَ الْحِقْدِ وَالْبَغْضَاءِ
وَالْعَدَاوَةِ لَا سِيَّمَا اِذَا كَانَ فِيْ مَكَانٍ
اُعْتِيْدَ فِيْهِ الْقِيَامُ وَمَا وَرَدَ مِنَ التَّوَعُّدِ
عَلَيْهِ فِيْ حَقِّ مَنْ يُّحِبُّ الْقِيَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ
كَمَا يَفْعَلُهُ التُّرْكُ وَالْاَعَاجِمُ اھ۔ قُلْتُ
يُؤَيِّدُهٗ مَا فِي الْعِنَايَةِ وَغَيْرِهَا
عَنِ الشَّيْخِ الْحَكِيْمِ اَبِي الْقَاسِمِ كَانَ
اِذَا دَخَلَ عَلَيْهِ غَنِيٌّ يَقُوْمُ لَهٗ وَيُعَظِّمُهٗ
وَلَا يَقُوْمُ لِلْفُقَرَاءِ وَطَلَبَةِ الْعِلْمِ فَقِيْلَ لَهٗ
فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ الْغَنِيُّ يَتَوَقَّعُ مِنِّي التَّعْظِيْمَ
فَلَوْ تَرَكْتُهٗ لَتَضَرَّرَ وَالْفُقَرَاءُ وَالطَّلَبَةُ
الْعِلْمِ اِنَّمَا يَطْمَعُوْنَ جَوَابَ السَّلَامِ
وَالْكَلَامَ مَعَهُمْ فِي الْعِلْمِ وَتَمَامُ ذٰلِكَ
فِيْ رِسَالَةِ الشُّرُنْبُلَالِيِّ۔ انْتَهٰى عِبَارَةُ
رَدِّ الْمُحْتَارِ الْمَشْهُوْرِ بِالشَّامِيِّ۔ وَهٰكَذَا

وہم کا پورا جواب دیا ہے۔ اور علماء مثبتین
کے اقوال جمع کئے ہیں۔ انتہی کلام نووی۔
اور درّمختار میں ہے وہبانیہ سے۔ جائز ہے
بلکہ مستحب ہے قیام تعظیمی آنیوالے اہل
فضل وکمال کے لئے جیسے جائز ہے علماء
کے سامنے وقت پڑھنے کے کھڑا رہنا۔
ردّ المحتار میں ہے کہ بیشک مستحب ہے
اگر آنیوالا مستحق تعظیم کا ہو۔ قنیہ میں ہے
کہ اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے۔ یا
قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہے اور
کوئی عالم صاحب فضل وکمال آجاوے
اور وہ اسکے واسطے کھڑا ہو جاوے تو مکروہ
نہیں ہے۔ اور مشکل الآثار میں ہے
کہ کھڑا ہونا کسیکے واسطے بالذات مکروہ
نہیں ہے۔ مکروہ اس امر کی محبت ہے
کہ دوسروں سے دوست رکھے کہ وہ
میرے واسطے قیام کریں۔ پھر اگر غیر مستحق
کے واسطے بھی کھڑا ہو جاوے تو مکروہ نہیں
ابن وہبان فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ
میں آنیوالے کے واسطے مطلقاً قیام کرنا
مستحب ہے خصوصاً جہاں عادت ہو اسواسطے
کہ اسکے ترک کرنے میں بغض اور عداوت
باہمی پیدا ہوتا ہے جو حرام ہے۔ اور

فِی الْجُزْءِ الثَّانِی مِنْ اَحْیَاءِ الْعُلُوْمِ لِلْغَزَالِی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔

اور جو قیام ناجائز ہے وہ وہ ہے کہ شخص معظم اس امر کو دوست رکھے کہ لوگ اسکے آگے کھڑے رہیں بیٹھنے نہ پاویں جیسے ترک اور عجمی کرتے ہیں۔ اور اسکی تائید کرتی ہے وہ روایت جو عنایہ وغیرہ میں ہے شیخ حکیم ابوالقاسم رح سے کہ آپ کی خدمت میں جب دولتمند حاضر ہوتے انکے واسطے کھڑے ہو جاتے اور انکی تعظیم وتکریم کرتے اور فقرا اور طالب علموں کے واسطے بطریق تعظیم قیام نہ فرماتے جب ان سے اس امر کی وجہ دریافت کی گئی۔ فرمایا دولتمند امیدوار تعظیم کے رہتے ہیں اور اگر انکی تعظیم نہ کیجائے تو ان سے ایذارسانی کا خوف ہوتا ہے اور فقرا، اور طالب علم۔ علم کی باتوں کے خواہشمند اور فقط جواب سلام کے حاجتمند رہتے ہیں۔ اور اس امر کی پوری بحث رسالہ شرنبلانی میں ہے۔ یہانتک عبارت شامی کی ختم ہوئی۔ اور اسی قسم کا مضمون جلد ثانی احیاء العلوم میں ہے۔

اور جلد خامس فتاوے عالمگیری میں ہے۔

وَعَنْ عَلَّامَۃِ الْاُمَّۃِ الْحَضَامِیِّ قَالَ مَشَایِخُنَا الْاَبُ یُقَدَّمُ عَلَی الْاُمِّ فِی الْاِحْتِرَامِ وَالْاُمُّ فِی الْخِدْمَۃِ حَتّٰی اِنْ دَخَلَا عَلَیْہِ فِی الْبَیْتِ یَقُوْمُ لِلْاَبِ انتھی۔

اور علامۂ امت حضامی فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ باعتبار تعظیم کے باپ کا مرتبہ ماں سے مقدم ہے اور باعتبار خدمت کے ماں کا مرتبہ مقدم ہے یہانتک کہ اگر ماں باپ دونوں گھر میں آویں باپ کی تعظیم کی نیت سے کھڑا ہونا چاہیئے۔

اور اسی کے اٹھائیسویں باب میں ہے۔

تَجُوْزُ الْخِدْمَۃُ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالْقِیَامِ وَاَخْذِ الْیَدَیْنِ وَالْاِنْحِنَاءِ وَلَا یَجُوْزُ السُّجُوْدُ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی کَذَا فِی الْغَرَائِبِ انتھی۔ وَفِیْہِ قَوْمٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ مِنَ الْمُصْحَفِ

غیر اللہ کی خدمت قیام اور دست بوسی اور جھکنے کے ساتھ جائز ہے نہ سجدہ کے ساتھ جو مخصوص ذات باری ہے۔ الیہاہی فتاویٰ غرائب میں ہے۔ اور اسی میں ہے کہ ایک

اَوْ يَقْرَأُ رَجُلٌ وَاحِدٌ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَاحِدٌ مِّنَ الْاَجِلَّةِ وَالْاَشْرَافِ فَقَامَ الْقَارِيْ لِاَجْلِهٖ قَالُوْا اِنْ دَخَلَ عَالِمًا اَوْ اَبُوْهُ اَوْ اُسْتَاذُهُ الَّذِيْ عَلَّمَهُ الْعِلْمَ جَازَ اَنْ يَّقُوْمَ لِاَجْلِهٖ۔ انتهى۔ وَقَالَ الْبَغَوِيُّ وَالْخَطَابِيْ اَنَّ قِيَامَ الْمَرْءُوْسِ لِلرَّئِيْسِ الْفَاضِلِ وَالْوَالِي الْعَادِلِ وَقِيَامُ الْمُتَعَلِّمِ لِلْعَالِمِ مُسْتَحَبٌّ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ عَمَلًا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔ انتهى۔ وَقَالَ الْكِرْمَانِيْ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ الْمُسَمّٰى بِالْكَوَاكِبِ الدَّرَارِيْ۔ وَفِيْهِ اَيْ فِيْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ اِسْتِحْبَابُ الْقِيَامِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْاَفْضَلِ وَهُوَ غَيْرُ الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ لِاَنَّ ذٰلِكَ بِمَعْنَى الْوُقُوْفِ وَهٰذَا بِمَعْنَى النُّهُوْضِ اِنْتَهٰى۔

جماعت قران مجید دیکھکر پڑھ رہی تھی یا تنہا کوئی پڑھ رہا تھا۔ اس حالت میں اگر کوئی بزرگ مثلاً اسکا باپ یا ماں یا استادِ علوم دینی آجاوے تو انکو انکی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا جائز ہے علامہ بغوی اور علامہ خطابی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ قیام تعظیمی رعیت کو اور شاگردوں کو بادشاہ عالم اور حاکم عادل یا استاد علوم دینی کے واسطے تعظیماً و تکریماً مستحب ہے نہ کہ مکروہ بموجب حدیث سعد رضی اللہ عنہ کے علامہ کرمانی شرح بخاری شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث قوموا الی سیدکم سے بزرگوں اور اہل فضل و کمال کے واسطے تعظیماً کھڑا ہونا مستحب ثابت ہوتا ہے اور یہ قیام تعظیمی وہ قیام نہیں ہے جسکی ممانعت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اسواسطے کہ وہ قیام بمعنے وقوف ہے جسکے معنے کھڑے رہنے کے ہیں جب تک کوئی صاحب فضل وکمال یا بادشاہ وغیرہ بیٹھا رہے "۔

اور قول تورپشتی کہ معنے قوموا الی سیدکم کے یہ ہیں کہ کھڑے ہو تم مدد کرنیکو اور اُتارنے کو اپنے سردار کے نہ کہ واسطے تعظیم کے۔ مردود ہے بقول طیبی۔

كَمَا قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدْ بْنُ اَحْمَدَ فِيْ شَرْحِهٖ لِلْبُخَارِيِّ

علامہ عینی شرح بخاری شریف میں تحریر فرماتے ہیں

الْمُسَمّٰى بِعُمْدَةِ الْقَارِيْ الْمَعْرُوْفِ بِعَيْنِيْ
قَالَ التُّوْرِبِشْتِيْ فِيْ شَرْحِ الْمَصَابِيْحِ
مَعْنَاهُ قُوْمُوْا اِلٰى اِعَانَتِهٖ وَاِنْزَالِهٖ
مِنْ دَابَّتِهٖ وَلَوْ كَانَ الْمُرَادُ التَّعْظِيْمُ
لَقَالَ قُوْمُوْا لِسَيِّدِكُمْ وَاعْتَرَضَ
عَلَيْهِ الطِّيْبِيُّ بِاَنَّهٗ لَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِهٖ
لِلْاِنْزَالِ اَنْ لَّا يَكُوْنَ لِلْاِكْرَامِ وَمَا عَلَّلَ
بِهٖ مِنَ الْفَرْقِ بَيْنَ اِلٰى وَاللَّامِ ضَعِيْفٌ
لِاَنَّ اِلٰى فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ اَفْخَمُ مِنَ اللَّامِ
كَاَنَّهٗ قِيْلَ قُوْمُوْا وَامْشُوْا اِلَيْهِ تَلَقِّيًا
وَاِكْرَامًا وَهٰذَا مَاْخُوْذٌ مِنْ تَرَتُّبِ الْحُكْمِ
عَلَى الْوَصْفِ الْمُنَاسِبِ الْمُشْعِرِ بِالْعِلِّيَّةِ
فَاِنَّ قَوْلَهٗ سَيِّدِكُمْ عِلَّةٌ
لِلْقِيَامِ لَهٗ وَذٰلِكَ لِكَوْنِهٖ ذِي الْقَدْرِ
وَالْمَرَاتِبِ ۔ انتهى۔

کہ توربشتی کا یہ قول شرح مصابیح میں ہے کہ
حدیث قوموا الی سیدکم میں حکم قیام تعظیمی
کے واسطے نہ تھا بلکہ انکو بوجہ زخمی ہونیکے
سواری سے اتارنیکے واسطے حضور نے
فرمایا تھا کہ کھڑے ہو جاؤ اگر تعظیماً کھڑے
ہونے کو ارشاد ہوتا تو یوں فرماتے
قوموا لسیدکم۔ علامہ طیبی جواب قول
مذکورہ توربشتی میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ
مان بھی لیا جائے کہ اتارنے ہی کو فرمایا
تھا تو اس سے نفی تعظیماً کھڑے ہونے کی
لازم نہیں آتی اسواسطے کہ جو لام اور الی
کا توربشتی نے فرق بیان کیا ہے وہ ضعیف ہے
بلکہ بہ نسبت لام کے اس مقام پر الی سے
زیادہ ظہور تعظیم کا ہے اسواسطے کہ ہو وقت
یہ معنے ہوں گے کہ کھڑے ہو جاؤ اور نہایت
تعظیم کے ساتھ انکو جاکر اتارو۔ اسواسطے کہ وہ تمہارے سردار ہیں اور سردار کا واجب التعظیم
ہونا ظاہر ہے"۔

چنانچہ صاحب قدر عظیم المرتبہ ہونا حضرت سعد کا ان احادیث صحیحہ صحاح سے ظاہر ہے

كَمَا اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ جَابِرٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ
لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے حضرت جابر
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنا میں نے نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے حضرت
سعد کی موت سے اللہ کا عرش ہل گیا"۔

اور نیز مجمع البحار میں بھی شرح حدیث ہذا میں یہی مضمون مرقوم ہے۔

حَیْثُ قَالَ :- اِحْتَجَّ بِہٖ الْجَمَاھِیْرُ لِاِکْرَامِ اَھْلِ الْفَضْلِ بِالْقِیَامِ اِذَا اَقْبَلُوْا وَاَمَّا الْقِیَامُ الْمَنْھِیُّ عَنْہُ فَاِنَّمَا ھُوَ فِیْمَنْ یَقُوْمُوْا عَلَیْہِ وَھُوَ جَالِسٌ وَیَمْثُلُوْنَ قِیَامًا طُوْلَ جُلُوْسِہٖ انتھٰی مختصرا۔

چنانچہ مجمع البحار میں ہے کہ جمہور علماء نے اس حدیث کے ساتھ قیام تعظیمی کو مستحب سمجھا ہے البتہ وہ قیام جسکی ممانعت ہے وہ وہ قیام ہے کہ مخدوم آکر بیٹھ جائے اور خادم کھڑے ہی رہیں اور بیٹھنے نہ پائیں"۔

جواب شک پنجم - قول قائل ہذا کہ قیام ہذا بجہت مشابہت کے ساتھ قیام نماز کے موہم شرک ہے محض غلط ہے اور ناسزا اسواسطے کہ قیام برائے تعظیم بدو رویت شخص معظم بوجہ احسن ثابت ہے بموجب شرع شریف کے چنانچہ علماء دین نے آداب زیارت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ افضل صلوٰۃ رب العلمین میں لکھا ہے کما فی جذب القلوب الی دیار المحبوب للشیخ عبد الحق محدث الدھلوی "ودر وقت سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقوف در انجناب باعظمت دست راست را بر دست چپ بنہد چنانکہ در حالت نماز کنند"۔

وَھٰکَذَا ذَکَرَ الْکِرْمَانِیُّ اَنَّہٗ یَضَعُ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ کَالصَّلٰوۃِ وَکَذٰلِکَ قَالَ مُلَّا عَلِیُّ الْقَارِیُّ فِیْ دُرِّ الْمُضِیَّۃِ وَفِیْ فَتَاوَی الْعَالَمْگِیْرِیَّۃِ وَیَقِفُ کَمَا یَقِفُ فِی الصَّلٰوۃِ۔

اور ایسا ہی کرمانی میں ہے کہ وقت کھڑے ہونے کے حضور کے مواجہ میں دہنے ہاتھ کو بائیں پر مثل حالت نماز کی رکھکر درود پڑھے۔ ایسا ہی ملا علی قاری نے در المضیہ میں لکھا ہے اور ایسا ہی فتاوے عالمگیریہ میں ہے"۔

اور نیز نہ ہونا اس قیام کا عبادت سے بموجب روایات فقہیہ ثابت ہے۔

کَمَا فِی الْکَبِیْرِیِّ شَرْحِ مُنْیَۃِ الْمُصَلِّیْ فِیْ بَابِ تَحْقِیْقِ فَرْضِ الْقِیَامِ لِلصَّلٰوۃِ اَنَّ الْقِیَامَ وَسِیْلَۃٌ اِلَی السُّجُوْدِ وَالْخُرُوْرِ وَالسُّجُوْدُ اَصْلٌ بِدَلِیْلِ اَنَّ السُّجُوْدَ شَرْعًا

باب تحقیق فرضیت قیام کبیری میں ہے کہ بلاشبہ قیام وسیلہ ہے سجدہ میں جانے کا اور اصل مقصود سجدہ ہے اسواسطے کہ شرعا سجدہ عبادت ہے

عِبَادَةً بِدُوْنِ الْقِيَامِ كَمَا فِي سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ وَالْقِيَامُ لَمْ يُشْرَعْ عِبَادَةً وَحْدَهٗ وَذٰلِكَ لِاَنَّ السُّجُوْدَ غَايَةُ الْخُضُوْعِ حَتّٰی لَوْ سَجَدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَكْفُرُ بِخِلَافِ الْقِيَامِ۔ انتهى۔

نہ کہ قیام جیسا کہ سجدہ تلاوت میں مقصود سجدہ ہوتا ہے اگرچہ کھڑے ہو کر کرے اور تنہا قیام کسی کے نزدیک شرعاً عبادت نہیں۔ اسواسطے کہ سجدہ عبادت میں بے حد عجز و نیاز کا ظہور ہوتا ہے اسیواسطے اللہ کے سوا غیر کو سجدہ کرنا کفر ہے بخلاف قیام کے۔

جواب شک ششم۔ جملہ اہل بصیرت پر واضح ہوگا کہ کلام کور فقیر حقیر سراپا تقصیر مورد شک شاک کہ ایک وقت میں ہزار جگہ محفل مولد شریف منعقد ہوتی ہے پھر ایک ذات مقدس سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کا ہزار جگہ موجود ہونا محال ہے۔ ہرگز نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ کلام مذکور متضمن اثبات اس امر کا ہے کہ رونق افروزی حضور صلے اللہ علیہ وسلم بعد حصول توجہ خاص بجہت کثرت صلوٰۃ وسلام حاضرین محبت اساس کے ہر ایک محفل مولد شریف میں مظنون ہے لہذا جملہ حاضرین محفل ہر ایک بزم سعادت نظم میں بمناسبت قیام ملائکہ بامید حصول اسی سعادت عظمیٰ اور کرامت کبریٰ کے بصورت عشاق شیدا بہ نیت استقبال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر نہیں معلوم کہ اس سعادت عظمیٰ سے کونسے سعید ازل کونسی محفل میں مشرف ہوں اور دریں صورت لازم نہیں ہے کہ آپ ہر ایک محفل میں بلاریب رونق افروز ہوتے ہی ہیں۔ بلکہ ہر بزم میں رونق افزا ہونا مظنون ہے۔ ہاں البتہ اگر یوں کہا جاتا کہ رونق افروز ہونا آپکا ہر ایک محفل میں متیقن ہے تو بلاریب دریں صورت یہ بات لازم آتی کہ ایک ذات مقدس کا ہزار جگہ موجود ہونا محال ہے۔ مگر بعض معترضین متقدمین مولوی اسمٰعیل صاحب سے یہ اعتراض بہت بعید معلوم ہوتا ہے بلکہ اُن سے تو اولیاء امت مرحومہ کا بھی ایک آن میں ہزار جگہ حاضر ہو کر افعال غریبہ ظہور میں لانے کو بھی محال جاننا محال معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ رونق افروزی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا امکنہ متعددہ اور مکانات معدودہ میں محال جاننا۔ اسواسطے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جنکو ساتویں طبقہ میں مولوی اسمٰعیل صاحب

اپنا پیر طریقت تسلیم کرتے ہیں اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں اسطرح تحریر فرماتے ہیں "ہر گاہ کہ جنّیان را بتقدیر اللہ سبحانہٗ ایں قدرت بود کہ متشکّل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کُمّل را اگر ایں قدرت عطا فرمائیند چہ محلّ تعجّب است وچہ احتیاج ببدن دیگر ازیں قبیل است آنچہ از بعضے اولیاء اللہ نقل میکنند کہ دریک آن در امکنۂ متعدد حاضر میگردند وافعال متبائنہ بوقوع مے آرند اینجا نیز لطائف ایشاں متجسّد باجساد مختلفہ ومتشکل باشکال متبائنہ میشوند وہمچنیں عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطّن دارد واز اں دیار نہ برآمدہ است جمعے از حضرت مکہ معظمہ مے آئیند ومیگوئیند کہ آں عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم وچنیں درمیان ما وعزیز گذشتہ است۔ وجمعے دیگر نقل میکنند کہ ما اورا در روم دیدہ ایم وجمعے دیگر در بغداد دیدہ اند اینہمہ تشکل لطائف آں عزیز است باشکال مختلفہ وگاہ ہست کہ آں عزیز را از تشکلات اطلاع نبود لہذا درجواب آں جماعت گاہ میگوید کہ من از خانہ نہ برآمدہ ام وحرم کعبہ را ندیدہ ام۔ وروم وبغداد را نمے شناسم ونمیدانم کہ شما چہ کسانید وہمچنیں ارباب حاجات از اعزہ احیاء واموات دراں مخاوف ومہالک مدد ہا طلب مینمایند ومے بینند کہ آں صور اعزّہ حاضر شدہ دفع بلّیہ اینہا نمودہ اند گاہ ہست کہ آں اعزہ را از دفع آں بلّیہ اطلاع بود وگاہ نبود۔ از ما وشما بہانہ برساختہ اند۔ ایں نیز تشکل لطائف آں اعزہ ہست ایں تشکل گاہ در عالم شہادت بود وگاہ در عالم مثال۔ چنانچہ دریک شب ہزار کس آں سرور را علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیم بصور مختلفہ در خواب مے بینند واستفادہ ہا مے نمائیند اینہمہ تشکل صفات ولطائف اوست علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیم بصور تہائے مثالی وہمچنیں مریدان از صور مثالی پیران استفادہ ہا مینمایند وحلّ مشکلات میفرمایند"۔ انتہٰی۔

وہمیں نہج تحریر فرماتے ہیں جناب مولانا عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں۔ وبالجملہ دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از موت مثال است چنانکہ در نوم مرئی میشود ودر یقظہ نیز بینماید وآں شخص شریف کہ در مدینہ منورہ

در قبر شریف آسودہ است ہمان متمثل میگردد در یک آن بصور متعددہ عوام را در منام مینماید و خواص را در یقظہ"۔ انتہی۔

جواب شک ہفتم۔ اگرچہ بحسب احادیث صحیحہ مطلع ہونا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محفل ہذا سے خاصۃً بوقت ذکر ولادت بجہت کثرت صلوٰۃ وسلام حاضرین محفل شریف سابق ازین بوجہ احسن اسقدر کہ دفع شک شاک کو کافی ہو بیان ہوچکا۔ لیکن اب بموجب اقوال بعض علماء بھی دفع شک شاک کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی بھی جو وہابیہ کے بڑے مقتدا ہیں اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتے ہیں کہ "ارواح مقدس حضرت غوث الثقلین اور خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ سرہما کی سید احمد صاحب پر ظاہر ہوئی۔ اور ایک پہر تک سید احمد صاحب کو دونوں اماموں نے توجہ قوی دی"۔ انتہی۔ محل انصاف ہے کہ سید احمد صاحب دہلی میں تھے اور کسقدر راستہ دور و دراز سے یعنی بخارا و بغداد سے پاک روحیں آئیں اور توجہ قوی دی انکو کسطرح خبر ہوگئی کہ دہلی میں فلاں شخص سید احمد نام مرد صالح ہے آؤ وہاں چلکر انکو اپنے فیض سے مشرف کریں۔ جب بقول مولانا مذکور انکو باوجود اسقدر دوری کے خبر ہونا ثابت ہے۔ تو پھر معتقدین مولانا مذکور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلع ہوجانے میں محفل مولد شریف سے تامل کرنا نہایت تعجب ہے۔ اور مولانا و مقتدانا واقف رموز شریعت و طریقت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی میں ماتحت آیۃ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ اور نیکوں کی ارواح وہاں (مقام علیین میں) پہونچتی ہیں اور مقربین یعنی اولیاء اللہ کی وہیں رہتی ہیں اور عوام صلحاء کو بعد اسم نویسی کے اور اعمالناموں کے پہونچنے کے موافق مرتبے کے کسیکو آسمان دنیا میں اور کسیکو زمین اور آسمان کے درمیان اور کسیکو چاہ زمزم میں رکھتے ہیں اور ان ارواحوں کو ایک علاقہ اپنی قبر سے بھی ہوتا ہے اس سبب سے زیارت کرنیوالوں اور اقربا اور دوستوں کے احوال سے

مطلع ہوتی ہیں۔ کیونکہ روح کو قرب و بعد مکانی اس دریافت کو مانع نہیں ہوتا۔
مثال اُسکی انسان کے وجود میں روح بصر ہے کہ ساتوں آسمان کے ستاروں کو
کوئیں کے اندر سے دیکھ سکتی ہے"۔ اور اسی تفسیر میں بالتحت آیۃ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ
بدیں طور ارقام فرماتے ہیں۔ اور بعضے خاص اولیاء اللہ جنکو اللہ نے محض بندوں کی ہدایت
و ارشاد کے واسطے پیدا کیا ہے اُنکو اُس حالت میں بھی اس عالم کے تصرف کا حکم ہوتا
ہے اور اسطرف متوجہ ہونے سے اُنکے استغراق میں خلل واقع نہیں ہوتا ہے اور اُنکی
وسعت کے سبب سے وہ استغراق اسطرف کے متوجہ ہونے کو منع بھی نہیں کرتا
اور اویسی لوگ باطنی کمالوں کو انہی سے حاصل کرتے ہیں اور حاجتمند اور غرض
والے اپنے اڑے کاموں کی کشادگی کا سبب ان سے پوچھتے ہیں اور اُنکے کہنے
پر چلنے سے اپنا مطلب پاتے ہیں اور اُنکا حال اُسوقت اِس مصرعہ کے مضمون
پر گواہی دیتا ہے۔ ع "من آیم بجاں گر تو آئی بتن"۔
اور بعینہ یہی مضمون قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں
تحریر فرماتے ہیں۔ ان دونوں عبارتوں سے مطلع ہونا عوام مؤمنین کا احوال
زوار اور خویش و اقربا سے اور نہ مانع ہونا روح کو اطلاع امور سے قرب و بعد
مکانی کا اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ شک کنندگان
کو مطلع ہونے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں احوال بزم میلاد سے خاصۃً
بجہت کثرت صلوٰۃ و سلام کے کیا تامل ہے۔ اور کونسا امر موجب ردّ و
کدّ اور اسقدر تشویش کا ہے۔

تمت

مواہیر علمائے ہندوستان

(رامپور۔ بدایوں۔ الور۔ گلشن آباد (عرف ناسک) دہلی۔ پاکپٹن۔ بمبئی وغیرہ بلاد ہندما)
استحسان مجلس شریف ذکر ولادت باسعادت اور جمیع حالات شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں بشرط الخلو عن المنکرات الشرعیہ کے کوئی تردد نہیں پس بلا شبہ مقصود مؤلف رسالہ صحیح اور ادلہ اور روایات مذکورہ رسالہ مطابق کتاب و آراء صائبہ اہل حق ہیں۔ فللہ سبحانہٗ درہ ۔ فقط
العبد محمد ارشاد حسین رامپوری۔

ھذا ھو الحق الصراح والصدق القراح ۔ العبد محمد گوہر علی عفی عنہ۔

المجیب مصیب وللہ درہ ۔ بندہ عاصیم الہی بخش

تحقیقات مؤلف ہمہ بجا و درست است ۔ شکر اللہ سعیہٗ ۔ العبد محمد ولی النبی رامپوری

من قال سوای ذالک قد قال محالا ۔ کتبہٗ ابو الخلیل محمد صدیق حسن پاکپتنی ۔

للہ در المؤلف کہ مستحسن ہونا مجلس ذکر ولادت و دیگر حالات مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بشرط خالی ہونے منکرات شرعیہ سے از روئے شرع شریف ثابت کیا ہے اور مسئلہ قیام اگرچہ مختلف فیہ علمائے ہر زمانہ رہا ہے مگر اہل محبت کو تعظیم مستحسن اور مناسب تر ہے ۔ اور لازم ۔ کتبہٗ محمد عبد الکریم عفی عنہ مفتی ریاست الور

بیشک ذکر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بمقتضائے حدیث شریف مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا فَاَكْثَرَ ذِكْرَهٗ الخ وحدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ الخ وحدیث لَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مُؤْمِنًا حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ و دیگر احادیث و آیات علامت و نشانی ایمان کی ہے اور بناء ایمان کی اوپر محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور علیٰ ہذا القیاس قیام و دیگر امور کہ جن میں تعظیم اور محبت پائی جاتی ہے اور منکر ان امور کا عناداً او تعصباً محبت سے بے بہرہ اور مومنین مخلصین سے خارج ۔ جیسا کہ تفصیل اس اجمال کی مؤلف رسالہ ہذا نے باحسن وجوہ کی ہے وللہ در مؤلفہ حیث اتی ببیانات موثقۃ بالآیات و الاحادیث واقوال العلماء والصلحاء والحمد للہ رب العالمین ۔ العبد محمد عبد الغفار عفی عنہ رامپوری

رأیت ھذہ الرسالۃ فوجدت فیھا ما علیہ اھل السنۃ والجماعۃ من علماء المحققین والفضلاء المدققین والحق احق ان یتبع وان کرہ المعاند ۔ حررہٗ ابو سعید محمد علیم اللہ خان

لقد قرء المؤلف العلام علیّ من اکثر ھذا الکتاب فوجدتہ مطابقاً لکبراء اھل ما ذکر السنجی عبدہ ابو بکر علی احمد محمود اللہ شاہ الحنفی البدایونی کان اللہ تعالیٰ لہٗ ۔

رأیت وسمعت هذه الرسالة فوجدتها موافقة لمذهب السنة والجماعة فاتباعه جدیر وحقیق۔ محمد احمد عفی عنہ

هذا بالاتباع حقیق فلنعم التحقیق۔ مہر مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی

هذا هو الحق الصراح وباتباعه النجاح والفلاح۔ علم رشد از فیض قاسم قسمت عبدالحکیم

آنچہ دردست اتفاق اہل حق بردست

کله حق وبالاتباع احق۔ محمد عمر دہلوی المجیب علی الحق۔ خادم شرع شریف وزیر الدین اعظم مسجد جامع دہلی

مجلس مولود شریف جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو بہیئت متعارفہ مع القیام علماء نے علی مر الاعصار مستحسن جانا ہے اور استحسان علماء حجت شرعیہ ہے بدلیل حدیث مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ پس مستحسن ہونا مجلس شریف کا ثابت ہے اور عادت اہل حرمین کو صاحب ہدایہ نے دلیل استحباب گردانا ہے اور اہل حرمین شریفین اور دیگر بلاد کے علماء بھی عادت مجلس موصوف کی رکھتے ہیں پس استحباب مجلس موصوف میں تردد نہیں ہے۔ محمد نذیر۔ تحقیقات مؤلف کی صحیح ہے۔ محمد عمر۔

جملہ تحقیقات مؤلف صحیح ہے۔ محمد نذیر احمد خان ولایتی مدرس مدرسہ احمد آباد۔

هذا سیف الله المسلول علی اعناق المعاندین الوهابیین المنکرین لاحادیث الرسول فقط۔ الفقیر محمد حسین شاہ۔ ولایتی عفی عنہ۔ ساکن فیروزپور جہرکا

بسم الله الرحمن الرحیم۔ الحمد لمن جعل الانسان اشرف المخلوقات والصلوة والسلام علی سید الخلق المبعوث الی کافة المخلوقات من الانس والجنات وعلی آله وصحبه الذین هم نجوم الاهتداء وتعلیم المرضیات۔ اما بعد فلما کان وجود النبی صلی الله علیه وسلم من اعظم النعم واجل الآلاء فی العالم فذکره ایضاً مستحسن شرعاً واطیب عقلاً کیف لا وقد قال الله سبحانه وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کما صرح المؤلف الحبر القمقام والبحر الفخام واجل علماء العلام فی هذه الرسالة من الادلة الباهرة الراشدة علی الحق والصواب والحجج الساطعة الظاهرة من عقائد اهل السنة السنیة والشریعة البهیة عیناً معیناً علی الثواب

الموھنۃ لمکائد النجدیۃ وا باطیلھم الرذیلۃ الردیۃ التی کلھا فی تباب ـ
جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء وآخر دعوینا ان الحمد للہ رب العلمین
العبد محمد ن المدعو بعوان حسین المجددی ناظم المدرستہ ارشاد العلوم واقع ریاست رامپور محلہ چاہ شور

نحمد اللہ العلی العظیم ونصلی ونسلم علی رسولہ الرؤف الرحیم وعلی آلہ وصحبہ الذین
ھم بدور الدجی من اللہ العظیم اما بعد رأیت ھذہ الرسالۃ فوجدتھا قرینا
بالحق وعین الصواب فللہ در المؤلف المصیب حیث اتی بادلۃ باھرۃ علی استحسان
المولد والقیام قامعۃ لاباطیل النجدیۃ واقاویلھم بما اجتمعت علیہ عصابۃ
اھل السنۃ والجماعۃ کثرھم اللہ تعالی وجزاہ اللہ تعالی خیر الجزاء بحرمت
سید الوری العبد محمد شجاعت علی الہاشمی المدرس فی المدرستہ ارشاد العلوم ـ

حامدا ومصلیا ومسلما ـ میں نے مختلف جگہوں سے رسالہ مذکور کو دیکھا قرین صواب
پایا نزدیک اہل السنۃ والجماعۃ یہی حق ہے ـ ذکر میلاد وقیام مولد ایک امر مستحسن ہے بشرطیکہ
خالی ہو منکرات شرعیہ سے جیسے کہ مؤلف علام نے جا بجا تصریح فرمائی ہے ـ فقط
محمد ریحان حسین مجددی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم رامپور

نعم التحقیق وحبذا التدقیق ولقد ظفرت
بالمطالعۃ علی نحو مائۃ ونیف وعشرین
رسالۃ معمولۃ فی المولد والقیام
فلم ار احدا فی التخریج مھتدیا
الی ھذا الطریق فقد خاتم القول
الدائر والمثل السائر کم ترک الاول
للآخر فقد ما الحق الحقیق وحققا
المصدق بالتصدیق کیف وانما
الھدایۃ من اللہ المفضل المنعام
والتوفیق کتبہ الراجی الی رحمۃ اللہ الطہ

کیا اچھی تحقیق ہے اور کیا عمدہ تدقیق ـ
بفضلہ تعالی ایک سو بیس اور چند رسالے
اس بحث میں میری نظر سے گذرے
مگر ایسے نفیس دلائل میں نے کسی
رسالے میں نہیں دیکھے اور نہ ایسا
طرز استنباط ـ یہ مثال انہیں دلائل پر
صادق آتی ہے کہ پہلے لوگ بہت
کچھ پچھلوں کے واسطے حصہ چھوڑ گئے
اور یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہے
عطا فرماوے ـ

سید امام الدین احمد گلشن آبادی عرف ناسک عفی اللہ عنہ وعن سائر المسلمین	سید امام الدین گلشن آبادی (المعروف ناسک) خدا اُس سے اور تمام مسلمانوں سے درگذر فرماوے۔

ذالک کذالک۔ محمد حبیب الرحمن برہانپوری

حامدا و مصلیا و مسلما۔ محفل میلاد آنحضرت سرور کائنات علیہ الوف الصلوٰۃ والتسلیمات جو متضمن انواع خیرات و حسنات ہے بشرط عدم حضور منکرات بیشک مستحسن مستحب اور باعث حصول فیوض و برکات ہے اور یہ استحسان نزدیک علماء منصفین کے از قبیل اوضح واضحات ہے اور انکار منکرین معاندین قابل توجہ و التفات نہیں اور اس باب میں استدلال مؤلف بدلائل قویہ صحیحہ مستنبطہ احادیث و آیات صحیح اور واجب التسلیم ہے اور یہ تالیف منیف واسطے رفع خدشات منکرین اور قلع و قمع اصول معاندین کے ایک اصل عظیم ہے جعل اللہ سعی مولانا المؤلف مشکورا وجزاہ عنا وعن سائر المسلمین جزاءً موفوراً۔ حررہٗ واملاہ العبد المفتقر الی مولاہ عبید اللہ جعل اللہ آخرتہٗ خیراً من اُولاہ۔ تاسع عشر محرم الحرام ۱۳۰۶ھ بجزیرہ بمبئی صانہا اللہ عن شر کل غبی غوی لدہیانوی مقیم بمبئی صدر مدرس جامع مسجد بمبئی۔ محمد خلیل الرحمان لدھیانوی ثم الممباوی۔ سید مرتضیٰ مشہدی احمد آبادی۔ سید عماد الدین کوکنی شافعی۔ ھذہ الدلائل کلہا مثبتۃ للمدعا بالکتاب والسنۃ لاشک فیھن فمن انکر فقد ضل وغوی۔ کتبہ القاضی محمد عثمان المدراسی وطنا والحنفی مذہبا کان اللہ لہ ولاسلافہ واخلافہ۔ ذالک الدلائل کلھا کافیۃ لاثبات المدعا لاریب فیھن۔ کتبہ الفقیر الراجی الی رحمۃ اللہ خادم العلماء السید اکرام اللہ عفی اللہ عنہ متوطن بلدہ برہانپور۔ قد اتی الفاضل المتبحر الموفق من اللہ الوھاب بما ھو عین الحق والصواب واقام البرھان بالکتاب والسنۃ تاما علی وفق سلک المیزان کما ھو ظاھر لمن لہ ادنی حدس فی ذالک والامعان۔ کتبہٗ خویدم العلماء سید محمد سعادت مہر برہانپوری عفی عنہ المجیب مصیب فقد صح دلیلاہ۔ محمد جی۔ قد صح الدلائل کلھا العبد محمد احسن عفی عنہ رسولی

لله در المجیب حیث اثبت امور المستحسنۃ فی مجلس المیلاد مع القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم تعظیما لہ واجلالا بالدلائل القویۃ بالکتاب والسنۃ واجماع اہل السنۃ والجماعۃ واصولہ من الاصول الدین وجمیع الدلائل صحیحۃ لاریب فیہا ومثبت للمدعی بثبوت لامردلہا۔ کتبہ محمد عبدالحی ابن مولنا عبدالرب مفتی جاورہ۔

ایں جملہ دلائل کہ فاضل جلیل برائے اثبات قیام در محفل میلاد خیر الانام علیہ افضل التحیۃ والسلام از کتاب اللہ وسنت رسول اللہ آوردہ بے ریب وشک صحیح است وکفی بہذا البیت لہ مثلاً ‎ے آنکس کہ بقرآں وخبر زو نرہی + آنست جوابش کہ جوابش ندہی +
کتبہ عبدالاثیم غلام یحیی پشاوری۔

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی بعث ہادیا للانس والجان وعلی آلہ واصحابہ الہادین الی طریق الحق والایقان۔ امابعد میں نے اس کتاب کو مختلف مقامات سے دیکھا ہر مسئلہ نہایت تحقیق سے لکھا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ احقاق حق اور ابطال باطل کما حقہ کیا ہے۔ گروہ ناحق پژوہ وہابیہ نجدیہ کے عقائد فاسدہ کے خرمن پر بجلیاں ہیں۔ اور اہل حق کے چمنستان قلوب کی شادابی کے لئے ابر کرم وباران رحمت ہے۔ حق تعالی مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

کتبہ خویدم الطلبہ ابوالاصفیا محمد عبدالواحد مجددی رامپوری عفا اللہ عنہ ذنبہ المعنوی والصوری۔

الحمد للہ سبحانہ وتعالی۔ والصلوۃ والسلام علی من لم یزل شرعہ متلالاصلوۃ وسلاما یمان اصحابا وآلا۔ امابعد۔ فقد اطلعت علی ہذہ الرسالۃ فوجدتہا مشحونۃ بحجج ظاہرۃ زاہرۃ۔ ومحتویۃ علی ادلۃ باہرۃ قاہرۃ۔ قامعۃ لاباطیل کل ضال نجدی جاحد۔ قاصمۃ لظہر کل مبطل ملحد ومعاند۔ فجزاہ اللہ سبحانہ وتعالی مولانا المؤلف خیر الجزاء وخصہ من فضلہ العمیم بادنی الاجزاء حیث اتی بما اجمعت علیہ ائمۃ امۃ خیر الوری واتفقت بہ عصابۃ اہل السنۃ السنیۃ والشریعۃ الحنیفیۃ البیضاء۔ واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام

علی ہادی الثقلین رحمۃ للعالمین وآلہ وصحبہ اجمعین۔
قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ محمد ن المدعو بنور الحسین کان اللہ لہ وجعلہ قریر العینین فی الدارین
وھو ما لک الکونین ابن العلامۃ المرحوم شمس العلماء مولانا محمد ظہور الحسین
قدس اللہ سرہ وافاض علینا من برکاتہ فی الدارین۔
الحمد للہ الذی اوجب علینا تعظیم حبیبہ سید المرسلین حیاۃ و مماتا۔ وجعل
ذکرہ للمحبین قریر العینین وراحۃ وسماتا والھمنا فی کل محجۃ ابلج حجۃ نقضا
واثباتا۔ والصلوۃ والسلام علی اولد طہ ویٰسین وعلی الہ وصحبہ المکرمین
عند اللہ جمیعا واشتاتا۔ اما بعد۔ فقد وقفت علی ھذہ الرسالۃ السنیۃ
والصحیفۃ البھیئۃ ماذا ھی لدلائل الحقیق جامعۃ وللمقالات المبتدعین دامغۃ
دامعۃ شلکہ سبحانہ۔ در مولانا المؤلف للہ درہ وتقبل جھدہ وشکر سعیہ و
احسن فی الدارین رعیہ بجاہ حبیبہ الامین والہ المیامین وصحبہ المسامیین۔
نمقہ محمد احمد ن المدعو بسراج الحسین بن العلامۃ المرحوم شمس العلماء مولانا محمد ظہور الحسین النقشبندی
المجددی الرامفوری قدس سرہ وافاض علینا من برکاتہ فی الدارین۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واضح ہو کہ سنہ ۱۳۳۲ ہجری میں جب میں اس رسالہ کو مرتب کر رہا تھا۔ علاوہ اُن بشارتوں
کے جنکے ساتھ خاکسار جناب سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا جنکا ذکر موجب
طوالت ہے ایک اُس بشارت کو جو معرفت میرے ایک شاگرد کے جو کچھ گلابی سے وہابی
تھے مجکو ملی۔ اور اللہ نے انکو ہدایت فرمائی اُسکا درج کرنا بہت مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ
حاجی رحیم بخش صاحب سنی حنفی اور مرزا مبارک بیگ صاحب گلابی وہابی بمقام ریاست
الور (وطن اصلی خاکسار) مجھ سے اخلاق جلالی پڑھتے تھے۔ ان دونوں میں باہم قیام میلاد
شریف کے متعلق ہمیشہ گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ایک دن خلافِ عادت جب میں گھر سے
نماز صبح کو نکلا میں نے دیکھا کہ مرزا صاحب دروازہ پر بحالتِ پریشانی کھڑے ہیں۔

میں نے کہا کیا خبر ہے آج اس وقت خلافِ عادت کیسے آئے؟ کہنے لگے میں نے آج
ایسا خواب دیکھا ہے کہ جسکے بیان کرنے سے ڈر لگتا ہے۔ اسواسطے کہ خالقِ اکبر کو جو
شکل وصورت سے پاک ہے مَیں نے بصورت رسول اللہ دیکھا۔ اس طرح کہ ایک میدان
بہت صاف وشفاف ہے جس پر بہت نفیس فرش بچھا ہوا ہے اور اُسپر ایک طرف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری جانب مجکو یقین ہے کہ اللہ جلشانہٗ ہُو بہُو
بشکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں مگر اُسطرف دیکھا نہیں جاتا لہٰذا میں دوسری
جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے چونکہ آپ سے
وعظ میں بارہا سنا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپکا پیشاب جو کسی عذر سے
پیالے میں رکھا ہوا تھا خوشبودار پانی سمجھکر پی لیا تھا اُسکی برکت سے اُنکی سات پشت تک
وہ خوشبو اُنکی اولاد کے سینوں سے مہکتی رہی۔ اُس خیال سے مینے عرض کیا کہ حضرت انس
رضی اللہ عنہ کو پیشاب عطا ہوا تھا مجکو حضور کا کچھ پاخانہ ہی عطا ہو جاوے۔ سرورِ عالم
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا کہ سائل کو کچھ دیدو۔ اُنھوں نے
کچھ گڑ کے پکے ہوئے میٹھے چاول مجکو ڈھاک کے نیم خشک پتے پر رکھکر دیدیئے مینے اُسی جگہ
کھڑے کھالیا اور پھر حضور میں عرض کیا کہ اس پتے کو مَیں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا جو فاعل
قیام ہو اس پتے کی تعظیم کرے تو کہیں بھی پھینکدے۔ یہ سنکر میں نہایت شرمندہ ہوا۔
اور ایک بہت اونچی دیوار مجکو سامنے سے نمودار ہوئی۔ مینے دیکھا کہ میرا ہاتھ اتنا
لمبا ہو گیا کہ مینے وہاں ہی کھڑے کھڑے اُس پتے کو اُس دیوار پر رکھدیا اور اُسی وقت
آنکھ کھُل گئی۔ لہٰذا میں اسواسطے پریشان ہوں کہ یہ خواب ہے یا اضغاث احلام
یعنی پریشان خیال۔ اسوجہ سے کہ اول تو اللہ جلشانہ کا دنیا میں دیکھنا محال اور پھر وہ بھی
بشکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مینے کہا بھائی تم بڑے قسمت والے ہو۔ شکرِ خدا بجالاؤ
کہ اللہ نے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ اور قیام تعظیمی کے
استحباب اور محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے پر خدا رسول دونوں کی شہادت ملگئی۔ حدیث
صحیح میں وارد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّہٗ

لا یتمثل بی الشیطان یعنی جس نے مجکو دیکھا بیشک مجکو ہی دیکھا اسواسطے کہ شیطان میرے ساتھ متمثل نہیں ہوسکتا۔

دوسری حدیث میں ہے من رانی فقد رای الحق یعنی جس نے مجکو دیکھا اُس نے بلاشبہ حق ہی کو دیکھا۔ بناءً علیہ علماء محققین فرماتے ہیں کہ حلیہ کے مطابق زیارت ہو خواہ مخالف حلیہ کے وہ زیارت حضور ہی کی ہے۔ مگر بصورت مخالفت حلیہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ حضور کے آئینہ صورت میں مجکو اپنے اعمال کی شکل دکھائی گئی ہے اسواسطے کہ جب حضور اس عالم دنیا میں ظاہر موجود تھے جب بھی آپ کو ہر شخص اپنے مرتبہ کے موافق دیکھتا تھا۔ یعنی آپ کی آئینہ صورت میں اپنی عملی صورت کے موافق نہ کہ حضور کی صورت محبوبی۔ چنانچہ دفتر اول صفحہ ۱۱۱ مثنوی شریف مطبوعہ ۱۳۲۶ھ مطبع نولکشور "بیاں جنبیدن ہر کس از انجاست کہ ویست الخ" میں ہے۔ **اشعار۔**

دید احمد را ابوجہل وبگفت
زشت نقشے کز بنی ہاشم شگفت
گفت احمد مر ورا کہ راستی
راست گفتی گرچہ کار افزاستی
دید صدیقش بگفت اے آفتاب
نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب
گفت احمد راست گفتی اے عزیز
کہ رہیدہ تو ز دنیاء نچیز
حاضراں گفتند کے صدر الوریٰ
راست گفتی تو دو ضد ہا چرا
گفت من آئینہ ام مصقول دست
ترک و ہندو در من آں بیند کہ ہست
ہر کرا آئینہ باشد پیش او
زشت و خوب خویش را بیند درو

دیکھکر بوجہل نے شہ کو کہا
کیا بنی ہاشم سے ہیں یہ بدنما
شہ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا
تو ہے سچا گو ہے تو بے حد بُرا
دیکھ کر صدیق نے شہ کو کہا
شرقی و غربی نہیں نور آپ کا
ماہ و خورؔ سے نور ہے شہ کا سوا
شہ نے فرمایا کہ یہ بھی ہے بجا
عرض کی سب نے کہ اے خیر الوریٰ
دو نو ضد ہوسکتی ہیں کیسے بجا
شہ نے فرمایا کہ میں ہوں آئینہ
جیسا جو ہے مجھ میں ہے وہ دیکھتا
آئینہ جس شخص کے ہو روبرو
نیک و بد اپنا وہ دیکھے دو بدو

اور زیادہ تحقیق اس امر کی میرے اس رسالہ رسول الکلام میں ہے۔ رہا اللہ جلشانہ کا بشکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنا اس امر کی تسلی آپ کو رسالہ موضوعات ملا علی قاری رحمہ اللہ سے بوجہ احسن ہوسکتی ہے۔ مگر اب بھی صحبت وہابیہ اگر نچھوڑی تو دین و دنیا میں پریشان ہی رہو گے۔ دیکھو رسالہ المصنوع ملا علی قاری رحمہ اللہ میں ہے۔ **حدیث**۔ رَاَیْتُ رَبِّیْ یَوْمَ النَّفَرِ عَلٰی جَمَلٍ اَوْرَقَ عَلَیْہِ جُبَّۃُ صُوْفٍ۔ موضوع ہے اور بے اصل مگر کتاب اللآلی میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَفَعَہٗ رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ صُوْرَتِ شَابٍّ لَہٗ وَفْرَۃٌ وَرُدِیَ فِیْ صُوْرَۃِ شَابٍّ اَمْرَدَ۔ قَالَ ابْنُ صَدَقَۃَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ صَحِیْحٌ لَا یُنْکِرُہٗ اِلَّا مُعْتَزِلِیٌّ۔ وَالْحَدِیْثُ اِنْ حُمِلَ عَلٰی رُؤْیَۃِ الْمَنَامِ فَلَا اِشْکَالَ وَاِنْ حُمِلَ عَلَی الْیَقْظَۃِ فَاَجَابَ الْمُحَقِّقُ ابْنُ ھَمَامٍ بِاَنَّ ھٰذَا حِجَابُ الصُّوْرَۃِ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میں نے اپنے اب کو بیچ صورت جوان امرد کے کہ جسکے بال کانوں کی لو تک تھے۔ حضرت ابن صدقہ حضرت ابو زرعہ نقاد حدیث سے راوی ہیں وہ فرماتے تھے یہ حدیث صحیح ہے بجز معتزلی کے کوئی اسکا انکار نہیں کرسکتا۔ پھر اگر یوں کہا جاوے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے تو کوئی اشکال نہیں (چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آپ نے سو دفعہ اللہ جلشانہ کو خواب میں دیکھا اسواسطے کہ خواب میں قابل تاویل باتیں ہوتی ہیں اور اُسے رؤیت تجلی صفات کہتے ہیں) اور اگر حضور نے بیداری میں دیکھا تھا تو اسکے یہ معنے ہیں کہ حجاب صورت میں تجلی ذات تھی نہ کہ نفس ذات بمثل دبلی جہات۔

یہ سنکر مرزا صاحب نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ اب سے آپ کے جلسہ ذکر میلاد میں ضرور حاضر ہوا کرونگا۔ اُسکے چندروز بعد مخدوم ومکرم مولانا سلامت اللہ صاحب مرحوم رامپوری میرے اُستاد بھائی شاگرد حضرت قطب الارشاد مولانا واستاذنا مولوی ارشاد حسین صاحب مجددی نقشبندی قدس سرہٗ بطریق سیاحت منگلور، برہانپور، وبمبئی وغیرہ جاتے ہوئے مع مولانا

عبدالحق صاحب ولایتی ومولانا عبدالرشید صاحب مرحوم دہلوی اَلْوَرتشریف لے آئے اور میرے
اس رسالہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اول ودویم دلیل قیام رسالہ ہذا سے بہت پسند فرماکر نقل
فرماکر ہمراہ لے گئے اور وقت واپسی جن جن مشاہیر علما کی مواہیر اور تقاریظ دلائل مذکورہ
پر لائے تھے انکی نقل خاکسار کو دے گئے لہذا بلفظہٖ نسبت دلیل اول ودوم تقاریظ
ومواہیر بعینہٖ درج رسالہ ہذا کیجاتی ہیں۔

ھٰذان الدلیلان صحیحان صحۃً لاریب فیھا ولاشک یعتریھا والمدعاء
ثابت بھما بثبوت لامردّ لھا۔ کتبہ الراجی رحمۃ ربہ الباری مفتی سید عبدالفتاح الحسینی القادری
قد صحت المسئلۃ وصح الدلیلان وعلیہ الادلۃ الآخر سوی ھذین الدلیلین۔ عبدالرب بسکنہ ریاست جاورہ
ھٰذان الدلیلان منطبقان علی المدعاء انطباقا تامًّا۔ کتبہٗ خادم العلما عبدالرحیم
بن میاں طاہر محمد ساکن بلدہ منگلور غفراللہ لہٗ۔

قد صح الدلیلان بجمیع مقدماتھما ونتائجھما بحیث لاغبار علیھما ولاارتیاب
فیھا۔ کتبہٗ محمد یعقوب ابن اسماعیل عفی اللہ عنہ۔

وللہ در المحقق العلامۃ المولوی دیدار علی حیث اقام الحجۃ القاطعۃ بالسنۃ
والکتاب وما اتی بدعین الصدق والصواب والبرھانان تامان علی المدعاء
والمثبتان للدعوی من غیر شک وارتیاب وقد ذکر استحبابہ الحلبی فی السیرۃ
باقوال شتّٰی۔ محمد صدیق۔ مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی۔ حسن بن نور محمد عفی اللہ عنہ
قاضی سید عبداللطیف خادم شرع شریف خطیب بمبئی۔

ھٰذان الدلیلان صحیحان۔ محمد حبیب الرحمٰن برہانپوری۔ محمد برہان الدین مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی

فتوٰی عظیم فی استحباب مولد النبی الکریم

منقول از رسالہ احسن الکلام فی جواز المولد والقیام (ترتیبہ ۱۲۹۰ھ) عرب سے منگایا گیا تھا

نقل فتاوٰے علمائے مدینہ منورہ ومکہ معظمہ وجدّہ وحُدیدہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین متین دربارہ　　　سوال۔ ما قولکم رحمکم اللّٰہ فی اَنَّ

ذكر مولد النبي صلى الله عليه وسلم
والقيام عند ذكر الولادة خاصة
مع تعيين اليوم وتزيين المكان و
استعمال الطيب وقرأة سورة من
القرآن واطعام الطعام للمسلمين
هل يجوز ويثاب فاعله ام لا۔
بينوا جزاكم الله تعالى خير الجزاء۔

ذکر مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ قیام کرنیکی
وقت ذکر ولادت اور معین کرنے دن کے
اس ذکر خیر کے لئے اور تقسیم کرنے شیرینی
وغیرہ کے بعد ایصال ثواب بحضرۃ المصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم اور استعمال کرنے خوشبو اور
گلاب پاشی کے اس محفل مبارک میں اور
مزین کرنے مکان محفل کے بغرض اظہار مسرت
اور کھانا کھلانے مسلمانوں کے بعد ایصال ثواب طعام وکلام کے حضور نبوی میں صلے اللہ
علیہ وسلم۔ ان تمام باتوں کا کرنے والا مستحق ثواب ہوتا ہے یا نہ مستحق ثواب کا نہ عذاب کا
بینوا توجروا۔

جواب۔ الحمد لله الذي رفع السماء
بلا عمد ط اسئله العون والتوفيق
والمدد اعلم ان ذكر مولد النبي
صلى الله عليه وسلم وجميع مناقبه
والحضور لسماعه سنة لما روي ان
حسانا يفاخر عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم بحضرته والناس يجتمعون
لسماعه بل النبي صلى الله عليه
وسلم يدعو الحسان ويوضع له منبرا
فيفاخر عنه قائما عليه لكن عمل
المولد الشريف على هذه الهيئة
المجموعية بتعيين اليوم والقيام
واطعام الطعام وغير ذالك مما ذكر

جواب۔ الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی
حبیبہ سید الوریٰ وآلہ وصحبہ المجتبیٰ المرتضیٰ۔
بلا شبہ آپ کا ذکر ولادت اور معجزات
اور ارہاصات اور مناقب کا سننا سنت ہے
اسواسطے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بغرض سماع جمع ہوتے تھے اور حضرت حسان
رضی اللہ عنہ آپ کی نعت ومنقبت پڑھتے
بلکہ حضور حضرت حسان کے پڑھنے کے لئے
منبر بچھوا دیتے اور انکے واسطے دعا فرماتے
تھے اور اس ہیئت کذائی کے ساتھ جسطرح
تمام بلاد اسلام کے مسلمان آپکی مجلس میلاد
کرتے ہیں یہ بدعت حسنہ مستحبہ ہے اگر بہ نیت
خیر بغرض اظہار تعظیم حضور و اظہار فرحت وسرور

فی السوال بدعۃ حسنۃ مستحبۃ
لاما نہ من حصول الثواب بھا بواسطۃ
القصد الحسن ولا سیما اذا اقترن
بالتبجیل والتعظیم والفرح والسرور
بیوم مولد النبی العظیم یرجی ان
یکون جزاءہ من اللہ الکریم ان
ید خلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم
ولم یزل اھل الاسلام یعتنون و
ویحتفلون بصنع مولد النبی علیہ
الصلوۃ والسلام ویعملون الماکولات
النفیسۃ ویتصدقون بانواع الصدقات
ویسرون بذالک غایۃ السرور
ویزیدون فی المبرات ویتشرفون
بقراءۃ المولد الکریم ویظھر علیھم
من برکاتہ کل فضل عمیم فرحم اللہ
امراءً اتخذ لیالی شھر ذالک المولد
المبارک وایامہ اعیاداً لیکون اشد
علۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد ۔
کما فی المواھب اللدنیۃ ۔ والحاصل
ان مایصنع من الولائم فی المولد الشریف
وقراءتہ بحضرۃ المسلمین وانفاق
المبرات والقیام عند ذکر ولادۃ الرسول
الامین ورش ماء الورد وایقاد البخور

بروز ولادت حضور کیجاوے ۔ امید ہے
کہ اللہ اس کے بانی کو جزاء جزیل اور
اجر عظیم عطا فرماوے ۔ اور اپنے
فضل وکرم سے داخل جنت کرے
اور ہمیشہ اہل اسلام ساتھ بہت
کچھ خیرات اور صدقات کے اس
محفل کو قائم کرتے رہتے ہیں ۔ اور
اس کی برکات سے مشرف ہوتے
ہیں ۔ علیٰ ہذا القیاس گلاب پاشی اور
تزئین مکان اور قیام وقت ذکر
ولادت اور قراءت قرآن اور
صلاۃ وسلام سب امور مثل تعلم
علم صرف ونحو وغیرہ کے بدعت حسنہ
اور امور مستحسنہ ہیں ۔ اور اس کا
منکر بدعتی ۔
حاکم اسلام کو لازم ہے کہ اسکو
ایسی سزا دے کہ آئندہ پھر ایسا
گستاخانہ انکار نہ کرے ۔ اسواسطے کہ ہر بدعت
حرام نہیں ہوتی بلکہ بعض بدعت واجب ہوتی ہیں مثل دلائل قائم
کرنیکے گمراہ فرقوں پر اور تعلم علم نحو وغیرہ کی جو معین علم کتاب و
سنت ہیں اور بعض مستحب مثل بنانے رباطوں کے اور دینی
مدرسوں کے اور بعض مباح مثل کھانے پینے
پہننے میں فراخی کرنے کے ۔

وتزئين المكان وقراءة شئ من
القرآن والصلوة على النبى صلى الله
عليه وسلم واظهار الفرح والسرور
فلا شبهة فى انه بدعة حسنة
مستحبة وفضيلة شريفة مستحسنة
اذ ليس كل بدعة حراما بل قد يكون
واجبة كنصب الادلة للرد على الفرق
الضالة وتعلم النحو وسائر العلوم
المعينة على فهم الكتاب والسنة
كما ينبغى ومندوبة كبناء الربط و
المدارس ومباحة كالتوسع
فى الماكل والمشارب اللذيذة
والثياب كما فى شرح المناوى
على الجامع الصغير عن تهذيب
النووى فلا ينكرها الا مبتدع
لا استماع لقوله بل على حاكم
الاسلام ان يعزره والله اعلم
وصلى الله على سيدنا محمد
وآله وصحبه وسلم

مواہیر علمائے مدینہ طیبہ

محمد امین مفتی الحنفی	عبد الجبار مفتی حنبلی
سید جلال الدین	ابراہیم بن خیار

سید یوسف	السید محمد علی
السید عبد اللہ بن سید احمد	محمد بن احمد رفاعی
عمر ابن علی	علی حریری
سید مصطفٰی	احمد سراج
حسن ادیب	ابو البرکات
عبد القادر مشاط	سید سالم
احمد الحبشی	محمد نور سلیمانی
عبد الرحیم البرعی	محمد عثمان کردی
قاسم	عبد العزیز ہاشمی
یوسف رومی	محسن
مبارک ابن سعید	حامد
محمد ہاشم ابن حسین	عبد اللہ ابن علی
عبد الرحمان صفوی	

مواہیر علمائے مکہ معظمہ

عبد الرحمن سراج مفتی حنفی	احمد دحلان مفتی شافعی
حسن مفتی حنبلی	محمد شرقی مفتی مالکی
عبد الرحمان جمال حنفی	حسن طیب حنفی
سلیمان عیسٰے حنفی	عبد القادر خوقیر حنفی
ابراہیم الفتنی حنفی	محمد جاد اللہ حنفی
احمد داغستانی حنفی	عبد القادر شمس حنفی
عبد الرحمن افندی حنفی	ابو الحسن احمد حنفی
عبد القادر سنجی حنفی	محمد سعید حنفی

عبدالمطلب حنفی	احمد کمال حنفی	مواہیر علمائے جدّہ	
محمد سعید الادیب حنفی	علی جودہ حنفی	علی بن احمد باصبرین	احمد فتاح
سید عبداللہ کوشک حنفی	حسن غریب حنفی	عباس بن جعفر بن صدیق	محمد سلیمان
ابراہیم نوموسی حنفی	احمد امین حنفی	احمد	محمد صالح
شیخ فروس حنفی	عبدالرحمن عجیمی حنفی	احمد عثمان	احمد بن عجلان
عبداللہ مشاط حنفی	عبداللہ فحاشی حنفی	عبدالرحیم بن محمد زبیدی	محمد صدقہ
محمد بابصیل شافعی	محمد سیوطی شافعی	مواہیر علمائے حدیدہ	
علی رہتی شافعی	محمد صالح زواری شافعی	الفقیر الی اللہ یحیی بن اکرم	علی شامی
عبداللہ زواری شافعی	محمد حبیب اللہ شافعی	علی بن عبداللہ	محمد بن سالم عالیش
احمد المحتراوی شافعی	سلیمان عقبہ شافعی	محمد بن ابراہیم حضرمی	علی طحان
سید عمر شطی شافعی	عبدالحمید الداغستانی شافعی	محمد بن عبداللہ	محمد بن داود بن عبدالرحمان
مصطفےٰ عفیفی شافعی	منصور شافعی	علی بن محمد حیات	احمد بن محمد بن خلیل
منشاوی شافعی	محمد راضی شافعی	عبدالرحمن بن علی حضرمی	

منقول از مختصر مولد منظوم [illegible]

کمال

جب جمال اور جلال اپنا وہ کبریا آپ ہی دیکھنے اور دکھانے لگا
نور احمد کا جلوہ ہوا جلوہ گر جلوۂ حق نظر سب کو آنے لگا

لا الٰہ کا تھا ایک عجیب آئینہ اُس پر الا اللہ ہوا جب عیاں
نور احمد محمد حبیب خدا سارے عالم پہ یک لخت چھانے لگا

پھر تو حبِ ازل جوش کھانے لگی اور کمالات احمد دکھانے لگی
پھر جو خوشبوئے محبوب آنے لگی خود خدا نقدِ رحمت لٹانے لگا

اور تننے لگے شامیانے نئے جنکے ہم شکل گا ہے نہ دیکھے سنے
نو فلک کے جب اللہ خود آپ ہی فرشِ زیبا زمیں کا بچھانے لگا

پھر یہ شور ملائک مچا جا بجا جب ملائک کو خالق نے پیدا کیا
مرحبا نورِ احمد ہے نورِ خدا جس سے سارا جہاں جگمگانے لگا

نور سے اُن کے عالم منور ہوا ہے جہاں میں اُسی نور کا جگمگا
سب ہے جو وجود رسول خدا اُن سے سارا جہاں فیض پانے لگا

عہد پیغمبروں سے خدا نے لیا سب کہو ہیں محمد رسولِ خدا
روزِ میثاق جب اُن کو خود کبریا شانِ پیغمبری سے سجانے لگا

پھر کئے اُن کو القاب عالی عطا سید المرسلین خاتم الانبیاء
سارے عالم کا سرتاج جب خود خدا اُس شہنشاہِ دیں کو بنانے لگا

پھر ہوئے جب وہ سرتاج ہر دوسرا رونق افروزِ دنیا بحکمِ خدا
ظلمتِ کفر کافور ہونے لگی نورِ اسلام عالم پہ چھانے لگا

بت گرے ہو گئے سرد آتشکدے قصرِ کسریٰ کے ہلکر گرے کنگرے
سر پہاڑوں سے شیطاں لگا پھوڑنے جب وہ نور اپنی ہیبت جمانے لگا

ہیبتِ حق نے کچھ ایسا باندھا سماں خود ہبل سر کے بل گر کے کہنے لگا
رعب سے انکے ہیں سارے بت سرنگوں قصرِ کسریٰ بھی لوڑ گمگانے لگا

سارے شاہانِ عالم لگے کانپنے خوف سے سارے شیطاں لگے ہانپنے
سر کو دھن دھن کے ابلیس تھا نعرہ زن ہیبتِ شاہ سے تھرتھرانے لگا

گرد کعبہ کے جتنے بھی تھے بت کھڑے اپنے آپ اوندھے منہ سب کے سب گر پڑے
مجلس کفر میں وہ مچی کھلبلی کفر خاک اپنی آپ ہی اُڑانے لگا

سجدہ شکر کعبہ نے جھک کر کیا آسماں کے ستارے جھکے بر ملا
سارے عالم میں تھا نور کا جگمگا جب وہ نور اپنا جلوہ دکھانے لگا

قصرِ شامی نظر صاف آنے لگے کوہ بُصریٰ بھی جلوہ دکھانے لگے
ایک مکہ ہی کیا کل عرب بر ملا نور سے آپ کے نور پانے لگا

جشنِ سلطان دیں کا تھا وہ سلسلہ سارے عالم میں اک نور ہی نور تھا

نغمۂ ربّ سلّم علی المصطفٰے ہر ملک جوش فرحت میں گانے لگا

حور و غلماں صف باندھ کے ہو کھڑے اور ملائک کے ہر سو پرے کے پرے
ربّ صلّ علی المصطفٰے کا ہر اک ہر طرف ورد کرکے کرانے لگا

لو کھڑے ہو گئے اب سب ورودیں پڑھو تم بھی اب جوش فرحت میں آمونو
کوئی دم میں اب آتی ہے حق کی صدا الشکر اولیا تو اب آنے لگا

آیا ناگاہ یہ حکم رب العلیٰ اہل ایماں پڑھو مل کے سب برملا
ربّ صلّ وسلّم علی المصطفٰے پھر تو ہر اہل دل یہ سنانے لگا

ربّ صلّ وسلّم علی المصطفٰے وعلیٰ آلہٖ صحبہٖ المرتضٰے
پھر تو کل اہل مجلس یہ رب العلیٰ چشم ابر کرم کو بہانے لگا

اس خوشی کا کوئی کیا لکھے ماجرا تیری دیدار علیؔ ہے حقیقت ہی کیا
جسکے اظہارِ فرحت میں فلیفرحوا حکم خالق قرآں بھی دکھانے لگا

دیگر

خوشبو یہ پیاری پیاری کس گل کی آرہی ہے
ابر بہار یک سو چھڑکاؤ کر رہا ہے
فرش زمردیں سے صحن زمیں سجا کر
کس گل کی ہے سواری کسکی ہے انتظاری
آمد ہے کیا اُنہی کی جنکا خدا ہے شیدا
پلکوں سے اہل دل کے کر صاف راستے کو
بادِ صبا یہ کسکی محو خیال بنکر
ہے ذکر آمد آمد اُس شاہِ دوجہاں کا

بادِ صبا یہ مژدہ کس کا سنا رہی ہے
بادِ بہار کسکی محفل سجا رہی ہے
شبنم سے موتیوں کی چادر بچھا رہی ہے
یہ دھوم جسکی قدرت بہیم مچا رہی ہے
کس کی امید آمد بے کل بنا رہی ہے
چھڑکاؤ آنسوؤں کا الفت کرا رہی ہے
گلشن میں گلبنوں سے پنکھا ہلا رہی ہے
ہر ڈال ڈال جنکی ڈالی لگا رہی ہے

وقت حضور نبی شاہ دیدار آگیا ہے
خوشبو انہوں کی سب کو یکدم بسا رہی ہے

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد وعلیٰ آل محمّد وبارک وسلّم

حلیہ مبارک یعنی سراپاء رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا یا الہنا صل علی محمد
صل علی نبینا صل علی محمد
اُن پر اور اُن کی آل پر اُن کے صحابہ پر تمام
مخزن اسرار کبریا سر تھا سر سران دہر
قول صحیح تو ہے یہی کانوں کی لو تلک تھے بال
بعض کا یہ بیان ہے نیم گلو تلک تھے گاہ
دوش بدوش دوش تھے پیچاں تھے لو تلک مگر
مانگ تھی مانگ بخشش اہل گناہ و معصیت
گوش تھے گوش حق نیوش مثل گل گلاب کی
ابرو تھیں آبروئے دیں ابر کرم کرم نما
دونوں بھویں تھیں دو کماں بہر شکار عاشقاں
دونوں بھووں کے بیچ میں ایک رگ نور پُرضیا
ترکش تیر ہائے عشق مژگاں تھی جنکے فیض سے
ساقی تھی پلک پلک میں ہر ایک سہام عشق
نرگس چشم دلربا و دلبر دلبران دہر
بدر کہوں دیا کہوں شمس رخ منیر کو
دانتوں کی وہ چمک دمک جنپہ نجوم ہر فلک
لب تھے لبالب از کرم چشمہ لطف و رحمت
بینی جو پاک صاف تھی ایک الف اللہ تھی
صورت گردن بتاں سلکجے کی تھی ڈھلی ہوئی
چھلکی ہوئی تھی سینہ پر ریش مبارک آپ کی
ریش میں تھی سفید سی بیچ میں اور دو طرف

حافظنا حفیظنا صل علی محمد
صل علی شفیعنا صل علی محمد
بھیج درود ربنا صل علی محمد
سر تھا بڑا حضور کا صل علی محمد
کالے سیاہ مشک سا صل علی محمد
رکھتے تھے موئے خوشنما صل علی محمد
قول ہے یہ بھی بعض کا صل علی محمد
بینی کی سیدھ میں سدا صل علی محمد
سنتے تھے عرش کی صدا صل علی محمد
لطف کرم کی دو گھٹا صل علی محمد
زخمی ہیں جنکے جابجا صل علی محمد
نور فشاں تھی دائما صل علی محمد
بنگئے صدہا خدا صل علی محمد
اُن کے جو دل تھے باصفا صل علی محمد
قبلہ نما خدا نما صل علی محمد
سب میں اُنہی کی ہے ضیا صل علی محمد
رہتے تھے دائما فدا صل علی محمد
مونھ تھا کشادہ آپکا صل علی محمد
بیچ میں نور کی ضیا صل علی محمد
گردن پاک مصطفے صل علی محمد
دونوں لبیں تھیں لب نما صل علی محمد
نور وہ موئے پرضیا صل علی محمد

صاف

سینۂ پاک مصطفیٰ بالوں سے پاک صاف تھا — علم وحکم سے تھا بھرا صلِّ علیٰ محمد
ہانس سے لیکے تا بناف بالونکی اک چھڑی سی تھی — سینہ کے بیچ میں بہا صلِّ علیٰ محمد
سینہ کی شرح میں الم نشرح نہیں تو کیا لکھوں — کوزے میں دریا ہے بھرا صلِّ علیٰ محمد
فقہ وحدیث اصول وطب حکمت و علم صرف و نحو — حدّ وقصاص اور قضا صلِّ علیٰ محمد
علم ریاضی وحساب سارے فنون بے حساب — نکلے قرآن سے بے شبہ صلِّ علیٰ محمد
اور قرآں کے سب علوم اور تصوف وکلام — سینہ کی اُنکے ہے ضیا صلِّ علیٰ محمد
تھا شکمِ شہ جہاں مستوی بے شک گماں — کان کرم واتقا صلِّ علیٰ محمد

خوشنما

شانہ تھے دونو شاندار بازو تھے بھاری آپکے — لانبے تھے دستِ مصطفیٰ صلِّ علیٰ محمد
بال تھے بازوؤں پہ کچھ بازو و بال جان تھے — کفر کی جاں پہ بے خطا صلِّ علیٰ محمد
مہر نبوت آپ کی شانۂ راست کے تلے — بیضہ نما تھی بر ملا صلِّ علیٰ محمد
دیبا سے خز سے نرم تر دونو ہتھیلی آپ کی — شرک پہ سخت بے دغا صلِّ علیٰ محمد
پشت مبارک آپ کی چوڑی تھی دونو شانوں میں — بُعد بہت تھا خوشنما صلِّ علیٰ محمد
اُنگلیاں پیاری آپ کی لانبی تھیں بے شک فتبہ — تھیں وہ علامتِ سخا صلِّ علیٰ محمد
قد تھا میانہ آپکا دیکھ کے جسکو پا بگل — سر و ادب سے تھا کھڑا صلِّ علیٰ محمد
سرو سہی اُسے لکھوں یا کہ الف اِلٰہ کا — راست تھا راستی نما صلِّ علیٰ محمد
قد تھا میانہ لیکن آپ رہتے تھے اونچے بے شبہ — اونچے سے اونچوں پر سدا صلِّ علیٰ محمد
تلوے تھے صاف اُٹھے ہوئے عرق سے رہتے تر بتر — ایڑیاں ہلکی خوشنما صلِّ علیٰ محمد
اُنکی مہک سے بستے تھے کوچہ و راستے سبھی — خوشبو تھی اُنکی جانفزا صلِّ علیٰ محمد
عطر بسایا جاتا تھا اُنکے پسینہ سے کہ وہ — سامنے اُسکے ماند تھا صلِّ علیٰ محمد
چال تھی جیسے ڈھال سے اُترے ہے کوئی خوشخرام — نیچے نگاہ سے دلربا صلِّ علیٰ محمد
تھے وہ سبک خرام پر رہتے تھے آگے بے شبہ — بھاگنے والوں سے سدا صلِّ علیٰ محمد
کپڑے سفید تھے پسند چوتی تھی زرد آپ کی — سر پہ عمامۂ سیہ صلِّ علیٰ محمد
بردِ یمانی زیب تن رکھتے تھے وہ شہِ زمن — گاہ قمیص خوشنما صلِّ علیٰ محمد
گاہِ ادیم طائفی ہوتی تھی نعل پائے شاہ — ہر یک ادا تھی دلربا صلِّ علیٰ محمد
ابن نجف پڑھ اب درود پڑھتا رہ ہر گھڑی سلام — حق سے رہ طالب رضا صلِّ علیٰ محمد
وِردِ زبان علی کا ورد جاں نام نبی ہے اور درود — صلِّ علیٰ شفیعنا صلِّ علیٰ محمد

فہرست مضامین سہل الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولد والقیام



نعت جدید

مست جمالِ سرورِ دیں خود جمال ہے	جس جا جمال ہے وہ اُنہی کا جمال ہے
جلوہ اُنہیکا جلوہ نما ہے ہر ایک جا	اُنکے جمال سے ہی جمال جمال ہے
بارہ کرم کا بٹتا ہی رہتا ہے رات دن	اُس شہ کا سب پر اُنکا ہی جود و نوال ہے
جو کچھ جہاں میں علم و ہنر اور کمال ہے	اُس شاہ کے کمال کا ظلّ کمال ہے
بدر منیر اور خور خاوری سدا	انوار شہ سے انور و صاحب جلال ہے
یارب دکھادے روضۂ انور کو جلد پھر	اس آرزو میں اپنا بہت خستہ حال ہے
فردوس اور خلد بریں شوق ہیں مدام	ہیں اُسکے جسکو آپکا شوقِ وصال ہے
ہے دوریٔ و جدائیٔ سلطانِ دیں کا نام	دوزخ اسی کا نام عذاب و نکال ہے

دیدارِ شاہِ دیں سے ہو دیدار سرافراز۔
مدت سے یہ ہی دھن ہے اسی کا خیال ہے

ایضاً نعت جدید

تمہارا جلوہ ہے جلوہ فزا ہر اک گل میں
چمن میں گلشن و گلبن میں سرو و سنبل میں

شراب الفت جاناں کا ہے ہر اک جا شور
سبو میں جام میں مینا میں کل میں قلقل میں

تیری ہی یاد ہے تیرا ہی ذکر ہے ہر جا
گلوں میں بلبلوں میں نالیا و صلصل میں

عجیب شان کرامت ہے تمسے جلوہ نما
براق و قصوی میں یعفور اور دلدل میں

تمہاری صورت زیبا ہے سورۂ اخلاص
ہے تمسے جلوۂ اخلاص سورۂ قل میں

تمہاری شان رسالت کا ہر جا چرچا ہے
ملائکہ میں جنوں میں زمین زماں کل میں

کہاں وہ خسک میں خوشبو کہاں وہ عنبر میں
خدا نے رکھی جو خوشبو ہے اُنکے کاکل میں

پلا دو وہ مئے باقی نہ کچھ رہے باقی۔
خیال ہستئ موہوم شارب مل میں

اگر ہے شوق وصال اتنا ہٹ کہ تو نزہے
رکھا ہے کیا یونہی قیدار شور اور غل میں

منقول از دیوان مؤلف

حبیب خدا پر صلوٰۃ و سلام
شہ انبیا پر صلوٰۃ و سلام

رؤف و رحیم و عزیز و حریص
شفیع الوریٰ پر صلوٰۃ و سلام

ہو صبح و مسا روز و شب و انما
میرے مصطفیٰ پر صلوٰۃ و سلام

قسیم و جسیم و نسیم و وسیم
سراپا ہدیٰ پر صلوٰۃ و سلام

شفیع و مطاع و نبی و کریم
میرے دلربا پر صلوٰۃ و سلام

میرے صدر دیوان یوم النشور
میرے مہ لقا پر صلوٰۃ و سلام

میرے خواجۂ بعث و روز جزا
شہ دوسرا پر صلوٰۃ و سلام

ہو مہر سپہر کرم پر مدام
اُس بدر دجیٰ پر صلوٰۃ و سلام

کریم السجایا جمیل الشیم
شہ مجتبیٰ پر صلوٰۃ و سلام

رسولوں کے سردار امی لقب
میرے ذوالعلا پر صلوٰۃ و سلام

میرے خاتم الانبیا و رسل
مہ اصطفا پر صلوٰۃ و سلام

میرے شاہ کی آل و اولاد پر
صحب باصفا پر صلوٰۃ و سلام

ہو صدیقؓ و فاروقؓ و عثمانؓ پر
اور شیر خدا پر صلوٰۃ و سلام

ہو حسنین اور فاطمہ پر سلام ہو غوث الورٰی پر صلوٰۃ و سلام



ہو دیدار صدقہ میں اُس شاہ کے
بخارا کے شہ پر صلوٰۃ و سلام

ایضاً نعت از دیوان مؤلف

جن و ملک شیدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو جہاں جویائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جملہ کواکب ہا درخشاں مہرِ منور ماہِ تاباں ذرۂ نور و جلائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
چنپا اور بیلہ و چمیلی گل گلاب اور گل کیتکی فیض خوشبوہائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سرو فداں جملہ کہاں سرو سبھی استادہ حیراں قربان بالائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مشک ختن اور مشک تبت مشکِ چین اور مشک تتاری عاشق گیسوہائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مشک خطا سے نسبت دینا سخت خطا ہے مشکیں کہنا سو نگھ کے کاکلہائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اُنکی چمک سے شمس منور اُنکی جھلک سے روشن عالم اللہ اللہ ضیائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
عرش بریں سے فرش زمیں تک جن و انساں حور و ملائک ہر دم سب ہیں فدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ماہ سے زیادہ مہر سے افزوں غالب سب نوری جسموں پر نورِ رخ زیبائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
گردوں ہیں سرگرداں جدائی جن و ملک سب اُنکے فدائی سب ہیں فدائے ادائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
گوہر غلطاں لعل بدخشاں ہیرا اور پکھراج اور نیلم ذرۂ تابشہائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دولو جہاں اور دین و ایماں غوث اور قطب ولی دوراں سب ہیں فدائے عطائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حشر کے دن جب سب ہوں پریشاں نبی رسول سبھی حیراں سب ہی تکیں لبہائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جبکہ رسول بھی کام نہ آویں نفسی نفسی کہتے آویں دیکھیں بخششہائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھو نہ اسکو گری نظر سے اہل مجلس سوچ کے دیکھو
ہے دیدار گدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اللھم صل علی محمد

تمت

الحمد للہ

(در مطبع کریمی لاہور مطبوع گردید)

تفسیر میزان الادیان



جسکا مختصر نمونہ طبع ہو کر عرصہ ہوا کہ شائع ہو چکا ہے اُس نمونہ کو دیکھکر درخواست تفسیر میزان الادیان کثرت سے آرہی تھیں اب بفضلہ تعالیٰ اسکا مقدمہ اور تفسیر سورہ فاتحہ زیر طبع ہے۔ یہ وہ تفسیر ہے کہ قرآن مجید پر جتنے بھی مخالفین نے آجتک اعتراض کئے ہیں بلکہ بعض وہ اعتراض جنکو زمانہ حال کے مخالفین نے خواب میں بھی نہیں دیکھا مفصل بیان کر کے انکے جوابات اس خوبی کے ساتھ مدلل بیان کئے ہیں کہ جسکے بعد مخالفین کے جواب دینے میں کسی کتاب سے دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ علی ہذا بیان شان نزول سورہ فاتحہ میں پاکی ناپاکی پانی بدن اور جا نماز و جملہ احکام نماز کے متعلق جتنی حدیثیں موئد مذہب حنفیہ ہیں صحاح ستہ وغیرہ سے جمع کر دی ہیں کہ جنکو دیکھکر کوئی مخالف یہ نہیں کہہ سکتا کہ مذہب حنفیہ کا ایک مسئلہ بھی مخالف قرآن و حدیث ہے اور ہر موقعہ پر نکات تصوف بیان کئے گئے ہیں۔ انشاء اللہ دو ماہ تک بیس جز کے اندازمیں تیار ہو جاویگی اور بغرض نفع عام قیمت بہت مناسب رکھی جاوے گی اور اول درخواست بھیجنے والوں کو محصولڈاک معاف کیا جاویگا۔ درخواستیں بہت جلد آنا چاہئیں۔ دوسری مفسر مذکور کی تصنیف سے مناظرہ مقلد و محمدی ہے۔ جسمیں غیر مقلدین کے ادنیٰ سے اعلیٰ تک عام اعتراض مدلل بیان کر کے اُنکے جوابات مُسکتہ مدلل بالتفصیل بیان کئے ہیں اور عورتوں اور مردوں کے بالوں کی حد اور پردہ شرعی کی تحقیق اس بسط سے کی ہے کہ جسکے بعد کسی دوسری کتاب کی حاجت نہیں رہتی۔ اور تحقیق المسائل بھی طبع شدہ تیار ہے جسمیں بذریعہ خط و کتابت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے اقرار قیام میلاد شریف لیا گیا ہے اور کنوئیں کے تمام مسائل ضروری درج ہیں اور تقلید شخصی اور رسوم چہلم برسی استقاط احتیاط الظہر کے مسائل کو بالتفصیل بیان کیا ہے اور وہابی و سنی کی پہچان قرآن و حدیث و اقوال مولانا امام علیہ الرحمۃ سے بیان کیگئی ہے اور نیز دیوان فارسی و اردو مسمیٰ بہ دیوان حیدر علی بھی زیر طبع ہیں دیوان اردو کا اول شعر یہ ہے سبحان احمد خدا میں جب شبیر قلم کا دانہ ہوا پہلے ہی قدم چکرا گرو و تیر قضا کا نشانہ ہوا" علاوہ ہمیں اور بھی تصنیفات مولفنا ممدوح طبع شدہ اور نیز تصنیفات اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مجدد مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل قدس سرہٗ ہمارے کتب خانہ سے ملتی ہیں

پتہ ملنے کا:۔ لاہور اندرون دہلی دروازہ محلہ جنگڑ ال مسجد حنفیہ
دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور مولوی سید احمد صاحب
ناظم انجمن

(منظور علم پریس بازار پیسہ اخبار لاہور میں باہتمام ایم محمد حسین پرنٹر و مرف تا یسک ہی چھپا)